

عمران سیریز

بدروح

ظہیر احمد



پیش لفظ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا نیا اور پہلا پراسرار ناول "بد روح" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنے نام کی طرح انتہائی حیرت انگیز اور پراسرار واقعات پر مبنی ہے۔ جس میں آپ کو پراسراریت کے ساتھ ساتھ انتہائی حیران کن اور دلچسپ واقعات پڑھنے کو ملیں گے۔ میں نے سابقہ تمام ناول جاسوسی طرز میں لکھے تھے۔ آپ کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بار میں نے قلم کا رخ نئی راہوں کی جانب گامزن کیا ہے۔ یہ کہانی میں نے عام ڈگر سے ہٹ کر نئے پیرائے میں تحریر کی ہے جو یقیناً آپ کے اعلیٰ معیار پر پوری اترے گی۔

"بد روح" ایک ایسا ناول ہے جس کو لکھتے ہوئے کئی مقامات پر خود میرے اپنے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ اس ناول میں آپ جوزف کو نئے روپ میں دیکھیں گے اور جوزف کا یہ نیا اور انوکھا انداز آپ کو یقیناً بے حد پسند آئے گا۔ اس بار عمران کے ساتھ ساتھ جوزف بھی عجیب و غریب اور پراسرار واقعات کا شکار ہو گیا تھا۔ عمران کی ایک چھوٹی سی غلطی نے اسے اس قدر عجیب و غریب اور پراسرار چکروں میں

پھنسا دیا تھا کہ کسی طرح عمران کی جان چھوٹتی نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔ ایک پراسرار اور خوفناک بدروح نے عمران پر اس انداز میں اپنا تسلط جما لیا تھا کہ حقیقتاً عمران کی زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔ ایک شیطانی ذہنیت نے عمران کو اپنے شیطانی جال میں اس بری طرح سے جکڑ لیا تھا کہ عمران کی زندگی موت کی آخری حدوں کو چھونے لگی تھی۔ یہاں تک کہ عمران اپنی پوری ٹیم کے لئے موت کا پیغام بن جاتا ہے۔

ادھر سیکرٹ سروس کے ممبران ایکسٹو کے حکم سے عمران کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور ادھر عمران ان سب کے خاتمے کے لئے اپنی کمر باندھ لیتا ہے۔ پھر ایک ایسا موقع آتا ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران ایک دوسرے کے مدمقابل آجاتے ہیں اور پھر ان کے درمیان انتہائی خطرناک اور اعصاب شکن فائٹ ہوتی ہے۔ وہ دشمنوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایسے میں جوزف، عمران کا وفادار غلام جو عمران کو باس کہتا ہوا نہیں تھکتا تھا عمران پر جان لیوا حملہ کرتا ہے اور عمران پر ایک ساتھ کئی خنجر مار کر اسے موت کے دہانے تک پہنچا دیتا ہے۔

اس عجیب و غریب اور پراسرار کہانی میں ایک لمحہ ایسا بھی آتا ہے جب عمران، صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں ہسپتال سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اٹھا کر لے جاتا ہے اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو صفدر اور زیادہ مخدوش حالت میں کچرے کے ڈرم میں پڑا

نظر آتا ہے۔ عمران اس پر ہی قناعت نہیں کرتا وہ صفدر کو ہلاک کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے اور آخرکار وہ صفدر کو عین اس وقت گولیوں سے چھلنی کر دیتا ہے جب صفدر آخری دموں پر ہوتا ہے۔ عمران کو اس قدر بہیمانہ انداز میں صفدر کو ہلاک کرتے دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے دلوں میں عمران کے لئے انتہائی حد تک نفرت جاگزین ہو جاتی ہے۔ وہ عمران سے صفدر کی موت کا انتقام لینے کے لئے تل جاتے ہیں اور پھر……

آپ نے بے شمار پراسرار اور عجیب و غریب واقعات سے بھرپور ناول پڑھے ہوں گے مگر اس قدر دلچسپ، حیرت انگیز اور انوکھا ناول پہلے کبھی نہیں پڑھا ہو گا۔ اس کہانی کا ایک ایک لفظ آپ کو اچھل اچھل پڑنے پر مجبور کر دے گا۔ کہانی کا ہیجان خیز سسپنس آپ کو اپنے اندر سمو لے گا اور پراسرار اور خوفناک واقعات پڑھتے پڑھتے یقیناً آپ کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو جائے گی۔ ناول کا تیز ٹیمپو، سسپنس، حیرت انگیز ایکشن اور پراسراریت آپ کو بے حد پسند آئے گی اور یقیناً آپ ہمیشہ کی طرح میری اس کاوش کو بھی سراہیں گے اور بار بار ایسی ہی کہانیاں لکھنے کی فرمائش کریں گے۔ اس کہانی پر میں نے بے پناہ اور انتھک محنت کی ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی مجھے میری محنت کے ثمر سے ضرور نوازیں گے اور ثمر کے طور پر مجھے اپنے دلچسپ اور پرخلوص نامہ شوق میرے نام ضرور ارسال کریں گے۔

آپ کے نامہ شوق ہی میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں اور

آپ کے نامہ شوق پڑھ کر ہی مجھے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ میں اپنی کاوشوں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ اس بار قارئین کے پرزور اصرار پر خطوط شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ خطوط آپ ناول کے آخری صفحات میں دیکھ سکتے ہیں۔ جن قارئین کے خطوط اس ناول میں شائع کئے گئے ہیں۔ سابقہ ناول "بلیک جیک" میں ان کے ناموں کا اعلان پہلے ہی کر دیا گیا تھا۔ آپ بھی اگر اپنے خطوط ناول میں شائع کرانا چاہتے ہیں تو پہلی فرصت میں "نامہ شوق میرے نام" لکھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا تعریف اور تنقید پر لکھا ہوا ہر خط شائع کیا جائے گا۔ جب تک آپ میری خامیوں کی نشاندہی نہیں کریں گے اس وقت تک میں آپ کے لئے بہترین ناول کیسے تخلیق کر سکوں گا۔ اب آپ یقیناً پراسرار اور دلچسپی سے بھرپور ناول "بدروح" پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے۔ اس لئے اب مجھے اجازت دیجئے اور مجھے اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

والسلام

آپ کا خیر اندیش

ظہیر احمد

یہ کافرستان کا شمالی پہاڑی علاقہ تھا جسے عام طور پر مارجنگ کہا جاتا تھا۔ اس علاقے میں سینکڑوں کلومیٹر تک کوئی انسانی آبادی نہیں تھی اور یہ پہاڑیاں اس قدر دشوار گزار اور خوفناک تھیں کہ اس طرف کوئی بھولے سے بھی نہیں آتا تھا۔ اس علاقے میں انتہائی گہری اور بڑی بڑی اندھی کھائیاں بھی موجود تھیں اور راستے اس قدر پیچیدہ اور خمدار تھے کہ کوئی جانور بھی اگر ان راستوں سے گزرنے کی کوشش کرتا تو وہ بھی خود کو محفوظ نہ رکھ سکتا تھا اور لامحالہ وہ اندھی اور لامحدود گہرائیوں کی حامل کھائیوں میں جا گرتا تھا اس لئے اس طرف جانا موت کے منہ میں جانے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔

یہ پہاڑی علاقہ خشک اور سنگی تھا۔ اس علاقے میں سرخ رنگ کے ناگوں کی ایک قدیم نسل آباد تھی جسے باسوم کہا جاتا تھا۔ باسوم ناگ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ فٹ کے تھے اور ان کے رنگ سرخ

مگر ان کے مرشیلے ہوتے تھے۔ باسوم ناگوں کے بارے میں مشہور تھا کہ ان ناگوں سے زیادہ خطرناک اور زہریلے ناگ روئے زمین پر کہیں نہیں پائے جاتے اور ان ناگوں کے زہر میں اس قدر قوت تھی کہ اگر وہ کسی سنگی چٹان کو بھی ڈس لیتے تو وہ چٹان ایک لمحے میں موم کی طرح پگھل جاتی تھی۔ باسوم ناگوں کے ساتھ ساتھ اس علاقے میں سیاہ رنگ کے بچھوؤں کی بھی بہتات تھی جن کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا تھا۔ یہ حشرات الارض ہر طرف ان پہاڑیوں پر اور ان کے ارد گرد موجود رہتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ سارے کا سارا علاقہ انہی ناگوں اور زہریلے بچھوؤں کے لئے مخصوص ہو۔

انہی پہاڑیوں میں سرمئی رنگ کی ایک بڑی سی پہاڑی تھی جو دوسری پہاڑیوں سے اونچی اور پھیلاؤ کے لحاظ سے دوسری پہاڑیوں سے کافی بڑی تھی۔ اس پہاڑی میں ایک کشادہ غار تھا اور غار کا دہانہ خاصا بڑا تھا۔ اس غار نے اندر جا کر ایک بڑے اور گول کمرے کی شکل اختیار کر رکھی تھی۔ غار کی دیواریں انتہائی حد تک سیاہ تھیں اور کمرے کی دیواروں پر عجیب و غریب اور انتہائی بھیانک شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ غار کی دیواروں پر دو بڑی بڑی مشعلیں جل رہی تھیں۔ ان مشعلوں میں شاید جانوروں کی چربی جل رہی تھی جس کی وجہ سے غار میں ہلکا ہلکا دھواں اور بے پناہ سرانڈ پھیلی ہوئی تھی۔ مشعلوں کی وجہ سے وہاں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے کے وسط میں ایک چبوترہ نما بڑی سی چٹان تھی اور اس چبوترے پر ایک لمبا تڑنگا اور ادھیڑ

عمر آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور وہ منہ ہی منہ میں مسلسل کچھ پڑھتا جا رہا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا البتہ اس کی داڑھی اور مونچھیں جھاڑ جھنکار کی طرح بڑھی ہوئی تھیں۔ ادھیڑ عمر کے جسم پر زرد رنگ کا لنگوٹ تھا اور اس نے گلے میں خشک پھولوں، انسانوں اور جانوروں کی ہڈیوں اور لکڑیوں کے عجیب و غریب ٹکڑوں کی بے شمار مالائیں پہن رکھی تھیں۔ ادھیڑ عمر کا وجود بے حد ٹھوس اور کسرتی معلوم ہو رہا تھا اور اس کا رنگ سیاہی مائل تھا۔

چٹان پر اس ادھیڑ عمر کے گرد ایک سرخ حصار بنا ہوا تھا۔ اس حصار سے سرخ رنگ کا ہلکا ہلکا دھواں سا نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔ ادھیڑ عمر نے وہ حصار شاید اپنی حفاظت کے لئے بنا رکھا تھا۔ کمرے میں عجیب اور گہری خاموشی مسلط تھی کہ اگر وہاں سوئی بھی گرے تو اس کی آواز سنائی دے۔ ادھیڑ عمر مسلسل آنکھیں بند کئے کچھ پڑھے جا رہا تھا کہ اچانک سرخ حصار میں چنگاریاں سی اٹھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلتی چلی گئیں اور حصار کا رنگ یکلخت سیاہ ہو گیا۔ جیسے ہی حصار کا رنگ بدلا اسی لمحے ادھیڑ عمر نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں۔ اس کی نظریں حصار پر تھیں جو اب جل کر سیاہ ہو گیا تھا۔

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے پیچھے پوجا پاٹ کا

مرحلہ بھی خوش اسلوبی سے مکمل ہو گیا ہے"۔ ادھیڑ عمر کے منہ سے مسرت انگیز آواز نکلی مگر اسی لمحے ایک تیز اور خوفناک غراہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"آجاؤ سماترا"۔ بوڑھے نے غار کے دہانے کی طرف دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا تو اسی لمحے تیز گونج سی پیدا ہوئی اور ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور زمین سے مٹی کا ایک غبار سا بلند ہوا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک نہایت خوبصورت لڑکی کا روپ دھار لیا۔ اس لڑکی کی شکل قدیم مصری لڑکیوں جیسی تھی اور اس نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ بھی قدیم ٹائپ کا تھا۔

"سماترا مہا یوگی کو پرنام کرتی ہے"۔ لڑکی نے سر جھکا کر نہایت مؤدبانہ انداز میں ادھیڑ عمر کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہارا پرنام قبول کیا۔ بتاؤ ہمارے لئے کالی دیوی کا کیا آدیش لے کر آئی ہو"۔ مہا یوگی نے اس لڑکی کی طرف مسکرا کر اور گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کالی دیوی نے مہا یوگی کا چھٹا یوگ سویکار کر لیا ہے۔ اب آپ کو مہا پجاری کا درجہ دے دیا گیا ہے آقا"۔ سماترا نے کہا اور اس کی بات سن کر ادھیڑ عمر مہا یوگی کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے اور اس کی آنکھوں کی چمک بھی ملاقات کی کہا بڑھ گئی تھی۔

"ہم جانتے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ کالی دیوی ہمارے یوگ سے

ضرور پرسنہ ہو گی۔ جس طرح ہم نے چھ یوگ پورے لئے ہیں اسی طرح ہم کالی دیوی کے آشیرواد سے ساتویں اور آخری یوگ میں بھی سپھلتا حاصل کر لیں گے اور پھر ہم مہا پربھو کا درجہ بھی حاصل کر لیں گے۔ مہا پربھو کا درجہ حاصل ہوتے ہی ہم دنیا کے طاقتور اور سب سے بڑی قوت کے حامل جوشکا جادو کو بھی حاصل کر لیں گے جس سے ہم پوری دنیا کو اپنے چرنوں میں جھکا دیں گے۔ پھر اس دنیا پر ہمارا راج ہو گا۔ صرف ہمارا راج"۔ مہا پجاری فاخرانہ لہجے میں کہتا چلا گیا۔ اس کی بات سن کر سماترا نے سر جھکا لیا تھا اور وہ خاموش ہو گئی تھی۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا سماترا۔ خاموش کیوں ہو گئی ہو۔ بتاؤ مجھے۔ جوشکا جادو پر اب ہمارا ہی حق ہے ناں"۔ اسے خاموش دیکھ کر مہا پجاری نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں شما چاہتی ہوں مہاراج۔ مم۔ مجھے شما کر دیں"۔ سماترا نے رک رک کر اور قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"شما۔ کیا مطلب۔ کس بات کی شما مانگ رہی ہو تم"۔ مہا پجاری نے چونک کر اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے مہاراج کہ آپ کالی دیوی کے چھ یوگوں میں پوری طرح سے سپھل ہو گئے ہیں اور آپ نے مہا پجاری کا درجہ بھی حاصل کر لیا ہے اور اس کے بعد آپ ساتویں یوگ کے لئے استھان کریں گے تو آپ اس میں بھی سپھلتا حاصل کر لیں گے اور مہا پربھو کا

درجہ حاصل کر کے نالا دیوتا کے آشرم میں اور ان کے سنگھاسن پر بھی بیٹھ جائیں گے۔ پرنتو"۔ سماترا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"پرنتو۔ پرنتو کیا"۔ مہا پجاری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ غصے اور پریشانی سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں اور زیادہ سرخ ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

"مہاراج آپ جوشکا جادو حاصل نہیں کر سکیں گے"۔ سماترا نے ڈرتے ڈرتے کہا اور اس کی بات سن کر مہا پجاری یکلخت اچھل پڑا۔ اس کا رنگ غصے سے انتہائی حد تک سیاہ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے تھے۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو سماترا۔ ہم مہا پربھو بن کر بھی جوشکا جادو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ کیوں۔ آخر کیوں"۔ مہا پجاری نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مم۔ مہا پجاری۔ دراصل جوشکا جادو کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا گیا ہے"۔ سماترا نے ہکلاتے ہوئے کہا اور اس بار مہا پجاری کو جیسے زوردار جھٹکا لگا اور وہ بے چارگی سے پوری طرح لرز اٹھا۔

"جوشکا جادو غائب کر دیا گیا ہے۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو سماترا کہاں غائب ہوا ہے جوشکا جادو۔ کس نے غائب کیا ہے اسے"۔ مہا پجاری نے خوف و پریشانی اور کپکپاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں مہاراج۔ جوشکا جادو کو ہمیشہ ہمیشہ کے

لئے غائب کر دیا گیا ہے۔ اس جادو کو آپ مہا پربھو بن کر بھی حاصل نہیں کر سکیں گے"۔ سماترا نے اسی انداز میں کہا تو مہا پجاری کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مہان جوشکا جادو کو کوئی کیسے غائب کر سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ مہا پجاری نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ غصے سے زرد ہو گیا تھا جیسے اس کے جسم میں خون کی ایک بوند بھی باقی نہ رہی ہو۔

"اس کا جواب آپ کو ماشالی ہی دے سکتی ہے مہاراج کہ جوشکا جادو کیسے غائب ہوا ہے اور اسے کس نے غائب کیا ہے"۔ سماترا نے جلدی سے کہا۔

"ماشالی۔ اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے ماشالی۔ بلاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے۔ وہ جوشکا جادو کی پجارن ہے۔ واقعی وہ میری بات کا صحیح جواب دے سکتی ہے۔ بلاؤ اسے۔ جلدی کرو"۔ مہا پجاری نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"ماشالی کو بلانے کے لئے آپ کو بھوکپ منتر پڑھنا پڑے گا مہاراج"۔ سماترا نے کہا۔

"بھوکپ منتر۔ اوہ ہاں۔ ماشالی بھوکپ منتر کے بغیر یہاں کیسے آ سکتی ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ یہاں سے۔ میں بھوکپ منتر پڑھ کر ماشالی کو بلاتا ہوں۔ وہی مجھے جوشکا جادو کے بارے میں بتائے گی۔

وہ بہت باخبر ہے۔ اس کی شکتیاں مہان ہیں" مہا پجاری نے کہا تو
سماترا نے سر جھکا کر مہا پجاری کو پرنام کیا اور پھر اس کے گرد سفید
غبار سا چھا گیا اور پھر جب غبار غائب ہوا تو اس کے ساتھ ہی سماترا
بھی غائب ہو چکی تھی۔ مہا پجاری کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑا ہوا
تھا۔

"ہونہہ۔ سماترا کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کہتی ہے کہ جوشکا جادو
کو غائب کر دیا گیا ہے۔ کون غائب کر سکتا ہے جوشکا جیسے مہان اور
شکتی شالی جادو کو۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن
ہے۔ قطعی ناممکن۔ مہا پربھو کے علاوہ نہ کوئی جوشکا جادو تک پہنچ
سکتا ہے اور نہ اسے چھونے کی جرأت کر سکتا ہے۔ مہا پربھو کے سوا جو
بھی جوشکا جادو کی شکتی کو چھونے کی کوشش کرے گا تو مہان جادو کی
شکتی اسے ایک لمحے میں جلا کر بھسم کر دے گی اور پھر جوشکا جادو اور
اس کی شکتی کو کوئی کیسے غائب کر سکتا ہے۔ جوشکا جادو کی شکتی
پنڈت دیال کے پاس تھی جسے اس کی غلطی کی وجہ سے مہان جوشکا
جادو کی مہان شکتی نے خود ہی نشٹ کر دیا تھا۔ اس بات کو ہزاروں
ورش بیت چکے ہیں اور ان ورشوں میں بے شمار سادھوؤں، پنڈتوں
اور یوگیوں نے کالی دیوی کے سات یوگ پورے کر کے اس مہان
جادو کو پانے کی کوشش کی تھی لیکن ان میں سے کوئی بھی ایک دو
یوگ نہ بھوگ سکا تھا۔ ان یوگوں کو اب تک میں نے بھوگا ہے۔
صرف میں نے۔ ان چھ یوگوں کو بھوگنے کے لئے میں نے چھ ورش

یہاں اس گپھا میں دنیا کو تیاگ کر کے بتائے ہیں۔ ان یوگوں میں
میں نے بے پناہ تکلیفیں اور دکھ اٹھائے تھے۔ طرح طرح کے سخت
اور کڑے امتحانوں سے گزرا تھا۔ موت ہر بار مجھ سے چھو کر گزر جاتی
تھی۔ بھوکا پیاسا رہ کر میں نے بے پناہ کشٹ اٹھائے ہیں اور اب
جبکہ میں صرف ایک یوگ کے فاصلے پر رہ گیا ہوں جس کے لئے مجھے
ایک اور ورش یہاں گزارنا تھا اس یوگ میں مجھے سخت اور انتہائی
کٹھن کشٹ اٹھانے تھے اور میں سمجھ رہا تھا کہ میں دوسرے یوگوں
کی طرح اس یوگ کے کشٹ بھی جھیل کر سپھلتا حاصل کر لوں گا
اور اس یوگ کا سب سے بڑا اور مہان مہا پربھو بن جاؤں گا اور مہا
پربھو بنتے ہی میں دنیا کے سب سے بڑے اور عظیم قوتوں والے جوشکا
جادو کی شکتیوں کو پا لوں گا۔ پرنتو۔ سماترا۔ ہونہہ۔ سماترا کہہ رہی
ہے کہ جوشکا جادو غائب ہو گیا ہے۔ کیسے۔ کیوں"۔ مہا پجاری نے
پریشان سے لہجے میں کہا۔ وہ کافی دیر تک اس ادھیڑ بن میں مبتلا رہا
کہ وہ سماترا کی بات کا یقین کرے یا نہیں۔ پھر اس نے ماشالی کو
بلانے کا فیصلہ کر لیا۔ ماشالی کا تعلق جوشکا جادو کی شکتیوں سے تھا۔
وہ ایک باخبر بدروح تھی۔ ماشالی کا چونکہ جوشکا جادو سے براہ راست
کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے مہا پجاری کو یقین تھا کہ وہ دوسری
شکتیوں کے ساتھ ماشالی جوشکا جادو کے ساتھ غائب نہیں ہوئی ہو گی
جوشکا جادو کہاں تھا اور اسے کس نے اور کیوں غائب کیا تھا ان سوالوں کا
جواب صرف اور صرف ماشالی ہی اسے دے سکتی تھی۔ یہ جانتا تھا اس لئے

اپنا دایاں ہاتھ گھٹنے پر رکھا اور بایاں ہاتھ اٹھا کر انگلیاں ایک ساتھ جوڑ کر ہتھیلی کا رخ سامنے کی طرف کر دیا اور اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر اس نے اونچی آواز میں بھوکمپ منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے منتر پڑھنا شروع کیا اسی لمحے غار بری طرح سے ہلنا شروع ہو گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے شدید زلزلہ آ رہا ہو جس سے نہ صرف غار بری طرح سے لرز رہا تھا بلکہ غار میں تیز اور انتہائی خوفناک گونج بھی سنائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے اچانک دیواروں پر جلتی ہوئی مشعلوں میں آگ بجھ گئی اور غار میں یکلخت اندھیرا چھا گیا۔ جیسے ہی غار میں اندھیرا ہوا تو غار میں ایک انتہائی تیز اور دلخراش چیخ کی آواز گونج اٹھی۔ چیخ اس قدر بھیانک اور دردناک تھی جیسے کسی لڑکی کو اٹھا اٹھا کر زور زور سے زمین پر پٹخا جا رہا ہو۔ پھر جیسے ہی چیخ ختم ہوئی اسی لمحے غار میں آتا ہوا زلزلہ اور زلزلے کی گونج بھی ختم ہو گئی اور غار میں کسی ناگن کی تیز اور خوفناک پھنکاروں کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ماشالی۔ مہا پجاری کو پرنام کرتی ہے"۔ اچانک اندھیرے میں ایک پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی تو مہا پجاری نے یکدم آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ غار میں اندھیرا دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ اندھیرا۔ اوہ۔ اوہ۔ یہاں اندھیرا کیوں ہو گیا ہے"۔ مہا پجاری نے تیز لہجے میں کہا۔

"اندھیرا میرے کارن ہوا ہے مہا پجاری"۔ ماشالی کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارے کارن۔ پرنتو۔ ماشالی"۔ مہا پجاری نے چونکتے ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر ماشالی نے اس کی بات کاٹ دی۔

"مہا پجاری۔ میرا تعلق جوشکا جادو سے ہے اور جوشکا جادو غائب ہو گیا ہے اس لئے میرے گرد بھی اندھیرا چھا گیا ہے جس کے کارن میں اپنے اصل روپ میں کسی کو دکھائی نہیں دے سکتی۔ تمہیں بھی نہیں"۔ ماشالی کی آواز سنائی دی تو مہا پجاری کا چہرہ اور بھی تاریک ہوتا چلا گیا۔ ماشالی نے بھی اسے جوشکا جادو کے غائب ہونے کا مژدہ سنایا تھا جو مہا پجاری کی روح ہلا دینے کے لئے کافی تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سماترا نے غلط نہیں کہا تھا"۔ مہا پجاری نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"ہاں مہا پجاری۔ تمہاری شکتی سماترا نے تمہیں غلط نہیں بتایا تھا۔ جوشکا جادو کو واقعی غائب کر دیا گیا ہے۔ ہمیشہ کے لئے"۔ ماشالی نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"پرنتو۔ یہ سب کیسے ہو گیا ماشالی۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے"۔ مہا پجاری نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"یہ سب روشنی کی ایک مہان طاقت نے کیا ہے مہا پجاری"۔ پھنکارتی ہوئی آواز نے کہا۔

"روشنی کی طاقت۔ کیا مطلب"۔ مہا پجاری نے چونک کر کہا۔

"مہا پرکھ پنڈت ریاں کی غلطی کی وجہ سے جوشکا جادو کی ساری شکتیاں ایک [illegible] میں چلی گئی تھیں۔ ان شکتیوں کو استعمال

میں لانے کے لئے مہاپربھو پنڈت دیال کو ہر بار مخصوص اور بڑے بڑے منتر پڑھنے پڑتے تھے۔ اس کی یادداشت چونکہ کمزور واقع ہوئی تھی اس لئے اس نے اپنی سہولت کے لئے سخت اور کڑی محنت سے ان منتروں کو اپنے خون سے ایک کتاب میں لکھ لیا تھا۔ اس کے تمام منتر پورے ہو چکے تھے۔ بس صرف ایک منتر باقی تھا جو اسے پورا کرنا تھا۔ اس منتر کو لکھتے ہوئے اس سے منتر کا آخری لفظ غلط لکھا گیا تھا۔ اس وقت مہاپربھو پنڈت دیال نے اپنی غلطی کی طرف توجہ نہیں دی تھی لیکن پھر سیاہ پڈی کی ایک مہان شکتی کو استعمال کرنے کے لئے اس نے کتاب میں لکھا ہوا وہ منتر پڑھ لیا جس کے آخری لفظ میں اس سے غلطی ہو گئی تھی۔ جیسے ہی مہاپربھو پنڈت دیال نے اس منتر کو پڑھا اس منتر کا اس پر الٹ اثر ہو گیا اور وہ اسی وقت جل کر بھسم ہو گیا۔ مہاپربھو پنڈت دیال کے بھسم ہوتے ہی جوشکا جادو کی سیاہ پڈی غائب ہو کر خود بخود کالی دیوی کے ایک معبد میں پہنچ گئی تھی جبکہ منتروں والی کتاب مہاپربھو کے آشرم میں رہ گئی تھی۔ بہرحال سیاہ پڈی کالی دیوی کے جس معبد میں تھی وہ معبد کافرستان کے ایک ایسے علاقے میں تھا جہاں پر زیادہ آبادی روشنی کی دنیا کے نمائندوں کی تھی۔ روشنی کی دنیا کے نمائندوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے اس علاقے کو کالی دیوی کے پجاریوں نے چھوڑنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے ایک وقت ایسا آیا کہ اس علاقے میں ایک بھی کالی دیوی کا پجاری نہ رہا۔ اس وجہ سے کالی دیوی کا معبد ویران

ہو گیا۔ روشنی کی دنیا کے نمائندے اس معبد کو تباہ کرنا چاہتے تھے پرنتو اس معبد میں جوشکا جادو کی سیاہ پڈی تھی جس کی حفاظت مہا شکتیاں کر رہی تھیں۔ ان مہا شکتیوں نے ان لوگوں کو کالی دیوی کے معبد میں آنے اور اسے تباہ کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا۔ جو بھی اس معبد کو نشٹ کرنے کے لئے آگے آتا تو جوشکا جادو کی مہا شکتیاں یا تو اس کو ڈرا کر وہاں سے دور بھگا دیتی تھیں یا پھر انہیں پراسرار طریقے سے ہلاک کر دیتی تھیں۔ کئی ورش بیت گئے۔ لوگ سمجھ گئے تھے کہ وہ اس معبد کو نشٹ نہیں کر سکتے اس لئے وہ سب اس معبد سے دور دور رہنے کی ہی کوشش کرتے تھے۔ پرنتو ایک روز ان میں روشنی کی طاقتوں کی ایک مہان رشی آ گیا۔ اس نے اس معبد کو نشٹ کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ چنانچہ وہ معبد کی طرف بے خوف و خطر بڑھ آیا۔ جوشکا جادو کی شکتیوں نے اس روشنی کی طاقت کو ہر طرح سے معبد سے دور رکھنے اور اسے بھرشٹ کرنے کی کوششیں کیں مگر اس روشنی کی طاقت میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ اس پر جوشکا جادو کی مہان شکتی کی قوتوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ روشنی کی طاقت نے سیاہ معبد کے پاس آ کر اس معبد کے گرد سات چکر لگاتے ہوئے چند حصار باندھے اور پھر اس نے ایک پتھر کچھ پڑھ کر کالی دیوی کے معبد پر کھینچ مارا جس کی وجہ سے کالی دیوی کا معبد اسی وقت تباہ و برباد ہو گیا اور اس معبد کے تباہ ہوتے ہی جوشکا جادو کی تمام مہان شکتیاں جوشکا جادو کی سیاہ پڈی کو لے کر وہاں سے غائب

ہو گئیں۔ اب وہ سیاہ ہڈی کہاں ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ جب تک تمہارے پاس وہ سیاہ ہڈی نہیں آجاتی اس وقت تک تم جوشکا جادو حاصل نہیں کر سکتے چاہے تم مہاپربھو یا مہاتما ہی کیوں نہ بن جاؤ"۔ ماشالی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کو جوشکا جادو کی مہان شکتیاں خود کہیں لے کر غائب ہوئی ہیں۔ روشنی کی طاقت نے اسے غائب نہیں کیا"۔ مہاپجاری نے ساری بات سن کر کہا۔

"ہاں۔ پرنتو یہ سب اسی روشنی کی طاقت کی وجہ سے ہوا تھا۔ سیاہ ہڈی کو مہا شکتیاں اس روشنی کی طاقت کی وجہ سے لے کر غائب ہوئی تھیں اس لئے یہی کہا جاتا ہے کہ اس روشنی کی طاقت نے مہا جوشکا جادو کو غائب کیا ہے"۔ ماشالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کو جوشکا جادو کی مہا شکتیوں نے غائب کیا ہے تو پھر وہ سیاہ ہڈی کو یقیناً کالی دیوی کے کسی اور معبد میں لے گئی ہوں گی"۔ مہاپجاری نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کالی دیوی کے کسی معبد میں نہیں پہنچی۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھے اس کی فوراً خبر ہو جاتی"۔ ماشالی نے کہا۔

"تو پھر وہ کہاں غائب ہو سکتی ہے"۔ مہاپجاری نے سر جھٹک کر

کہا۔

"میں نہیں جانتی"۔ ماشالی نے جواب دیا۔

"تم نہیں جانتی تو کون جانتا ہوگا۔ آخر کسی کو تو پتہ ہوگا کہ مہا شکتیاں جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کو لے کر کہاں غائب ہوئی ہیں"۔ مہا پجاری نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب تمہیں شاید ہگورا دے سکتا ہے مہاپجاری"۔ ماشالی نے کہا۔

"ہگورا۔ تمہارا مطلب ہے جوشکا جادو کا بڑا محافظ"۔ مہاپجاری نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ہگورا۔ لیکن ہگورا کو تم ابھی نہیں بلا سکتے۔ ہگورا کو بلانے کے لئے تمہیں کالی دیوی کا ساتواں یوگ بھی پورا کرنا ہوگا۔ سات یوگ پورے کرکے جب تم مہاپربھو کا درجہ حاصل کر لوگے تو تمہیں ہگورا کو بلانے کے لئے ایک خاص تپسیا کرنا ہوگی۔ خاص تپسیا کے بعد ہگورا جب تمہارے سامنے آئے گا تو وہ تمہیں یقیناً بتا دے گا کہ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کہاں ہے اور اس کو تم کیسے حاصل کر سکتے ہو"۔ ماشالی نے کہا تو اس بار مہاپجاری کو قدرے سکون آ گیا جیسے اسے جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی ملنے کی کوئی امید بندھ گئی ہو۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں کالی دیوی کا ساتواں اور آخری یوگ ضرور پورا کروں گا اور خاص تپسیا کرکے ہگورا کو بھی ضرور بلاؤں گا۔ مجھے ہر حال میں جوشکا جادو حاصل کرنا ہے۔ ہر قیمت پر۔ میں لے

جوشکا جادو کو حاصل کرنے کے لئے اس قدر کشٹ اٹھائے ہیں اور ابھی نہ جانے کس قدر کشٹ اٹھانے باقی ہیں۔ ان سب کے باوجود اگر میں جوشکا جادو کو حاصل نہ کر سکا تو میرا مہاپجاری اور مہاپربھو بننے کا کیا فائدہ"۔ مہاپجاری نے ٹھوس اور مضبوط لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مہاپجاری۔ ایسا کرنے سے میں تمہیں بھلا کیسے روک سکتی ہوں"۔ ماشالی نے کہا۔

"مجھے تم تو کیا دنیا کی کوئی طاقت جوشکا جادو حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی"۔ مہاپجاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"اب میں جا سکتی ہوں"۔ ماشالی نے کہا۔

"ہاں جاؤ۔ لیکن ٹھہرو۔ ایک بات اور بتاتی جاؤ"۔ مہاپجاری نے کسی خیال کے تحت اس سے پوچھا۔

"پوچھو"۔ ماشالی نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا۔

"تم نے بتایا ہے کہ مہاپربھو پنڈت دیال نے جوشکا جادو کی شکتیوں کو سیاہ ہڈی میں بند کر دیا تھا۔ ان شکتیوں کو استعمال میں لانے کے لئے وہ باقاعدہ خاص منتر پڑھتا تھا اور اس نے وہ منتر کسی کتاب میں اپنے خون سے لکھ دیئے تھے۔ کیا تم مجھے اس کتاب کے بارے میں بتا سکتی ہو کہ وہ کہاں ہے۔ مجھے جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کے ساتھ لامحالہ اس کتاب کو بھی حاصل کرنا ہے ورنہ میں جوشکا جادو کی شکتیوں سے کام کیسے لے سکوں گا"۔ مہاپجاری نے کہا۔

"اس کتاب کے بارے میں بھی تو تمہیں مہاپربھو بننے کے بعد ہی

بتایا جا سکتا ہے مہاپجاری"۔ ماشالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتی ہو۔ میں کالی دیوی کا آخری یوگ پورا کر لوں پھر میں تم سے بات کروں گا"۔ مہاپجاری نے غراتے ہوئے کہا تو اسی لمحے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور غار میں ایک بار پھر زلزلہ آ گیا لیکن زلزلے کا اثر اس بار چند ساعت کے لئے رہا تھا۔ تھرتھراتی زمین اور دیواریں یکلخت سکوت کی حالت میں آ گئیں اور ان کے ساکت ہوتے ہی دیواروں پر لگی ہوئی مشعلیں خودبخود جل اٹھیں۔ غار میں چبوترے پر مہاپربھو پہلے کی طرح اکیلا بیٹھا تھا اور اس کے چہرے پر بدستور غصے اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیکٹ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر اس پیکٹ پر لکھا ہوا نام اور ایڈریس پڑھنا شروع کر دیا۔

"ڈاکٹر فراسکی فرام ساگالینڈ"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ڈاکٹر فراسکی کا نام اس کے لئے اجنبی ہو ساگالینڈ کافرستان کے شمال مغرب میں سابقہ روسیاہ کی ان ریاستوں میں سے تھا جو دوسرے ملکوں کی طرح الگ اور خود مختار حیثیت کا مالک تھا۔ جہاں تک عمران کو یاد پڑتا تھا وہ نہ کبھی ساگالینڈ گیا تھا اور نہ ہی وہ کسی ڈاکٹر فراسکی کو جانتا تھا۔ پھر وہ ڈاکٹر فراسکی کون تھا جس نے خاص طور پر اس کے فلیٹ کے ایڈریس پر یہ پیکٹ بھیجا تھا یہ پیکٹ عمران کو ابھی کچھ دیر پہلے ایک سپیشل کوریئر سے وصول ہوا تھا۔ سلیمان ان دنوں چونکہ اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے

کال بیل کی آواز سن کر عمران خود دروازے پر گیا تھا جہاں کوریئر سروسز کا نمائندہ اس کے لئے پیکٹ لئے کھڑا تھا۔ عمران نے پیکٹ وصول کر کے ووچر پر دستخط کئے اور پھر دروازہ بند کر کے واپس اپنے کمرے میں آگیا اور اب وہ مسلسل اس پیکٹ کو دیکھ رہا تھا۔ پیکٹ کی لمبائی تقریباً ایک فٹ تھی اور چوڑائی آدھے فٹ سے زیادہ نہ تھی۔ اس کی موٹائی بھی دو انچ سے زیادہ نہ تھی اور پیکٹ امپورٹڈ گتے کے ڈبے کا بنا ہوا تھا جس پر سپیشل کوریئر کے مخصوص اسٹیکر چسپاں تھے جن پر ایک طرف عمران کا نام وایڈریس اور فون نمبر ور دوسری طرف ڈاکٹر فراسکی کا ایڈریس اور ملک کا نام لکھا ہوا تھا۔ البتہ اس پر ڈاکٹر فراسکی کا فون نمبر درج نہیں تھا۔

"کیا ہو سکتا ہے اس پیکٹ میں"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے کوریئر ایجنٹ سے جیسے ہی یہ پیکٹ ہاتھ میں لیا تھا اس وقت سے اس کے دل و دماغ میں عجیب و غریب سنسناہٹ ہونا شروع ہو گئی تھی اور اسے عجیب سا احساس ہونے لگا تھا لیکن وہ ان احساسات اور سنسناہٹ کا مطلب نہ سمجھ پا رہا تھا۔ پھر عمران نے جیسے ہی پیکٹ میز پر رکھا اسی لمحے اس کے جسم میں ہونے والی سنسناہٹ اور عجیب و غریب احساسات کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

"حیرت ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے اس پیکٹ میں کوئی خطرناک چیز ہے جس کی وجہ سے میری چھٹی حس نے میرے احساسات کو جگا دیا تھا"۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر چ

سوچ کر عمران نے پیکٹ کو کھول لیا۔ عمران نے پیکٹ کھولا تو اس میں ایک سیاہ رنگ کی کتاب تھی۔ کتاب کی جلد لوہے کے پتروں کی تھی اور اس پر پرانے خشک مگر لچکدار پتے ترتیب سے جڑے ہوئے تھے۔ کتاب ہاتھ میں لیتے ہی اسے یکلخت بے پناہ گھبراہٹ ہونے لگی جیسے وہ کتاب نہ ہو بلکہ بم ہو اور اس بم کے پھٹنے میں ایک سیکنڈ کا وقفہ باقی رہ گیا ہو۔ عمران نے حیرت بھری نظروں سے اس کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اس نے کتاب کھول لی۔ جیسے ہی اس نے کتاب کو کھولا اس کی ناک سے بدبو کا بھبکا سا ٹکرایا جس کی وجہ سے اس کا منہ بن گیا۔ خشک اور لچکدار پتوں پر سیاہ رنگ کی تحریر تھی جو انتہائی پرانی اور قدیم زمانے کی معلوم ہو رہی تھی۔ عمران غور سے اس تحریر کو دیکھنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تحریر کسی کے خون سے لکھی ہو۔ وہ تحریر کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا مگر تحریر کسی طور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کچھ سوچ کر کتاب کو اٹھایا اور پھر سیدھا کر لیا۔ اسی لمحے اچانک اسے یوں لگا جیسے وہ اس تحریر کو پڑھ سکتا ہو۔ کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا تھا جو گم گشتا گھا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا"۔ عمران نے تحریر پڑھتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور اسے اپنے جسم میں شدید لرزش محسوس ہونے لگی۔ اسے یکلخت یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا دل ڈوبتا جا رہا ہو۔ اسی لمحے اچانک ٹیلی

فون کی گھنٹی بجی تو اس کا ڈوبتا ہوا دل نہ صرف اعتدال پر آ گیا بلکہ اس کے جسم کی لرزش بھی ختم ہو گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے سے تاریکی بھی چھٹ گئی۔ البتہ اسے نجانے کیوں اپنا سر بوجھل بوجھل سا لگنے لگا تھا۔ عمران نے حیران ہو کر ایک بار پھر کتاب کو دیکھا اور پھر کتاب کو میز پر رکھا اور اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا جس کی گھنٹی متواتر بج رہی تھی۔

"یس۔ علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

"دینو کاکا بول رہا ہوں بیٹا"۔ دوسری طرف سے کوٹھی کے ایک ملازم کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز میں بے پناہ کرب اور دکھ تھا۔

"ارے دینو کاکا آپ۔ میرے اندازے کے مطابق آپ کی عمر ساٹھ پینسٹھ برس ہو گی اور آپ ابھی تک خود کو کاکا ہی کہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"بیٹا۔ بب۔ بیگم صاحبہ"۔ دوسری طرف سے دینو کاکا نے رقت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"بیگم صاحبہ۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا۔ کیا بات ہو گئی ہے دینو کاکا"۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹا۔ وہ۔ وہ"۔ دوسری طرف سے دینو کاکا نے سسکیوں بھرے لہجے میں کہا تو عمران سکتے میں آ گیا۔ دینو کاکا نے اچانک رونا شروع کر دیا تھا اور اس کے رونے کی آواز سن کر عمران کے جسم میں

چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں۔

"اماں بی۔ کیا ہوا ہے اماں بی کو۔ وھنو کاکا تم بتاتے کیوں نہیں کیا ہوا ہے اماں بی کو"۔ عمران نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"بیگم صاحبہ اسپتال میں ہیں بیٹا"۔ دوسری طرف سے وھنو کاکا نے کہا تو عمران کے ذہن کو ایک دھچکا سا لگا۔

"اسپتال میں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے انہیں"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے بیٹا۔ ان کی حالت بے حد خراب تھی اس لئے بڑے صاحب انہیں اسپتال لے گئے ہیں"۔ وھنو کاکا نے روتے ہوئے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے خود اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے اپنی اماں بی کا چہرہ آ گیا تھا۔

"اوہ۔ کس اسپتال میں لے جایا گیا ہے انہیں"۔ عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اماں بی کے ہارٹ اٹیک کی خبر اس پر بجلی بن کر گری تھی۔

"یہاں سے نزدیک ترین ایک ہی اسپتال ہے بیٹا۔ سروسز اسپتال"۔ وھنو کاکا نے کہا تو عمران نے جلدی سے رسیور کریڈل پر پٹخا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے نہایت عجلت میں لباس تبدیل کیا اور فلیٹ سے نکل کر تیز تیز سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنی کار میں سوار آندھی

اور طوفان کی طرح سروسز ہسپتال کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اسپتال کی پارکنگ میں کار کھڑی کر کے وہ بھاگتا ہوا ایمرجنسی وارڈ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہوتے ہی اسے سر عبدالرحمان نظر آ گئے۔ ان کے ساتھ ثریا بھی تھی۔ وہاں ان کے دو ملازم بھی تھے۔ شاید سر عبدالرحمان عجلت میں انہیں ساتھ لے آئے تھے۔ ثریا نے عمران کو دیکھا تو اس کے اترے ہوئے چہرے پر قدرے رونق آ گئی۔

"ابا جان۔ بھائی جان آ گئے ہیں"۔ ثریا نے سر عبدالرحمان سے مخاطب ہو کر کہا جو دوسری طرف منہ کئے کھڑے کسی گہری سوچ میں کھوئے ہوئے تھے۔ ثریا کی بات سن کر وہ چونک کر مڑے جبکہ ثریا بھاگ کر عمران کے پاس آ گئی تھی۔

"بھائی جان۔ اماں بی"۔ ثریا نے کہا اور عمران کے سینے پر سر رکھ کر اس نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تم آ گئے۔ اچھا ہوا۔ میں تمہیں اطلاع دینے کے لئے سوچ رہا تھا"۔ سر عبدالرحمان نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کو کیا ہوا ہے ڈیڈی"۔ عمران نے سر عبدالرحمان سے پوچھا۔

"صبح تک تو وہ ٹھیک تھیں۔ ناشتے کی ٹیبل پر اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی۔ میں انہیں سہارا دے کر ان کے کمرے تک

لے گیا تو وہ بے ہوش ہو گئیں۔ تب میں نے فوراً فیملی ڈاکٹر کو بلا لیا۔ ڈاکٹر نے تمہاری اماں بی کو چیک کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے جس کے لئے انہیں فوری طور پر کسی نزدیکی ہسپتال میں لے جانا ہو گا۔ ہارٹ اٹیک کا سن کر ہمارے ہاتھ پیر پھول گئے اور ہم انہیں لے کر اسی وقت یہاں پہنچ گئے"۔ سر عبدالرحمان نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اب ان حالت کیسی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"فی الحال تو انہیں آئی سی یو میں لے جایا گیا ہے اور ہسپتال کے بہترین ڈاکٹروں کی ٹیم انہیں ٹریٹ کر رہی ہے"۔ سر عبدالرحمان نے کہا۔

"بھائی جان۔ اماں بی ٹھیک ہو جائیں گی ناں"۔ ثریا نے سسکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اماں بی کو آئی سی یو میں کتنی دیر پہلے لے جایا گیا تھا"۔ عمران نے سر عبدالرحمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا ہے"۔ سر عبدالرحمان نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ہسپتال کے انچارج سے بات کی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ان کی ٹریٹمنٹ میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑیں گے"۔ سر

عبدالرحمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں فاروقی ہسپتال سے ڈاکٹر فاروقی کو بلا لوں وہ ماہر سرجن ہونے کے ساتھ ہارٹ سپیشلسٹ بھی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ڈاکٹر ظہور بھی ہارٹ سپیشلسٹ ہیں۔ وہ تمہاری اماں بی کو خود ٹریٹ کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ سب اچھا ہی ہو گا"۔ سر عبدالرحمان نے کہا۔

"انشاء اللہ"۔ عمران کے منہ سے فوراً نکلا۔ وہ سب آئی سی یو روم کے سامنے کھڑے تھے اور آئی سی یو روم کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے ثریا کو دلاسہ دیتے ہوئے دیوار کے پاس موجود ایک بینچ پر بٹھا دیا سر عبدالرحمان دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگے تھے اور بار بار سر اٹھا کر آئی سی یو کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے کسی ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ عمران بھی بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید بے چینی اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

"بھائی جان۔ مجھے بے حد گھبراہٹ ہو رہی ہے"۔ ثریا نے عمران کے کاندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

"حوصلہ رکھو ثریا۔ میں نے کہا ہے ناں کہ اماں بی کو کچھ نہیں ہو گا"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ثریا ایک بار پھر سسک اٹھی۔ اسی لمحے سر عبدالرحمان کی جیب میں موجود ان کے سیل فون کی گھنٹی

بجنے لگی تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے جلدی سے جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر سپارک کرتے ہوئے نام کو دیکھنے لگے۔

پھر انہوں نے جلدی سے فون کا بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

"یس سر۔ میں عبدالرحمان بول رہا ہوں"۔ سر عبدالرحمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ فون یقیناً کسی منسٹر یا ہوم منسٹر کا ہو گا اس لئے سر عبدالرحمان کا لہجہ اس قدر مؤدبانہ تھا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ لیکن سر۔ میں اس وقت سروز ہسپتال میں ہوں۔ میری مسز۔ اوہ۔ ٹھیک ہے سر۔ میں پہنچ جاتا ہوں۔ یس سر۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوکے سر"۔ سر عبدالرحمان نے دوسری طرف سے بات سنتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے ڈیڈی۔ کس کا فون تھا"۔ عمران نے اٹھ کر سر عبدالرحمان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہوم منسٹر کا"۔ سر عبدالرحمان نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے تھے وہ"۔ عمران نے پوچھا۔

"انہوں نے ایک ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے جس میں میری شرکت بہت ضروری ہے۔ انہوں نے فوری طور پر مجھے میٹنگ میں بلایا ہے"۔ سر عبدالرحمان نے کہا۔

"مم۔ مگر آپ اماں بی کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں"۔ ثریا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میرا جانا بہت ضروری ہے بیٹی۔ عمران تمہارے ساتھ ہے۔ میں جلد ہی واپس آ جاؤں گا"۔ سر عبدالرحمان نے ثریا کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا یہاں رہنا بہت ضروری ہے"۔ عمران نے بھی ثریا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن ہوم منسٹر نے جو میٹنگ کال کی ہے اس میٹنگ کا تعلق ملک کی سالمیت سے ہے اس لئے میرا اس میٹنگ میں شامل ہونا بے حد ضروری ہے۔ میں جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا"۔ سر عبدالرحمان نے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اگر کوئی سیریس معاملہ ہو تو مجھے سیل فون پر کال کر لینا"۔ سر عبدالرحمان نے تیز تیز چلتے ہوئے ہسپتال سے باہر جانے والے راستے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس سے زیادہ کیا سیریس معاملہ ہو سکتا ہے ڈیڈی"۔ عمران نے انہیں جاتے دیکھ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بھائی جان۔ شکو اور شرفو کو بھی گھر بھیج دیں۔ ان کی بھلا کیا ضرورت ہے"۔ ثریا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا اشارہ کوٹھی کے ملازموں کی طرف تھا جو ایک طرف پریشان حال کھڑے

تھے۔

"کیوں ۔ انہیں واپس بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ۔ رہنے دو ۔ ان کی ضرورت پیش آ گئی تو پھر" ۔ عمران نے کہا۔

"نہیں بھائی جان ۔ اچھا نہیں لگتا ۔ آپ انہیں بھیج دیں ۔ میں اور آپ ہیں ناں یہاں" ۔ ثریا نے عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔ بھیج دو" ۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا ۔ اماں بی کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا ۔ یہ وہ عمران تھا جو بڑی سے بڑی پریشانی کو ہنس کر ٹال دیتا تھا لیکن اس وقت اماں بی کے لئے وہ نہ صرف پریشان تھا بلکہ اس کے چہرے پر بے پناہ غم بھی جھلک رہا تھا ثریا ملازموں کی طرف بڑھ گئی اور اس نے انہیں گھر جانے کا کہا تو وہ سر ہلا کر واپس مڑ گئے۔

"بھائی جان" ۔ ثریا نے ملازموں کو واپس بھیج کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہوں" ۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"اگر آپ کہیں تو کچھ دیر کے لئے میں بھی گھر سے ہو آؤں" ۔ ثریا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بری طرح چونک پڑا۔

"کیا ۔ کیا کہا تم نے" ۔ عمران نے حیرت سے ثریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن ثریا کے چہرے پر کوئی بدلا ہوا تاثر نہیں تھا ۔ اس کے چہرے پر وہی غم اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

"دراصل بھائی جان ۔ ہسپتال کی فضا میں میڈیسن کی تیز بو رچی ہوئی ہے جس سے میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے اور میرا جی بھی متلا رہا ہے" ۔ ثریا نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ثریا ۔ اماں بی" ۔ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں ہیں ناں بھائی جان ۔ آپ کے ہوتے ہوئے میری یہاں کیا ضرورت ہے ۔ ویسے بھی آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ اماں بی کو کچھ نہیں ہو گا ۔ وہ آئی سی یو میں بے ہوش ہیں ۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو آپ مجھے بلا لیجئے گا ۔ میں اسی وقت آ جاؤں گی" ۔ ثریا نے کہا تو عمران اس کی جانب آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

ثریا تو اماں بی پر اپنی جان نثار کرتی تھی اور ان کی ذرا سی تکلیف پر سارا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی اور رو رو کر بے حال ہو جاتی تھی ۔ اب وہی ثریا کہہ رہی تھی کہ وہ ہسپتال کی فضا میں پھیلی ہوئی بو کو برداشت نہیں کر پا رہی اور وہ گھر جانا چاہتی ہے ۔ اپنی ماں کو موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا چھوڑ کر ۔ عمران کو نجانے کیوں ثریا کا انداز کچھ بدلا بدلا سا نظر آ رہا تھا۔

"ثریا ۔ تم کیا کہہ رہی ہو ۔ اماں بی کو اس حال میں چھوڑ کر تم کیسے جا سکتی ہو" ۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ۔ میں نے کہا ناں بھائی جان کہ جب اماں بی کو ہوش آ جائے گا تو آپ مجھے رنگ کر دیجئے گا میں اسی وقت آ جاؤں گی" ۔ ثریا نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی جھلاہٹ دیکھ کر عمران

واقعی ساکت رہ گیا تھا۔

"اگر ایسا ہے تو جاؤ۔ اماں بی کو ہوش آ گیا تو تب بھی تمہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ صحت یاب ہو کر گھر آ جائیں گی تب ان سے حال احوال پوچھ لینا"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ امی جان نے صحت یاب ہو کر گھر ہی آنا ہے۔ انہوں نے کون سا آپ کے ساتھ آپ کے فلیٹ پر چلے جانا ہے"۔ ثریا نے ہنس کر کہا اور اس کے انداز اور ریمارکس پر عمران ششدر رہ گیا۔

ثریا کو نجانے کیا ہو گیا تھا۔ وہ شاید اماں بی کی حالت سے بہت زیادہ اپ سیٹ ہو گئی تھی اسی لئے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی۔ اسے واقعی آرام کی ضرورت تھی۔ یہ سوچ کر عمران کے چہرے کے خدوخال نرم پڑتے چلے گئے۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ اماں بی کو میں خود ہی سنبھال لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ تھینک یو۔ تھینک یو بھائی جان"۔ ثریا نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران سے مزید کچھ کہے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر تھکے تھکے انداز میں بنچ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے آئی سی یو کا دروازہ کھلا تو عمران چونک پڑا۔ روم سے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر باہر آ رہا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب"۔ عمران نے اٹھ کر تیزی سے ڈاکٹر کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی فرمائیں"۔ ڈاکٹر نے حیرانی سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ ڈاکٹر ظہور ہیں ناں"۔ عمران نے ڈاکٹر کے قریب آ کر کہا۔

"جی ہاں"۔ ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ دراصل میں سر عبدالرحمان کا بیٹا علی عمران ہوں۔ آپ جنہیں ٹریٹ کر رہے ہیں وہ میری اماں بی۔ میرا مطلب ہے میری والدہ ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمان کے بیٹے ہیں"۔ ڈاکٹر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی عمران صاحب۔ سر عبدالرحمان میرے بہت اچھے دوست ہیں"۔ ڈاکٹر ظہور نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ڈیڈی کے دوست ہیں۔ اس وقت میں آپ سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں"۔ عمران نے ہاتھ ملاتے ہوئے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"مجھے سر عبدالرحمان نے بتایا تھا کہ آپ بے حد مزاحیہ اور کھلنڈرے انسان ہیں۔ مگر آپ تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں عمران صاحب۔ ایک ملازمہ کو اپنی والدہ کا درجہ دے رہے ہیں۔ لگتا ہے

آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں"۔ ڈاکٹر ظہور نے ہنستے ہوئے کہا اور ان کی بات سن کر عمران بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے اور وہ بوقوں کی طرح ڈاکٹر ظہور کو دیکھ رہا تھا جیسے اچانک ان کے سینگ نکل آئے ہوں۔

"ملازمہ"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کوٹھی کے ملازم دینو کاکا کی بیوی چراغ بی بی یہاں موجود ہے جسے خود دینو کاکا اور دوسرے دو ملازم یہاں لائے تھے۔ سر عبدالرحمان نے مجھے فون کر دیا تھا اس لئے میں خود اسے ٹریٹ کر رہا ہوں۔ بہرحال خطرے کی اب کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اب بالکل ٹھیک ہے۔ معمولی سا اٹیک تھا۔ میں نے انہیں انجکشن لگا دیئے ہیں انشاء اللہ چند روز میں وہ صحت یاب ہو جائے گی"۔ ڈاکٹر ظہور نے کہا تو عمران کے کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ اسے ایک بار پھر اپنا ذہن چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اس کی حالت بالکل ویسی ہو گئی تھی جیسی اس کتاب کے پیکٹ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے ہوئی تھی۔

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب کہ آئی سی یو میں جسے لایا گیا تھا وہ دینو کاکا کی بیوی تھی"۔ عمران نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے آپ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ دیکھیں آپ کی والدہ اور ثریا بیٹی بھی آ گئی ہیں۔ آپ خود ہی ان سے

پوچھ لیں"۔ ڈاکٹر ظہور نے کہا تو عمران تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے وہ واقعی بے ہوش ہوتے ہوتے بچا کیونکہ سامنے اماں بی اور ثریا چلی آ رہی تھیں۔

ہوا کا ایک تیز جھونکا مہا پجاری کے چہرے سے ٹکرایا ۔ اسی لمحے اس کے سامنے سیاہ حصار میں چنگاریاں سی اٹھیں اور تیزی سے دائرے کے گرد پھیلتی چلی گئیں اور پھر اچانک وہاں موجود سیاہ حصار غائب ہو گیا ۔ جیسے ہی حصار غائب ہوا مہا پجاری نے یکلخت آنکھیں کھول دیں ۔ اس کی آنکھیں پہلے سے زیادہ سرخ ہو رہی تھیں ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں انگارے دہک رہے ہوں۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ میں نے ساتواں یوگ بھی بھوگ لیا ۔ میں نے ساتواں یوگ بھی بھوگ لیا ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میں مہا پربھو بن چکا ہوں "۔ مہا پجاری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو اسی لمحے چبوترے کے سامنے ایک دھماکہ سا ہوا اور زمین پر سرخ رنگ کا دھواں سا نمودار ہوا اور پھر یہ دھواں تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا ۔ دوسرے ہی لمحے اس دھوئیں میں ایک انسانی چہرے کے

خدوخال ابھر آئے مگر یہ چہرہ پوری طرح واضح نہیں ہوا تھا ۔ وہ دھوئیں کا ہی بنا ہوا انسانی چہرہ تھا جس کے خدوخال کسی خوبصورت لڑکی سے مشابہ تھے۔

"کاکشی مہاراج ہری چند کو پرنام کرتی ہے اور مہاراج کو مہا پربھو بننے پر بدھائی دیتی ہے "۔ دھواں نما چہرے نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر کہا۔

" تم کالی دیوی کی پوتر پجارن سرخ آتما ہو ۔ میرا مطلب ہے کاکشی ہی ہو ناں "۔ مہا پربھو نے دھوئیں کی طرف دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں مہاراج ۔ میں کاکشی ہوں اور میں تمہیں کالی دیوی کا آدیش دینے کے لئے آئی ہوں ۔ کالی دیوی نے تمہارا ساتواں یوگ بھی سوئیکار کر لیا ہے اور وہ تم سے بہت خوش ہے اس لئے اس نے تمہیں مہا پربھو کا درجہ دے دیا ہے ۔ کالی دیوی کا آدیش ہے کہ تم ان کے پوتر معبد میں آؤ تاکہ تمہیں مہا پربھو بننے کا آشیرواد اور پرساد دیا جائے "۔ کاکشی نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ضرور ۔ میں کالی دیوی کے چرن چھونے اور ان کا آشیرواد اور پرساد لینے کے لئے معبد میں ضرور جاؤں گا کاکشی ۔ اسی لئے تو میں نے سات ورش یہاں تن تنہا رہ کر بھوگ جھیلے ہیں ۔ میں نے سات ورشوں سے دنیا کو تیاگ رکھا ہے اور کالی دیوی کی پوجا پاٹ اور تپسیا میں تن تنہا اس گپھا میں بیٹھا ہوں ۔ ان سات یوگوں میں

میں نے انتہائی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور بدروحوں کو اپنا خون تک پلایا
ہے۔ موت سے پنجہ لڑا لڑا کر اور انتہائی خوفناک اذیتیں برداشت کر
کے میں آج جہاں تک پہنچا ہوں۔ اتنا سب کچھ جھیل کر میں کالی
دیوی کا آشیرواد اور پرساد نہ لوں یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ مہاپربھو نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تو آؤ مہاپربھو۔ میں تمہیں کالی دیوی کے معبد میں لے جاتی
ہوں۔ ان سے جلد سے جلد پرساد اور آشیرواد لے لو کیونکہ ناگ راج
کا سنگھاسن تمہارا انتظار کر رہا ہے"۔ کاکشی نے کہا۔

"نہیں کاکشی۔ میں ابھی کالی دیوی کے معبد میں نہیں جاؤں
گا"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"اوہ۔ کیوں"۔ کاکشی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"پہلے میں جوشکا جادو کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں"۔ اچانک
مہاپربھو نے اپنا ارادہ بدلتے ہوئے کہا۔

"جوشکا جادو"۔ کاکشی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے یہ سارے کشٹ جوشکا جادو حاصل کرنے کے
لئے بھوگے ہیں لیکن پچھلے یوگ میں مجھے بتایا گیا تھا کہ جوشکا جادو جو
ایک سیاہ ہڈی کی صورت میں ہے روشنی کی ایک بڑی قوت کی وجہ
سے غائب کر دیا گیا تھا۔ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی اپنی شکتیوں کے
ساتھ کہاں غائب ہوئی اس کے بارے میں سماترا اور ماشالی بھی
نہیں جانتیں۔ ماشالی نے کہا تھا کہ جب میں مہاپربھو کا درجہ حاصل

کر لوں گا تب مجھے جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کے سب سے بڑے محافظ
بگورا کو بلانا ہو گا۔ بگورا ہی مجھے بتا سکتا ہے کہ جوشکا جادو کی سیاہ
ہڈی کہاں غائب ہوئی ہے اور اسے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے"۔ مہا
پربھو نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم جوشکا جادو حاصل کرنا چاہتے ہو"۔ کاکشی نے کہا۔

"ہاں"۔ مہاپربھو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سماترا اور ماشالی نے تمہیں درست بتایا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ
جوشکا جادو واقعی اپنی تمام شکتیوں کے ساتھ غائب ہو چکا ہے"۔
کاکشی نے کہا۔

"یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ جوشکا جادو کہاں غائب ہو گیا ہے
اور میں اسے کیسے حاصل کر سکتا ہوں"۔ مہاپربھو نے سر جھٹکتے
ہوئے کہا۔

"جوشکا جادو کہاں غائب ہو گیا ہے اس کا جواب تو شاید مہا
مہان کالی دیوی کے پاس بھی نہیں ہے"۔ کاکشی نے کہا۔

"لیکن بگورا۔ بگورا تو سب کچھ جانتا ہو گا۔ وہ جوشکا جادو کا محافظ
ہے"۔ مہاپربھو نے جلدی سے کہا۔

"نہیں۔ بگورا بھی نہیں جانتا۔ اسے بھی اس بات کی خبر نہیں
کہ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کہاں ہے"۔ کاکشی نے کہا تو مہاپربھو کا
چہرہ مزید تاریک ہو گیا۔

"تک۔ کیا مطلب۔ تم یہ بات کیسے کہہ سکتی ہو کاکشی کہ بگورا

بھی سیاہ ہڈی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔ مہاپربھو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں کالی دیوی کی پوتر پجارن ہوں مہاپربھو اور میری شکتیاں بگورا سے زیادہ بلوان اور شکتی شالی ہیں۔ جب میں اور کالی دیوی نہیں جان سکیں کہ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کہاں ہے تو بگورا یہ بات کیسے جان سکتا ہے"۔ اس بار کاکشی نے سخت اور غصیلے لہجے میں کہا تو مہاپربھو سہم سا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری سات ورشوں کی تپسیا بھنگ ہو گئی۔ جس جوشکا جادو کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اتنی کٹھنائیں اٹھائی وہ سب کی سب اکارت ہو گئیں"۔ مہاپربھو نے مایوس ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ سب کر کے تم نے مہاپربھو کا درجہ تو پا لیا ہے۔ تم کالی دیوی کے آشیرواد سے ناگ راج کے سنگھاسن پر بیٹھ جاؤ گے تو بڑے بڑے سادھو سنت، پنڈت اور یوگی تمہارے چرنوں میں اپنا سر رکھ دیں گے۔ یہ اعزاز تمہارے لئے کیا کم ہے"۔ کاکشی نے کہا۔

"کاکشی۔ تم مہان ہو۔ کالی دیوی کے بعد تم سب سے زیادہ بلوان اور شکتی شالی ہو۔ کیا تم مجھے ایسا کوئی اوپائے نہیں بتا سکتی کہ جوشکا جادو کو میں کیسے حاصل کر سکتا ہوں"۔ مہاپربھو نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوپائے"۔ کاکشی نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا آخر کوئی نہ کوئی اوپائے تو ہو گا۔ اگر جوشکا جادو غائب ہو گیا ہے تو اسے کسی نہ کسی طرح واپس بھی تو لایا جا سکتا ہے۔ جوشکا جادو غائب ہوا ہے فنا تو نہیں ہوا جسے دوبارہ ظاہر نہیں کیا جا سکتا"۔ مہاپربھو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مہاپربھو۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ جوشکا جادو کو ظاہر کرنے کا اوپائے ہو سکتا ہے"۔ کاکشی نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا تو مہاپربھو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اوپائے کیا ہے کاکشی۔ مجھ پر اپکار کرو کاکشی۔ میں ساری زندگی تمہارا آبھاری رہوں گا"۔ مہاپربھو نے کہا۔ اس کا لہجہ بھکاریوں جیسا تھا جیسے وہ کاکشی سے اس بارے میں جاننے کے لئے بھیک مانگ رہا ہو۔

"تم سے پہلے مہاپربھو پنڈت دیال نے جوشکا جادو کی تمام شکتیوں کو سمیٹ کر ایک سیاہ ہڈی میں بند کر دیا تھا۔ پھر وہ خاص منتر پڑھ کر ان شکتیوں کو استعمال کرتا تھا۔ مہاپربھو پنڈت دیال چونکہ بے حد بوڑھا تھا اس لئے اسے بھول جانے کی بیماری تھی۔ اس نے جوشکا جادو کی شکتیوں کو جگانے اور ان سے کام لینے کے لئے بے شمار منتر یاد کرنے کی بجائے ان منتروں کو مختلف پتروں پر اپنے خون سے لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لئے تھے۔ ان پتروں کی اس نے ایک کتاب بنا لی تھی۔ اسے جس شکتی کی ضرورت ہوتی وہ کتاب کے پترے کو کھول کر منتر پڑھ لیتا تھا۔ بہرحال مہاپربھو پنڈت دیال ایک خاص منتر کے

کارن ہلاک ہو گیا۔ مہا پربھو پنڈت دیال جادوئی شکتیوں کو بڑھانے اور ان سے کام لینے کے لئے انسانی آبادی سے دور کھنڈروں میں رہتا تھا اور وہ انہی کھنڈروں میں ہلاک ہوا تھا اور پتروں والی کتاب انہی کھنڈروں میں رہ گئی تھی اور وہ کھنڈر صدیاں گزرنے کی وجہ سے زمین میں دھنس گئے جن کے ساتھ منتروں والی سیاہ کتاب بھی وہیں دفن ہو گئی۔ اگر تم کسی طرح وہ کتاب حاصل کر لو تو اس کے دوسرے پتر پر ایک ایسا منتر ہے جس کے پڑھنے سے جوشکا جادو کو حاصل کرنے کے لئے تمہیں کوئی کشٹ نہیں اٹھانا پڑے گا۔ اس منتر کے پڑھتے ہی جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی خود بخود تمہارے پاس آ جائے گی"۔ کاکشی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مہا پربھو کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

"کیا وہ سیاہ کتاب اب بھی انہی کھنڈروں میں ہے"۔ مہا پربھو نے خوشی سے لرزتے ہوئے کہا۔

"نہیں"۔ کاکشی نے کہا تو مہا پربھو ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو پھر کہاں ہے وہ کتاب"۔ مہا پربھو نے بے تابی سے پوچھا۔

"قدیم زمانے کے آثار تلاش کرنے والے کچھ پرش اس علاقے میں بھی پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کی کھدائی کی تو انہیں وہ کھنڈرات اور ان کھنڈرات سے قدیم زمانے کی بے شمار چیزوں کے ساتھ وہ سیاہ کتاب بھی مل گئی تھی۔ نوادرات کے ساتھ ان پرشوں

نے سیاہ کتاب کو ایک عجائب گھر میں رکھ دیا تھا جو آج تک اس عجائب گھر میں محفوظ ہے"۔ کاکشی نے کہا۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ کیا تم مجھے اس ملک کا نام بتا سکتی ہو"۔ مہا پربھو نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو کاکشی نے اسے اس ملک اور عجائب گھر کے متعلق تفصیل بتا دی جہاں جوشکا منتروں والی سیاہ کتاب محفوظ تھی۔

"جن پرشوں نے سیاہ کتاب کو حاصل کیا تھا انہوں نے اس کتاب سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔ منتر پڑھ کر وہ بھی تو جوشکا جادو کو حاصل کر سکتے تھے اور اس کی طاقتوں کو استعمال کر کے مہان جادوگر بن سکتے تھے"۔ مہا پربھو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں مہا پربھو۔ عام پرش اس کتاب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ یہ کتاب قدیم زمانے کی تھی اور اس میں لکھے ہوئے منتر بھی قدیم زبان میں تھے جن کو اس دور کے واسیوں کا پڑھنا ناممکنات سے ہے"۔ کاکشی نے کہا۔

"اوہ۔ اگر وہ اس قدر قدیم زبان میں ہے تو پھر میں اس قدیم زبان کو کیسے پڑھوں گا۔ میں بھی تو اس کتاب کے منتروں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا"۔ مہا پربھو نے ایک بار پھر مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تم مہا پربھو بن چکے ہو۔ جب تمہیں کالی دیوی کا آشیرواد اور پرساد مل جائے گا تو تمہارے لئے سیاہ کتاب کے منتروں کے جاپ

کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی"۔ کاکشی نے جواب دیا تو مہاپربھو نے اطمینان بھرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے کاکشی۔ میں ابھی اپنی کسی شکتی کو اس عجائب گھر میں بھیج کر اس سیاہ کتاب کو منگوا لیتا ہوں۔ جیسے ہی سیاہ کتاب مجھے ملے گی میں اسے لے کر کالی دیوی کے چرنوں میں پہنچ جاؤں گا"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"ایسا کبھی بھول کر بھی نہ کرنا مہاپربھو۔ ورنہ سب کچھ نشٹ ہو جائے گا"۔ کاکشی نے کہا تو مہاپربھو بری طرح چونک پڑا۔

"نشٹ ہو جائے گا۔ کیا مطلب"۔ مہاپربھو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سیاہ کتاب کو اگر کسی شکتی نے چھونے کی بھی کوشش کی تو سیاہ کتاب بھی سیاہ ہڈی کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گی اور اس کتاب کے غائب ہوتے ہی جوشکا جادو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا"۔ کاکشی نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر مجھے اس سیاہ کتاب کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا ہو گا۔ تم مہان ہو کاکشی۔ تمہارے پاس ضرور کوئی اوپائے ہو گا"۔ مہاپربھو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیاہ کتاب کو کوئی جیوت آدمی ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے یا تو تمہیں خود جانا ہو گا یا پھر کسی ایسے آدمی کا سہارا لینا ہو گا جو وہ سیاہ کتاب لا کر تمہیں دے دے"۔

کاکشی نے کہا تو مہاپربھو گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر لٹک گیا تھا۔

"میرے علاوہ اور کون اس کتاب کو حاصل کر سکتا ہے کاکشی"۔ چند لمحے سوچنے کے بعد مہاپربھو نے کاکشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تمہیں اس کا اوپائے بتاؤں گی مہاپربھو اور سیاہ کتاب تم تک پہنچ جائے گی۔ تم نہ صرف سیاہ کتاب حاصل کر لو گے بلکہ جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی بھی تمہارے پاس آ جائے گی اور تم جوشکا جادو بھی حاصل کر لو گے۔ لیکن ان سب کے کارن تم مجھے کیا دو گے"۔ کاکشی نے کہا۔

"تم جو چاہو گی میں اوش تمہیں دوں گا کاکشی۔ بولو۔ کیا چاہتی ہو تم"۔ مہاپربھو نے جلدی سے کہا۔

"کیا تم مجھے نیا جیون دان دے سکو گے"۔ کاکشی نے کہا۔

"جیون دان"۔ مہاپربھو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ایک بدروح ہوں۔ اگر تم چاہو تو تم میری روح کو کسی لڑکی کے جسم میں ڈال کر مجھے پھر سے زندہ کر سکتے ہو"۔ کاکشی نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو میں تمہاری یہ اچھا ضرور پوری کر دوں گا کاکشی"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ مجھے جیون دان دے کر تمہیں ایک اور وچن بھی دینا ہو گا"۔ کاکشی نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں ہر وچن دینے کے لئے تیار ہوں کاکشی۔ بولو۔
کیا وچن لینی ہو"۔ مہاپر بھو نے کہا۔

"مجھے ناری کے روپ میں جیوت کر کے تمہیں کالی دیوی سے مجھے
مانگنا بھی ہو گا۔ پھر تم مجھ سے شادی کرو گے اور مجھے ہمیشہ کے لئے
اپنے ساتھ رکھو گے۔ بولو۔ یہ وچن دیتے ہو"۔ کاکشی نے کہا۔ اس
کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے مہاپر بھو سکتے میں آ گیا تھا۔ وہ کبھی
خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کالی دیوی کی پجارن اس سے یہ
وچن لے گی۔

"بولو۔ خاموش کیوں ہو مہاپر بھو۔ وچن دو"۔ کاکشی نے تیز لہجے
میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وچن دیتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہیں کالی
دیوی سے مانگ لوں گا بلکہ تم سے شادی کر کے تمہیں ہمیشہ اپنے
ساتھ رکھوں گا"۔ مہاپر بھو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے
اس کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ ہو۔

"بہت خوب مہاپر بھو۔ اب سنو۔ سیاہ کتاب کو حاصل کرنے
کے لئے تمہیں کیا کرنا ہے"۔ کاکشی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور
پھر اس نے مہاپر بھو کو سیاہ کتاب حاصل کرنے کے بارے میں
تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اوہ۔ یہ تو خاصا طویل اور پیچیدہ کام ہے کاکشی۔ کیا تمہیں یقین
ہے کہ اس طرح میں سیاہ کتاب حاصل کر لوں گا"۔ مہاپر بھو نے

کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ سیاہ کتاب حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں
جب تک تم کالی دیوی کے معبد میں جا کر ان کے چرن چھو کر آشیرواد
اور پرساد نہیں لو گے اس وقت تک تم نہ کسی انسان سے مل سکتے
ہو اور نہ ہی کسی انسانی بستی میں جا سکتے ہو"۔ کاکشی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو اس کے لئے میں صرف اور
صرف اپنی شاری کی طاقت پر بھروسہ کر سکتا ہوں"۔ مہاپر بھو نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کام کے لئے شاری ہی بہتر رہے گی"۔ کاکشی نے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر تم جاؤ۔ تمہاری موجودگی میں شاری یہاں
نہیں آئے گی۔ تمہارے جانے کے بعد میں اسے بلا کر سب کچھ سمجھا
دیتا ہوں"۔ مہاپر بھو نے کہا تو کاکشی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر
اس کا دھواں نما چہرہ غائب ہو گیا اور ساتھ ہی سرخ دھواں تیزی
سے سمٹا اور پھر یکلخت وہاں سے غائب ہو گیا۔ مہاپر بھو چند لمحے سوچتا
رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی شکتی شاری کو بلانے کے
لئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔

مرلی داس کا تعلق چوروں کے اس گروہ سے تھا جو انتہائی صفائی سے نقب لگا کر چوریاں کرتا تھا اور اپنے پیچھے کوئی نشان تک نہیں چھوڑتا تھا۔ ہر قسم کے تالے کھول لینا اور شیشوں کو نفاست سے کاٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ مرلی داس نے بے شمار چوریاں کی تھیں لیکن آج تک اسے کوئی نہیں پکڑ سکا تھا۔ وہ ہر کام خوب سوچ سمجھ کر اور باقاعدہ پلاننگ سے کرتا تھا جس کی وجہ سے اسے کبھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

زیر زمین دنیا کے جرائم پیشہ افراد اس کی مہارت سے آگاہ تھے اس لئے وہ مرلی داس کے ماہرانہ انداز سے اپنے بھی کام نکلواتے رہتے تھے۔ مرلی داس زیادہ تر وارداتیں اکیلے ہی کرتا تھا۔ اس نے اپنا ایک گروہ بنا رکھا تھا جس میں اس کے ہم پیشہ چھ سات افراد تھے۔ مرلی داس نے چونکہ شادی نہیں کی تھی اس لئے وہ خاصا عیاش پسند

اور انتہائی فضول خرچ تھا۔ خاص طور پر اسے جوا کھیلنے کی عادت تھی اور جب تک وہ جوا نہ کھیل لیتا اس کے حلق سے پانی کا ایک گھونٹ تک نہ اترتا تھا۔

ان دنوں مرلی داس بے حد پریشان تھا کیونکہ وہ ایک بار میں جوا کھیل کر بری طرح پھنس چکا تھا اور وہ لاکھوں روپے کا مقروض ہو گیا تھا۔ اس نے کئی جگہ چوری کی وارداتیں کیں لیکن وہ اتنا مال حاصل نہیں کر سکا کہ کسی طرح اپنا قرض اتار سکتا جبکہ جواری اس سے اپنا قرض وصول کرنے کے لئے ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ مرلی داس کے پاس چونکہ کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں تھا اس لئے وہ زیادہ تر ہوٹلوں میں ہی گزارا کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک تھرڈ کلاس ہوٹل کے ایک کمرے میں پلنگ پر لیٹا اسی سوچ میں گم تھا کہ اس نے جلد ہی کوئی بڑا ہاتھ نہ مارا تو قرض وصول کرنے والے اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس بار اسے کوئی ایسی ٹپ بھی نہیں مل رہی تھی کہ وہ ایک ہی بار بڑا ہاتھ مار کر خود کو قرض کے جھمیلے سے آزاد کرا لیتا۔ اس نے زیر زمین دنیا کے جرائم پیشہ افراد سے بھی ٹپ حاصل کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن ابھی تک اسے ناکامی کا سامنا ہی کرنا پڑ رہا تھا۔ اچانک کمرے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک کر سوچ کی اتھاہ گہرائیوں سے باہر آ گیا۔

"یس۔ مرلی داس"۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"شنکر بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو مرلی داس جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ شنکر ایک نائٹ کلب کا منیجر تھا اور اس کا بہت گہرا دوست تھا اور چوری کے لئے اسے بے شمار ٹپس دے چکا تھا۔ پچھلے کئی دنوں سے وہ شہر سے باہر گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے مرلی داس کا اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا اور مرلی داس سوچ رہا تھا کہ اگر اس کا کسی طرح شنکر سے رابطہ ہو جائے تو وہ اسے یقیناً کسی ایسی مالدار آسامی کی ٹپ دے سکتا تھا جہاں وہ واردات کر کے بڑی رقم حاصل کر کے اپنے قرض سے چھٹکارا پا لیتا اس لئے وہ شنکر کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا اور اس کے چہرے پر موہوم سی امید کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ شنکر تم۔ کہاں تھے تم۔ میں نے کئی بار تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن"۔ مرلی داس نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں ایک ضروری کام سے دارالحکومت گیا ہوا تھا۔ مجھے تمہارا پیغام ملا تھا اس لئے تو میں نے تمہیں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے شنکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شنکر۔ میں ان دنوں بہت پریشان ہوں"۔ مرلی داس نے فوراً اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"اپنی پریشانی دور کرنا چاہتے ہو تو فوراً میرے پاس آ جاؤ"۔ شنکر نے کہا تو مرلی داس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

"کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس ایسی کوئی ٹپ ہے"۔ مرلی داس نے بے تابی سے پوچھا۔

"ٹپ نہیں کام ہے۔ ایسا کام جس سے تمہارے دن پھر جائیں گے پیارے اور تم ساری زندگی عیش کرتے پھرو گے۔ عیش"۔ شنکر نے ہنستے ہوئے کہا تو مرلی داس کا چہرہ جوش اور مسرت سے کھلتا چلا گیا۔

"اوہ۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔ ابھی اڑتا ہوا تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں"۔ مرلی داس نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی سے فون بند کیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ لباس تبدیل کر کے اپنی کھٹیچر سی موٹر سائیکل پر شنکر کے نائٹ کلب کی جانب اڑا جا رہا تھا۔

شنکر ایک دبلا پتلا مگر انتہائی مکار انسان تھا۔ اس کے کلب میں ہر قسم کا غیر قانونی دھندہ ہوتا تھا۔ اس نے اپنے توسط سے بڑی بڑی ہستیوں کو اپنی مٹھی میں لے رکھا تھا جس کی وجہ سے شہر کی پولیس وغیرہ اس کے کلب کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی تھی اس لئے شنکر ہر کام دھڑلے سے کرتا تھا۔ کلب میں شنکر ایک بڑے اور خوبصورت آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور مرلی داس واقعی اس کے پاس اڑتا ہوا پہنچا تھا۔ شنکر کے آفس میں آ کر اس نے شنکر سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ شنکر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ اشتیاق موجود تھا۔

"کیا پوچھو گے"۔ شکر نے مرلی داس نے طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم صرف کام کے بارے میں بتاؤ۔ مجھے اس وقت رقم کی اشد ضرورت ہے"۔ مرلی داس نے جلدی سے کہا۔

"جانتا ہوں۔ تم ٹونی بار میں دس لاکھ روپے جوئے میں ہار چکے ہو جس کے لئے ٹونی نے تمہارا جینا حرام کر رکھا ہے۔ اس نے تمہیں چند دنوں کی مہلت دے رکھی ہے کہ اگر تم نے اس کی رقم ادا نہیں کی تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا"۔ شکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مرلی داس اس کی باخبری پر حیران رہ گیا۔

"اوہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو یہاں تھے ہی نہیں"۔ مرلی داس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں دوسرے دھندوں کے ساتھ ساتھ معلومات حاصل کرنے اور انہیں فروخت کرنے کا بھی دھندہ کرتا ہوں۔ میں جہاں بھی رہوں اس شہر میں ہونے والے ہر جرم کی تفصیل مجھے معلوم ہو جاتی ہے"۔ شکر نے کہا تو مرلی داس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جب تم سب کچھ جانتے ہو تو میری مدد کرو۔ مجھے کوئی ایسی ٹپ دو جہاں میں بڑا ہاتھ مار سکوں اور جس سے میرے اگلے پچھلے تمام حساب بے باق ہو جائیں"۔ مرلی داس نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"اگر میں تمہیں پچاس لاکھ روپے کا ایک کام سونپوں تو کیا تم اسے پورا کر سکو گے"۔ شکر نے سنجیدہ لہجے میں غور سے مرلی داس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا تو پچاس لاکھ کا سن کر مرلی داس حقیقتاً اچھل پڑا۔

"پچاس لاکھ۔ اوہ۔ پچاس لاکھ کے لئے تو میں پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے گھروں میں بھی نقب لگانے کو تیار ہو جاؤں گا"۔ مرلی داس نے کہا تو شکر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تمہیں اس کام کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساگالینڈ جانا ہو گا"۔ شکر نے کہا۔

"ساگالینڈ"۔ مرلی داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ساگالینڈ کے دارالحکومت میں ایک میوزیم ہے۔ تمہیں اس میوزیم سے ایک چیز چوری کرنی ہے"۔ شکر نے کہا۔

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے میوزیم سے مجھے کوئی نوادر چوری کرنا ہے"۔ مرلی داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس میوزیم میں ایک سیاہ رنگ کی قدیم کتاب ہے۔ خشک پتوں کی بنی ہوئی کتاب جسے لوہے کی جلد میں محفوظ کر کے اس میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ وہ کتاب میوزیم کے ہال میں ایک شیشے کے بکس میں موجود ہے"۔ شکر نے کہا۔

"ایک معمولی سی کتاب کے لئے اتنی رقم۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی"۔ مرلی داس نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ قدیم زمانے کی کتاب ہے اور قدیم زمانے کی چیزیں کس قدر نایاب اور قیمتی ہوتی ہیں اس کا تم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ اس نے

میرے خیال میں اس کتاب کی چوری کے لئے پچاس لاکھ روپے کی رقم بھی بے حد معمولی ہے۔ لیکن مجھے چونکہ تمہارے حالات کا علم تھا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ان دنوں کس مشکل میں ہو اس لئے پارٹی کو میں نے تمہارے لئے بک کر لیا ہے۔ پارٹی نے مجھے ساری رقم ادا کر دی ہے۔ پچاس لاکھ میں سے دس لاکھ میرے اور چالیس لاکھ روپے تمہارے ہوں گے۔ اگر منظور ہے تو تم اپنی رقم مجھ سے ابھی لے سکتے ہو۔ لیکن میں اپنے اصول کے مطابق آدھی رقم ابھی اور آدھی کام پورا ہونے کے بعد دوں گا۔ بولو منظور ہے"۔ شنکر نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ منظور ہے۔ بالکل منظور ہے۔ رقم مجھے دو۔ میں اس کام کو ضرور پورا کر لوں گا"۔ مرلی داس نے جوشیلے لہجے میں کہا۔ اتنی بڑی رقم کو وہ بھلا ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتا تھا۔

"گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ اب سنو۔ تم میوزیم سے اس کتاب کو کیسے حاصل کرو گے یہ تمہارا کام ہے۔ کتاب حاصل کرتے ہی تم اسے کسی سپیشل کوریئر کے ذریعے کافرستان کے دارالحکومت میں مادام مارشیا کے ایڈریس پر ارسال کر دو گے۔ اپنے نام و ایڈریس کی جگہ تم نے کوئی بھی فرضی نام و ایڈریس لکھنا ہے۔ جیسے ہی کتاب مارشیا کے پاس پہنچے گی وہ مجھے اطلاع دے دی گی اور پھر تم مجھ سے آ کر اپنی بقایا رقم لے جانا"۔ شنکر نے کہا اور اس نے مادام مارشیا کے نام و ایڈریس کا ایک کارڈ مرلی داس کو دے دیا۔

"لیکن کوریئر سروس سے کتاب بھیجنے کی کیا تک ہے۔ تم کہو تو کتاب لے کر میں خود مادام مارشیا کے ایڈریس پر پہنچ جاؤں"۔ مرلی داس نے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرنا تمہارا فرض ہے"۔ شنکر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسا تم کہو"۔ مرلی داس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو شنکر نے بیس لاکھ کے نوٹوں سے بھرا ہوا ایک بریف کیس مرلی داس کے حوالے کر دیا اور اس سے اپنے اصول کے مطابق چند کاغذات پر دستخط کروا لئے۔ بیس لاکھ روپے حاصل کر کے مرلی داس خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ ایک معمولی سے کام کے لئے اسے یکمشت اتنی بڑی رقم مل جائے گی اس کے بارے میں اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اس نے شنکر سے ہاتھ ملایا اور خوشی سے ہنستا مسکراتا اس کے آفس سے نکل گیا۔ جیسے ہی مرلی داس کمرے سے باہر آیا اسی لمحے کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ پھر ایک دھماکہ سا ہوا اور شنکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت موت کا سا خوف ابھر آیا تھا۔ کمرے میں سیاہ دھواں سا پھیلا ہوا تھا جو تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے دھواں ختم ہوا تو وہاں ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی نمودار ہوئی۔ لڑکی نے جینز کی پینٹ اور پھول دار شرٹ پہن رکھی تھی۔ لڑکی کا چہرہ ہر قسم کے میک اپ سے پاک تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ تھیں جن

میں تیز چمک ابھر رہی تھی اور اس کے سر کے بال براؤن اور شانوں تک پھیلے ہوئے تھے۔

"م۔ مادام۔ مارشیا"۔ شنکر کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس نوجوان لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جو الف لیلوی داستان کی جادوگرنی کی طرح وہاں اچانک نمودار ہوئی تھی۔

"ہاں میں۔ تم بہت چالاک ہو شنکر۔ سیاہ کتاب کے لئے تم نے مجھ سے ایک کروڑ روپے مانگے تھے۔ تم نے مرلی داس کو صرف پچاس لاکھ کا بتایا ہے اور اس میں سے بھی تم نے دس لاکھ خود رکھ لئے ہیں"۔ نوجوان لڑکی نے جسے شنکر نے مادام مارشیا کہہ کر مخاطب کیا تھا شنکر کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"م۔ مادام۔ یہ میری بزنس ڈیل ہے"۔ شنکر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال تم جانو۔ یہ بتاؤ کہ یہ آدمی ہمارا کام کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے"۔ مادام مارشیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"ہاں مادام۔ مرلی داس بے حد چالاک اور ہوشیار آدمی ہے۔ یہ چٹکی بجاتے ہی میوزیم سے سیاہ کتاب کو اڑا لے گا"۔ شنکر نے جلدی سے کہا۔

"اچھی بات ہے اور تم نے دوسرے کام کا کیا کیا ہے"۔ مادام مارشیا نے اس کے سامنے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دوسرا کام۔ اوہ ہاں مادام۔ آپ کا دوسرا کام بھی ہو گیا ہے۔ میں ابھی منگواتا ہوں"۔ شنکر نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن مادام مارشیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"نہیں۔ کسی کو یہاں بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود جاؤ اور اسے خود لے کر آؤ"۔ مادام مارشیا نے کہا تو شنکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک بڑی سی پلاسٹک کی بوتل تھی۔ کمرے میں آ کر اس نے دروازہ بند کیا اور بوتل لے کر مادام مارشیا کے قریب آ گیا۔

"مادام"۔ شنکر نے مؤدبانہ انداز میں بوتل مادام مارشیا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ مادام مارشیا سرخ بوتل کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دی تھی۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت ایک عجیب اور پراسرار سی چمک ابھر آئی تھی جبکہ شنکر اس کے قریب ہاتھ باندھ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا ہے اس میں"۔ مادام مارشیا نے پوچھا۔

"خ۔ خون"۔ شنکر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میرا مطلب ہے یہ کس کا خون ہے"۔ مادام مارشیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"انسانوں کا۔ زندہ انسانوں کا۔ یہ خون میں نے سٹی ہسپتال

کے بلڈ بنک سے حاصل کیا ہے"۔ شنکر نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔ مادام مارشیا نے کہا اور اس نے بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا اور ناک سے لگا کر سونگھا تو اس کی آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی۔ اس نے بوتل کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور غٹاغٹ پینے لگی۔ اسے خون پیتے دیکھ کر شنکر نے بے اختیار کراہت سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مادام مارشیا نے چند ہی لمحوں میں بوتل خالی کر دی۔

اس نے بوتل منہ سے ہٹائی تو اس کے ہونٹ سرخ تھے اور اس کی باچھوں سے خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ اس کے چہرے کا رنگ خون پی کر اور زیادہ نکھر گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں مزید سرخی آ گئی تھی جیسے اس نے خون کی بجائے انتہائی تیز اور نشہ آور شراب کی کئی بوتلیں چڑھالی ہوں۔

"شنکر"۔ مادام مارشیا نے بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"حکم مادام"۔ مادام مارشیا کی آواز سن کر شنکر نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جب تک سیاہ کتاب مہا پرچھو تک نہیں پہنچ جاتی اس وقت تک مجھے اس دنیا میں ہی رہنا ہو گا۔ اب تمہیں یقیناً میری شکتیوں پر یقین آگیا ہو گا"۔ مادام مارشیا نے کہا۔

"ہاں مادام۔ آپ واقعی شکتی شالی ہیں۔ آپ کی مہان شکتیاں

دیکھ کر ہی میں آپ کا سیوک بن گیا تھا۔ میں آپ کا اسی طرح ہمیشہ سیوک رہنا چاہتا ہوں مادام"۔ شنکر نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے سیوک بن کر رہو گے تو تم ہم سے اسی طرح سے دان کی شکل میں دولت حاصل کرتے رہو گے۔ ہم تمہارے لئے لکشمی دیوی بن جائیں گے"۔ مادام مارشیا نے کہا۔

"یہ مادام کا سیوک پر اپکار ہو گا۔ بہت بڑا اپکار"۔ شنکر نے مسرت سے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"ہم ہر روز تمہارے پاس آئیں گے۔ تمہیں ہمارے لئے اسی طرح ہر روز اتنی ہی مقدار میں خون حاصل کرنا ہو گا"۔ مادام مارشیا نے کہا۔

"میں مادام کی آگیا کا پالن کروں گا"۔ شنکر نے کہا تو مادام مارشیا نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ کل پھر آؤں گی"۔ مادام مارشیا نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے وہ بند دروازے سے یوں گزر گئی جیسے شیشے سے روشنی گزر جاتی ہے۔ مادام مارشیا کے جاتے ہی شنکر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور آ کر اپنی کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا اور یوں ہانپنے لگا جیسے میلوں دوڑ لگا کر آ رہا ہو۔

"اس آتما نے تو میرا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ مجھے میں نہیں آ رہا کہ

میں اس آتما کے چنگل سے کیسے بچ پاؤں گا۔ جس دن میں نے اس آتما کو خون نہ دیا یہ تو میرا ہی خون پی جائے گی"۔ شنکر نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے زور سے سر جھٹکا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"اماں بی آپ۔ السلام علیکم اماں بی۔ آپ خیریت سے تو ہیں ناں"۔ عمران نے اماں بی کو دیکھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو"۔ اماں بی نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے بھائی جان آپ اور ہسپتال میں۔ سب خیریت تو ہے ناں"۔ ثریا نے عمران کو دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ سب کیا ہے"۔ عمران نے حیرت سے ثریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اماں بی کو صحیح سلامت دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"کیا سب۔ کیا ہے"۔ ثریا نے کہا۔

"تم اتنی جلدی واپس کیسے آ گئیں اور یہ لباس۔ اوہ تم نے اتنی

جلدی لباس بھی تبدیل کر لیا ہے"۔ عمران نے حیرت کی شدت سے
ثریا کے لباس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ثریا نے ابھی چند لمحے قبل جو
لباس پہن رکھا تھا وہ اس لباس سے یکسر مختلف تھا جو اب ثریا نے
پہن رکھا تھا اور اسے ہسپتال سے گئے ہوئے ابھی چند ہی لمحے ہوئے
ہوں گے۔ اتنی جلدی اس کا لباس تبدیل کر کے آجانا واقعی حیرت کی
بات تھی۔

"لباس بدل لیا ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی جان۔ میں
نے تو صبح سے یہی لباس پہن رکھا ہے اور واپس آنے سے کیا مراد ہے
میں تو ابھی ابھی اماں بی کے ساتھ آرہی ہوں"۔ ثریا نے کہا تو عمران
اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شاید ثریا اس سے مذاق
کرنے کے موڈ میں ہے مگر ثریا کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔
وہ عمران کی بات سن کر واقعی حیران نظر آرہی تھی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر وہ تم نہیں تھیں تو اور کون تھی"۔
عمران نے حیرت کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں کیسے نظر آرہے ہو"۔ اماں بی نے عمران سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ اماں بی۔ میں۔ وہ۔ میرا ایک دوست ہسپتال میں ہے۔
میں اسے دیکھنے کے لئے آیا تھا"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں
کہا۔ اس کی تیز نظریں ثریا پر جمی ہوئی تھیں۔

"کون ہے وہ۔ کیا ہوا ہے اسے۔ اب اس کی حالت کیسی ہے"۔

اماں بی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ٹھیک ہو کر چلا گیا ہے اماں بی۔ مجھے ڈاکٹر صاحب یہی بتا
رہے تھے اور اب میں واپس جا رہا تھا۔ مگر اماں بی آپ یہاں"۔
عمران نے جلدی سے کہا۔

"بھائی جان۔ دینو کاکا کی بیوی چراغ بی بی اس ہسپتال میں ہے
رات انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا اس لئے اماں بی ان کی خبر لینے کے
لئے آئی ہیں۔ یہ اکیلی آرہی تھیں اس لئے میں بھی ان کے ساتھ چلی
آئی"۔ ثریا نے کہا۔

"ڈیڈی نہیں آئے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس
کے ذہن میں عجیب سی خلش تھی۔

"ڈیڈی تو دو روز سے غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھلا
یہاں کیسے آسکتے ہیں"۔ ثریا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
اسے اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ دینو کاکا نے فون کر
کے اسے بتایا تھا کہ اماں بی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور بڑے صاحب
انہیں سروسز ہسپتال لے گئے ہیں۔ اس خبر کو سن کر عمران وہاں
پہنچا تھا۔ اس نے ثریا اور سر عبدالرحمان کو وہاں خود اپنی آنکھوں سے
دیکھا تھا۔ ثریا بلک بلک کر رو رہی تھی اور سر عبدالرحمان بھی اماں
بی کی وجہ سے شدید پریشان نظر آرہے تھے۔ پھر سر عبدالرحمان کا
فون آیا تو وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس کے بعد ثریا نے دونوں
ملازموں کو بھیج دیا تھا جو ان کے ساتھ آئے تھے اور پھر ثریا نے عمران

سے کہا کہ ہسپتال کی فضا میں رچی ہوئی میڈیسن کی بو سے اس کی
طبیعت خراب ہو رہی ہے اس لئے وہ کچھ دیر کے لئے گھر جانا چاہتی
ہے جس پر عمران نے شدید ردعمل کا اظہار کیا تھا کہ وہ اماں بی کو
اس حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہے لیکن ثریا وہاں نہیں رکی تھی
اور چلی گئی تھی۔ عمران کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ آخر کیا
ہو رہا ہے۔ کیا یہ سب کچھ وہ خواب میں دیکھ رہا تھا۔

"ہونہہ۔ دھنو کاکا۔ دھنو کاکا کہاں ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"وہ باہر لان میں بیٹھے ہیں۔ لیکن بھائی جان آپ اس قدر پریشان
کیوں ہیں۔ سب خیریت تو ہے ناں"۔ ثریا نے حیرت سے عمران کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا رنگ تو ہلدی کی طرح زرد ہو رہا ہے۔ تمہاری طبیعت تو
ٹھیک ہے ناں"۔ اماں بی نے بھی غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے
کہا۔

"ہاں اماں بی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں"۔ عمران نے جلدی سے
کہا۔

"نہیں۔ تم پہلے سے خاصے کمزور ہو گئے ہو۔ لگتا ہے کلموہا سلیمان
تمہارے کھانے پینے کا دھیان نہیں رکھتا۔ اسے لے کر فوراً کوٹھی
میں آجاؤ۔ میں اس کے اور تمہارے کوٹھی میں ہی کان کھینچوں گی"۔
اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی اچھا"۔ عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا تو ثریا بے

اختیار ہنس پڑی۔ عمران آسانی سے کسی کے قابو میں آنے والوں میں
سے نہیں تھا لیکن اماں بی کے سامنے وہ ہمیشہ بھیگی بلی بن جاتا تھا۔
اماں بی جب غصے میں ہوتیں تو وہ عمران کا کوئی لحاظ نہیں کرتی تھیں
اور سب کے سامنے اس کے سر پر جوتیاں مارنا شروع ہو جاتی تھیں۔
عمران کی درگت بنتے دیکھ کر سب سے زیادہ خوشی ثریا کو ہی ہوتی
تھی۔

"میں جاؤں اماں بی"۔ عمران نے کہا۔

"کہاں جا رہے ہو"۔ اماں بی نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ اماں بی۔ لان میں دھنو کاکا موجود ہیں۔ لیڈیز وارڈ میں جا کر
میں اس کی بیوی سے اس کا حال تو پوچھ نہیں سکتا اس لئے سوچ رہا
ہوں کہ دھنو کاکا سے مل کر ان کی حالت دریافت کر لوں"۔ عمران
نے جلدی سے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ اسے تسلی بھی دے دینا۔ بے چارہ بہت
پریشان ہے"۔ اماں بی نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"جی بہتر"۔ عمران نے کہا۔

"چلو ثریا"۔ اماں بی نے کہا تو ثریا اماں بی کو لیڈیز وارڈ کی طرف
لے جانے لگی تو عمران جلدی سے اس کے قریب آگیا۔

"ثریا۔ اماں بی کو چراغ بی بی کے پاس چھوڑ کر باہر آنا۔ مجھے تم
سے ایک ضروری بات کرنی ہے"۔ عمران نے آہستگی سے کہا تو ثریا
نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اماں بی کو لے کر آئی سی یو کے لیڈیز

وارڈ کی طرف بڑھ گئی۔ عمران چند لمحے وہیں کھڑا رہا اور پھر کچھ سوچ کر پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر آگیا۔ سامنے ایک بڑا سا لان تھا جہاں مریضوں کے لواحقین موجود تھے۔ عمران نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اسے ایک بنچ پر ادھیڑ عمر دینو کاکا افسردہ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔

"دینو کاکا"۔ عمران نے دینو کاکا کے قریب پہنچ کر اسے آواز دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر دینو کاکا نے سر اٹھایا اور پھر عمران کو دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چھوٹے صاحب آپ یہاں"۔ دینو کاکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور رنج و غم کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھیں بھی سرخ ہو رہی تھیں جیسے وہ رات بھر سے جاگ رہا ہو۔

"دینو کاکا۔ آپ یہاں کب سے ہیں"۔ عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں رات سے ہی یہیں ہوں چھوٹے صاحب"۔ دینو کاکا نے کہا۔

"آپ نے فلیٹ پر فون کیا تھا"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"فون۔ نہیں چھوٹے صاحب۔ چراغ بی بی کی حالت بہت خراب تھی۔ ڈرائیور اور شرفو کے ساتھ میں اسے یہاں لایا تھا۔ وہ کافی دیر

تک یہاں میرے ساتھ رہے اور پھر چلے گئے۔ میں تب سے یہیں ہوں۔ چراغ بی بی کا پتہ کرنے وقتاً فوقتاً اندر ضرور چلا جاتا ہوں پھر واپس آکر یہیں بیٹھ جاتا ہوں۔ کہیں فون کرنے کا مجھے ہوش ہی کہاں ہے"۔ دینو کاکا نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ اس کی بات سن کر عمران ایک بار پھر چکرا گیا۔ دینو کاکا کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے لیکن ٹیلی فون پر عمران نے جو آواز سنی تھی وہ بھی دینو کاکا کی ہی تھی اور عمران دینو کاکا کی آواز نہ پہچانے یہ کیسے ممکن تھا۔ اسی لمحے ثریا ہسپتال سے نکل کر تیز تیز چلتی ہوئی وہاں آگئی۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا بھائی جان"۔ ثریا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ثریا۔ تم کہہ رہی تھی کہ ڈیڈی دو روز سے غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر ظہور نے مجھے بتایا تھا کہ ڈیڈی نے انہیں فون کیا تھا اور انہوں نے چراغ بی بی کی ٹریٹ منٹ کے لئے انہیں خاص طور پر کہا تھا کہ ان کے علاج معالجے میں کوئی کمی نہ رکھی جائے"۔ عمران نے کہا۔

"رات کو جب دینو کاکا چراغ بی بی کو ہسپتال لے گئے تھے تو اماں بی سخت پریشان تھیں۔ وہ اس وقت ان کے ساتھ ہسپتال آنا چاہتی تھیں لیکن میں نے انہیں روک لیا تھا اور پھر میں نے ان کے کہنے پر ڈیڈی کو فون کر دیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ سرواور ہسپتال

کا انچارج ڈاکٹر ظہور ان کا دوست ہے۔ شاید انہوں نے وہیں سے ڈاکٹر ظہور کو فون کر دیا ہو"۔ ثریا نے کہا۔

"ڈیڈی کس ملک میں اس وقت"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ بھوٹان میں ہیں۔ ہوم منسٹر صاحب اپنے سرکاری دورے پر انہیں خاص طور پر ساتھ لے گئے ہیں"۔ ثریا نے کہا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اسی لئے اب میں نے دن میں بھی خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بات کیا ہے بھائی جان۔ آپ اس قدر الجھے ہوئے اور پریشان کیوں ہیں۔ آج آپ کے چہرے پر وہ شوخی اور کھلنڈرا پن بھی نظر نہیں آرہا"۔ ثریا نے عمران سے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم بتاؤ۔ چراغ بی بی کی حالت اب کیسی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹھیک ہے اور دینو کاکا آپ کو بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ دو روز میں وہ پوری طرح صحت یاب ہو جائے گی"۔ ثریا نے عمران اور دینو کاکا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا بھلا کرے بیٹی۔ آپ سب کے ہوتے ہوئے مجھے بھلا فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ دینو کاکا نے خوشی سے کپکپاتے ہوئے کہا۔ عمران اور ثریا نے اسے تسلی دی تو وہ آنسو

بہانے لگا لیکن یہ خوشی کے آنسو تھے۔

"اچھا ثریا۔ میں چلتا ہوں۔ تم اماں بی کو احتیاط سے گھر لے جانا میں کوشش کروں گا کہ شام کو کوٹھی پر آ جاؤں۔ اماں بی سے سر پر جوتیوں کی مالش کرائے کافی دن ہو گئے ہیں۔ سوچ رہا ہوں دماغ میں جو خشکی چڑھ گئی ہے جوتیاں کھا کر اس خشکی کو جھاڑ لوں کیونکہ اب دن میں بھی مجھے کم نظر آنے لگ گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ثریا بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ وعدہ کریں کہ آپ ضرور آئیں گے۔ جب تک میں اپنی اماں بی کی کوئی وزنی اور سخت جوتی تلاش کر رکھوں گی تاکہ آپ کے سر کی صحیح طور پر مالش ہو سکے اور آپ کے دماغ کی ساری خشکی جھڑ جائے"۔ ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو عمران ثریا کی اس بات کا یقیناً کوئی مزاحیہ سا جواب دیتا لیکن اس وقت اس کا ذہن ایک عجیب و غریب صورت حال میں الجھا ہوا تھا اس لئے اس نے وہاں رکنا مناسب نہ سمجھا تھا۔

اس نے دینو کاکا کو ایک بار پھر تسلی دی اور اس کی جیب میں بڑی مالیت کے چند نوٹ ڈال دیئے۔ اس سے پہلے کہ دینو کاکا اس سے کچھ کہتا وہ تیز تیز چلتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پارکنگ سے کار نکالی اور پھر وہ اسپتال سے نکل آیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ واپس فلیٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اس نے جیسے ہی کنگ روڈ کی طرف اپنی کار موڑی تو

اس نے بے اختیار بریک پیڈل پر پاؤں رکھ دیا۔ ٹائروں کی چیخوں سے ارد گرد کا ماحول گونج اٹھا۔ کار گھسٹتی ہوئی اور سڑک پر لکیریں بناتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ زوردار جھٹکے کی وجہ سے عمران کا سر اسٹیئرنگ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔ اس نے جلدی سے سر اٹھایا اور پھر باہر دیکھنے لگا۔ اس نے کار کنگ روڈ کی طرف موڑی تھی مگر اسے چاروں طرف پہاڑیاں اور ٹیلے ہی ٹیلے دکھائی دے رہے تھے اور اس کی کار ان پہاڑیوں کے دامن میں کھڑی تھی۔ خود کو اس طرح پہاڑی علاقے میں دیکھ کر عمران پر تو جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا تھا اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان پہاڑیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی جادو کے دیس میں آگیا ہو۔

دھماکے کی آواز سن کر مہا پربھو ہری چند نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ چبوترے کے پاس سیاہ دھوئیں کا غبار سا پھیلا ہوا تھا جو تیزی سے اوپر اٹھ رہا تھا۔ انسانی قد کے برابر آکر دھواں اچانک ہوا میں تحلیل ہو گیا اور اچانک وہاں ایک بوڑھی عورت دکھائی دینے لگی۔ اس عورت کا چہرہ بے حد بھیانک تھا۔ اس کا سارا جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں گول اور زرد تھیں۔ وہ زمین پر بیٹھی اور پھر اس نے نہایت مؤدبانہ انداز میں مہا پربھو کے سامنے ماتھا ٹیکنا شروع کر دیا۔

"آؤ شاری۔ کیا خبر لائی ہو"۔ مہا پربھو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مہا پربھو کی جے ہو۔ شاری ایک بری خبری لائی ہے مہا پربھو"۔ اس بوڑھی عورت نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بری خبر۔ کیا بک رہی ہو شاری۔ تم ہمارے لئے بری خبر کیسے لا سکتی ہو"۔ مہاپر بھو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"شما مہاپر بھو۔ داسی کو شما کر دیں۔ داسی سے ایک بہت بڑی بھول ہو گئی ہے"۔ بوڑھی عورت نے ہاتھ جوڑ کر لرزتے ہوئے کہا اور مہاپر بھو سے معافی مانگنا شروع کر دی۔

"بھول۔ کیسی بھول۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو شاری"۔ مہاپر بھو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مہاپر بھو۔ سیاہ کتاب میرے ہاتھوں سے نکل گئی ہے"۔ شاری نے اسی انداز میں کہا تو مہاپر بھو بری طرح اچھل پڑا۔

"سیاہ کتاب تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔ کیا مطلب۔ کیسے نکل گئی سیاہ کتاب تمہارے ہاتھوں سے"۔ مہاپر بھو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت زلزلے کے سے آثار ابھر آئے تھے۔

"مہاپر بھو۔ آپ کے حکم پر میں نے انسانی دنیا میں جا کر سب سے پہلے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو ہلاک کر کے اس کے جسم پر قبضہ کر لیا اور اس کے جسم میں اپنی آتما ڈال دی تھی۔ وہ لڑکی پڑھی لکھی اور خاصی ذہین تھی۔ جب میں نے اپنی آتما اس کے جسم میں اتاری تو اس کا ذہن پوری طرح سے میرے لئے کھل گیا تھا جس سے میں اس دور کے انسانوں کی زبان اور ان کے رہنے سہنے اور ان کے کام کے طریقوں کو خوب اچھی طرح سے سمجھ سکتی تھی۔ اس لڑکی

کا نام مارشیا تھا اور وہ غیر ملکی تھی جو تفریح کی غرض سے کافرستان آئی ہوئی تھی۔ بہرحال میں نے اس لڑکی کا روپ دھار کر ایسے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں جن کا تعلق جرائم پیشہ افراد سے تھا۔ پھر مجھے اپنے مطلب کا ایک آدمی مل گیا۔ اس کا نام شنکر تھا میں نے اس کے سامنے جا کر اسے ڈرایا دھمکایا اور اسے بتایا کہ میں آتما ہوں اور اس کے سامنے مجھے اپنی شکتیوں کا پریوگ بھی کرنا پڑا تھا بہرحال وہ پوری طرح سے میرے بس میں آ گیا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ وہ اگر میرے ہاتھوں اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتا تو اسے میرے لئے ساگا لینڈ کے شہر سلانس میں جا کر وہاں کے میوزیم سے ایک سیاہ کتاب حاصل کرنا ہو گی۔ وہ مجھ سے ڈر گیا تھا اس لئے اس نے اسی وقت میرے کام کی حامی بھر لی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ یہ کام خود تو نہیں کر سکتا البتہ وہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو سیاہ کتاب کو آسانی سے میوزیم سے چوری کر سکتا ہے۔ شنکر نے مجھے یہ بھی کہا کہ وہ آدمی جس کا نام مرلی داس ہے فیس لے کر کام کرتا ہے۔ اس دور میں فیس کو وہ روپے پیسے کہتے ہیں۔ بہرحال میں نے اس کے کہنے پر اپنی شکتیوں سے ایک کروڑ روپے لا دیئے تو اس نے مرلی داس کو بلا کر اسے روپے دیئے اور کہا کہ وہ میوزیم میں جا کر سیاہ کتاب چوری کرے۔ سیاہ کتاب چونکہ دوسرے ملک لے جانی تھی اس لئے مرلی داس کے پکڑے جانے اور اس سے کتاب چھین لئے جانے کا بھی احتمال ہو سکتا تھا اس لئے شنکر نے مرلی داس سے کہا تھا

کہ وہ اس کتاب کو خود نہ لائے بلکہ چوری کرتے کسی کوریئر سروس
کے ذریعے ایک ایڈریس پر پہنچا دے۔ وہ ایڈریس اس کا اپنا تھا۔
کتاب محفوظ طریقے سے کوریئر سروس کے ذریعے شنکر تک پہنچ جاتی
اور پھر شنکر اس کتاب کو لے کر میرے پاس یہاں آتا اور وہ کتاب
اپنے ہاتھوں سے آپ کے سپرد کر دیتا۔ پرنتو"۔ تمام تفصیل بتا کر
شکاری خاموش ہو گئی جیسے مسلسل بولتے بولتے تھک گئی ہو۔

"پرنتو۔ پرنتو کیا"۔ اسے خاموش ہوتے دیکھ کر مہا پربھو نے
غراتے ہوئے کہا۔

"مہا پربھو کی جے ہو۔ مرلی داس نے واقعی بڑی مہارت سے اس
کتاب کو میوزیم سے چوری کر لیا تھا اور اس نے کتاب کو گتے کے
ڈبے میں بند کر کے ایک کوریئر سروس کے ذریعے شنکر کے ایڈریس
پر بھیج دیا۔ گتے کا ڈبہ جب شنکر کے پاس پہنچا تو میں اس وقت شنکر
کے پاس ہی تھی۔ اس نے ڈبے کو کھولا تو اس میں سے کتاب تو
ضرور نکلی مگر وہ کتاب جادو کے منتروں والی سیاہ کتاب نہیں تھی۔ اس
کتاب میں بے شمار لوگوں کے نام و پتے لکھے ہوئے تھے۔ میں نے
شنکر کو بتایا کہ یہ وہ کتاب نہیں ہے جس پر شنکر پریشان ہو گیا۔ اس
نے ساگا لینڈ میں مرلی داس سے فون پر رابطہ کرنے کی بے حد
کوشش کی مگر اس سے کسی طور پر رابطہ نہ ہو سکا۔ تب مجھے مجبوراً
سیاہ کتاب کے بارے میں پتہ لگانے کے لئے اپنی شکتیوں کو سامنے
لانا پڑا۔ میری شکتیوں نے بتایا کہ مرلی داس نے میوزیم سے سیاہ

کتاب ہی چوری کی تھی۔ اس نے سیاہ کتاب کو ایک موٹے کاغذ میں
لپیٹا تھا اور اسے لے کر کوریئر سروس کے دفتر میں چلا گیا تھا۔ کوریئر
سروس والے محفوظ پیکنگ کے لئے اپنا گتے کا ڈبہ دیتے ہیں۔ کاؤنٹر پر
ایک شخص محفوظ پیکنگ والے ڈبے میں اپنا سامان پیک کر رہا تھا۔
مرلی داس نے بھی وہاں سے ایک ڈبہ لیا اور اس میں سیاہ کتاب کو
پیک کرنے لگا۔ دونوں نے اپنے اپنے ڈبے تیار کر لئے تھے کہ دوسرا
آدمی لڑکھڑا گیا۔ اس کی ٹانگ میں نقص تھا اور وہ زیادہ دیر تک
سیدھا کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے اس طرح لڑکھڑا کر مرلی داس سے
ٹکرانے کی وجہ سے دونوں ڈبے گر گئے تھے۔ ان ڈبوں پر چونکہ ابھی
کوئی نام و پتہ نہیں لکھا گیا تھا اور دونوں ایک جیسے ہی دکھتے تھے اس
لئے غلطی سے مرلی داس نے اس آدمی کا اور اس آدمی نے مرلی داس کا
ڈبہ اٹھا لیا۔ پھر انہوں نے کوریئر سروس والوں سے ڈبوں پر ان کے
مخصوص اسٹیکر لگوائے اور انہیں کوریئر سروس والوں کو دے کر چلے
گئے۔ اس شخص کا گتے کا ڈبہ ہمارے پاس پہنچ گیا اور ہمارا ڈبہ اس
شخص کے پاس چلا گیا جس کا اس آدمی نے نام و پتہ لکھا تھا"۔ شکاری
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ اپنی شکتیوں سے
اس آدمی کا پتہ لگاؤ اور جا کر اس آدمی کو اپنے اڈے میں کر لو۔ تم اس
آدمی کو بھی تو سیاہ کتاب ہمارے پاس لانے پر مجبور کر سکتی ہو"۔ مہا
پربھو نے کہا۔

"میں نے اس آدمی کا پتہ کر لیا ہے مہاپربھو"۔ شتاری نے کہا۔

"اوہ ۔ کون ہے وہ اور تم نے اسے سیاہ کتاب ہمارے پاس لانے پر مجبور کیوں نہیں کیا"۔ مہاپربھو نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام عمران ہے اور وہ پاکیشیا میں رہتا ہے مہاپربھو"۔ شتاری نے کہا۔

"ہونہہ ۔ وہ جو بھی ہے اور جہاں بھی رہتا ہے اسے تم نے سیاہ کتاب کے ساتھ یہاں لانا تھا ۔ ایسا کیوں نہیں کیا تم نے"۔ مہاپربھو نے غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔

"میں مجبور تھی مہاپربھو"۔ شتاری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"مجبور ۔ کیا مطلب"۔ مہاپربھو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مہاپربھو ۔ اس عمران کے پاس جب وہ سیاہ کتاب پہنچی تو اس نے سیاہ کتاب کو کھول لیا تھا"۔ شتاری نے کہا تو مہاپربھو کا چہرہ حیرت اور پریشانی سے بگڑتا چلا گیا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو شتاری"۔ مہاپربھو نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی نہیں مہاپربھو ۔ اس عمران نے کتاب کا ایک منتر بھی پڑھ لیا تھا"۔ شتاری نے کہا تو مہاپربھو ایک بار پھر اچھل پڑا ۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔

"منتر پڑھ لیا تھا ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ کیا مطلب"۔ مہاپربھو نے ہکلاتے

ہوئے کہا۔

"عمران نے جو منتر پڑھا تھا اس منتر کی وجہ سے جوشکا جادو کی کتاب اس عمران کے نام لگ چکی ہے مہاپربھو ۔ یعنی جوشکا جادو کے اصولوں کے مطابق اس وقت جوشکا جادو کے منتروں کا مالک وہ عمران ہے"۔ شتاری نے کہا تو مہاپربھو کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو گیا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ غضب ہو گیا ۔ غضب ہو گیا"۔ مہاپربھو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب اس عمران سے سیاہ کتاب کو نہ میں حاصل کر سکتی ہوں اور نہ کوئی اور ۔ میرا مطلب ہے آپ کی یا مہا شیطان کی مہا طاقتیں بھی عمران سے سیاہ کتاب کو حاصل نہیں کر سکتیں مہاپربھو ۔ اگر کسی شیطانی طاقت حتیٰ کہ آپ نے بھی اس کتاب کو چھونے کی کوشش کی تو جوشکا جادو آپ کو بھی خاکستر کر دے گا"۔ شتاری نے کہا تو مہاپربھو نے خشک پتے کی طرح لرزنا شروع کر دیا۔

"تت ۔ تمہارا مطلب ہے جوشکا جادو پر اس عمران نے قبضہ کر لیا ہے"۔ مہاپربھو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ جوشکا جادو پر نہیں ۔ عمران کا قبضہ جوشکا جادو کے منتروں پر ہوا ہے ۔ ہاں اگر عمران نے دوسرا منتر پڑھ لیا جس سے سیاہ ہڈی کو حاصل کیا جا سکتا ہے تو پھر وہ جوشکا جادو کا بلا شرکت غیرے مالک ہو گا"۔ شتاری نے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے شاری۔ جوشنگا جادو تو صرف مہاپربھو ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ مہاپربھو کا درجہ حاصل کئے بغیر جوشنگا جادو کو کسی طرح استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ پھر وہ عمران۔ کیا وہ کسی اور شیطانی ذریت کا مہاپربھو ہے"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"یہ بات نہیں مہاپربھو"۔ شاری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا بات ہے۔ وہ عمران سیاہ کتاب میرا مطلب ہے جوشنگا جادو کے منتروں پر قبضہ کیسے کر سکتا ہے اور وہ منتر کتاب میں انتہائی قدیم زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس دور کا ایک عام انسان اس قدیم زبان کو کیسے پڑھ سکتا ہے۔ تم کہہ رہی ہو کہ اس نے منتروں کو وش میں کرنے والا منتر پڑھ لیا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مہاتما ہی ہو گا"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"میں نے اس آدمی کے بارے میں پتہ کر لیا ہے مہاپربھو۔ اس کا تعلق شیطانی ذریات سے نہیں بلکہ وہ روشنی کی دنیا کا آدمی ہے۔ اس پر البتہ بے شمار روشنی کی قوتوں نے اپنا سایہ کر رکھا ہے۔ بظاہر وہ ایک عام اور احمق سا نوجوان ہے مگر حقیقت میں وہ بلا کا ذہین، شاطر اور ہوشیار آدمی ہے۔ دیش کا سچا بھگت ہے اور دیش بھگتی کے لئے وہ ہر قوت سے ٹکرا جانے کی صلاحیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ روشنی کی دنیا کے نمائندوں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ بے شمار بار شیطانی ذریتوں سے بھی ٹکرا چکا ہے اور ان کا خاتمہ کر چکا ہے۔ اس سیاہ کتاب کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا۔ کتاب غلطی سے اس کے پاس پہنچ گئی تھی جس کو اس نے کھولا تھا اور پھر اس نے کتاب کا پہلا منتر پڑھ لیا۔ وہ منتر پڑھنے میں کیسے کامیاب ہو گیا اور قدیم زبان اسے کیسے سمجھ میں آ گئی اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتی لیکن بہرحال یہ طے ہے کہ کتاب اب اس کی ملکیت بن چکی ہے جسے کسی طرح بھی اس سے حاصل نہیں کیا جا سکتا"۔ شاری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پر تو اس کتاب کو اس سے حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی اوپائے تو ضرور ہو گا"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"ہاں ایک اوپائے ہے مہاپربھو"۔ شاری نے کہا۔

"وہ کیا۔ جلدی بتاؤ"۔ مہاپربھو نے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر عمران اس کتاب کو اپنی مرضی اور خوشی سے کسی کو دے دے تب وہ کتاب آپ تک پہنچ سکتی ہے"۔ شاری نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"سیدھی سی بات ہے مہاپربھو۔ عمران جب تک اپنی مرضی اور خوشی سے وہ کتاب کسی کو نہیں دے گا اس وقت تک اس سے کتاب حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عمران سیاہ کتاب کو اس صورت میں ہی کسی دوسرے کے حوالے کر سکتا ہے اگر وہ اس کتاب کے آخری منتر کا آخری لفظ بھی پڑھ لے۔ مطلب یہ کہ جس طرح عمران نے کتاب کے پہلے منتر کے چند لفظ پڑھے تھے اسی طرح اس کتاب کو

کسی دوسرے کے حوالے کرنے سے پہلے اس کتاب کے آخری منتر
کے آخری چند الفاظ بھی پڑھنے ہوں گے اور مہا پربھو۔ اس آخری منتر
کے آخری الفاظ پڑھنے کا مطلب ہوگا عمران کی موت یعنی جیسے ہی
عمران ان الفاظ کو پڑھے گا غلط منتر جو مہا پربھو پنڈت دیال نے لکھے
تھے، کی وجہ سے عمران بھی مہا پربھو پنڈت دیال کی طرح اسی وقت
ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ عمران جس کسی کو
کتاب دینے کی وصیت کرے گا اس سے کتاب آسانی سے حاصل کی جا
سکتی ہے۔ یعنی پھر میں بھی چاہوں تو اس کتاب کو حاصل کر کے آپ
کے پاس لا سکتی ہوں"۔ شتاری نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو تم اس عمران کے دماغ پر قبضہ کر لو اور
اسے اپنی شکتیوں سے مجبور کر دو کہ وہ آخری منتر پڑھ کر خود ہی سیاہ
کتاب تمہارے حوالے کر دے"۔ مہا پربھو نے غصے سے مٹھیاں
بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا بھی نہیں کر سکتی مہا پربھو۔ زیادہ سے زیادہ میں
عمران کے ذہن پر قبضہ کر کے اسے ڈرا دھمکا سکتی ہوں لیکن زبردستی
اس سے کتاب حاصل کرنے کے لئے اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتی۔
ہاں اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے طور پر عمران کو بری طرح سے
الجھا سکتی ہوں۔ اسے پریشان کر سکتی ہوں اور اس کے سامنے ایسے
حالات پیدا کر سکتی ہوں کہ اسے خود ہی اس بات کا اندازہ ہو جائے
کہ اس پر آنے والے عذاب اور پریشانیاں اس سیاہ کتاب کے کارن

ہی ہو سکتی ہیں۔ وہ خود ہی ان پریشانیوں، مصیبتوں اور عذابوں سے
بچنے کے لئے کتاب مجھے دینے پر راضی ہو جائے"۔ شتاری نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں شتاری۔ تم
جو چاہے کرو مجھے تو بس وہ کتاب چاہئے۔ اس سے کتاب حاصل کرنا
تمہاری ذمہ داری ہے۔ صرف تمہاری"۔ مہا پربھو نے کہا۔

"ٹھیک ہے مہا پربھو۔ میں سائے کی طرح عمران کے ساتھ لگ
جاؤں گی۔ اس کا میں ایسا بھیانک اور خوفناک حشر کروں گی جس
کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکے گا۔ میں اسے اس قدر پریشان
کروں گی کہ وہ خود ہی زندہ رہنے سے موت کو ترجیح دے گا۔ میں اس
کی دنیا پلٹ کر رکھ دوں گی اور اس سے اس کی سوچ سمجھ اور اس کی
ہر خوشی چھین لوں گی۔ میں اس کے گرد ایسا جال بنوں گی جس سے
خود کو وہ کبھی آزاد نہیں کر پائے گا۔ جوشکا جادو کا منتر پڑھ کر اس
نے خود ہی اپنے سے روشنی کی قوتوں کو دور کر لیا ہے۔ روشنی کی
کوئی طاقت اس کے قریب نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کی کوئی مدد کر
سکے گی۔ میں اس کے ذہن پر نقش ہر قسم کے مقدس کلام مٹا دوں
گی۔ پھر وہ مجھے اپنے سے کبھی دور نہیں کر سکے گا"۔ شتاری نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"شتاری۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس سیاہ کتاب سے جان چھڑانے
کے لئے اس کتاب کو ہی ضائع کر دے"۔ مہا پربھو نے کسی خیال
کے تحت کہا۔

"نہیں۔ مہا پربھو۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ سیاہ کتاب کے پتروں کو ضائع کرنا اس کے بس میں نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کتاب کو جلا سکتا ہے۔ وہ اس کتاب کو کہیں بھی لے جا کر پھینک دے کتاب خود بخود اس کے پاس واپس پہنچ جائے گی۔ اس کتاب سے جان چھڑانا اس کے لئے ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"۔ شکاری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو مہا پربھو کے چہرے پر قدرے اطمینان ابھر آیا۔

"اور اگر اسے اس کتاب کی اہمیت معلوم ہو گئی اور اس نے کتاب سے منتر پڑھ کر سیاہ پڈی حاصل کر لی تو پھر"۔ مہا پربھو نے ایک خیال کے تحت کہا۔ اس کے لہجے میں ایک بار پھر تشویش کی جھلک ابھر آئی تھی۔

"میں سایہ بن کر اس کے ساتھ رہوں گی مہا پربھو۔ اگر اس نے ایسا سوچا تو میں اس کی راہ میں رکاوٹیں حائل کروں گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں عمران کو جو شکا جادو کی پڈی حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں دوں گی"۔ شکاری نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تب پھر جاؤ اور عمران کے ساتھ وہی کرو جو تم نے سوچا ہے۔ میں تمہیں اپنا ایک پنگلا دے دیتا ہوں اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اگر کسی معاملے میں تمہیں میری یا میری شکتیوں کی ضرورت ہو تو تم اسے سامنے رکھ کر آواز دینا میں پنگلے کی وجہ سے براہ راست تمہاری مدد کو آ جاؤں گا"۔ مہا پربھو نے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھا اور پھر ہاتھ زور سے جھٹکے تو اس

کے ہاتھوں میں ایک سیاہ کپڑے کا بنا ہوا پنگلا آ گیا۔ اس نے پنگلا شکاری کی طرف اچھال دیا جسے شکاری نے فوراً ہی دبوچ لیا تھا۔

"مہا پربھو۔ آپ سے ایک بنتی ہے"۔ شکاری نے کہا۔

"بولو۔ کیا بنتی ہے"۔ مہا پربھو نے شہنشاہوں کے سے انداز میں کہا۔

"عمران کے معاملے میں مجھے سائے کی طرح اس کے ساتھ رہنا ہو گا اور اس کے لئے مجھے اپنی آتما کسی جیوت لڑکی کے شریر میں ڈالنا ہو گی اور آپ جانتے ہیں کہ جب میں اپنی آتما کسی دوسرے کے شریر میں ڈالتی ہوں تو مجھے خون کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک میں خون نہ پیوؤں میری آتما کسی دوسری آتما کے شریر میں نہیں ٹھہر سکتی مجھے خون حاصل کرنے کے لئے کہیں جانا نہ پڑے اس کے لئے آپ کو ایک کشٹ کرنا پڑے گا۔ آپ کے پاس ایک مہا گنی کی شکتی ہے۔ اس مہا گنی کو میرے ساتھ کر دیں تاکہ وہ میرے لئے خون لا سکے"۔ شکاری نے کہا۔

"مہا گنی۔ اوہ لیکن مہا گنی کو میں تمہارے ساتھ کیسے بھیج سکتا ہوں شکاری۔ اس مہا گنی کی وجہ سے ہی تو میں اس غار میں سرکھشت ہوں۔ اگر میں نے مہا گنی کو تمہارے ساتھ بھیج دیا تو یہاں میری سرکھشا کون کرے گا۔ میں نے ابھی کالی دیوی کا روپ سادھ لیا ہے نہ اس کے چرن چھوتے ہیں اور نہ ہی میں نے ان کا آشیرواد لیا ہے۔ اگر اس دوران کالی دیوی کے کسی پنڈت، سادھو، یوگی یا مہا یوگی نے

یہاں آنے کی ٹھان لی تو وہ مجھے آسانی سے نشٹ کر کے میری جگہ سنبھال لے گا اور میں اسے یہاں آنے سے کسی بھی طرح نہ روک سکوں گا اور مجھے بہر حال بغیر اپنی شکتیوں کا استعمال کئے ان سے اپنی سرکھشا کرنی پڑے گی جس میں، میں کمزور بھی پڑ سکتا ہوں "۔ مہا پربھو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یہ تو ہے ۔ پرنتو مہا پربھو ۔ آپ چند لمحوں کے لئے بھی تو مہا گنی کو ہر روز میرے پاس بھیج سکتے ہیں ۔ وہ مجھے خون مہیا کر کے اسی وقت واپس آ جائے گی ۔ اس کام میں اسے زیادہ سے زیادہ چند لمحے لگیں گے اور ان چند لمحوں میں آپ کی سرکھشا بھی نشٹ نہیں ہو گی "۔ شکاری نے ایک اور مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ میں مہا گنی کو خود سے ایک لمحے کے لئے بھی دور نہیں کر سکتا ۔ بہر حال جب تمہیں خون کی ضرورت ہو تو تم میرے چیلے سے کہہ دیا کرنا چیلا تمہیں خون مہیا کر دے گا "۔ مہا پربھو نے کہا۔

" اوہ ۔ تب ٹھیک ہے مہا پربھو ۔ آپ کی جے ہو ۔ میں اب چلتی ہوں "۔ شکاری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" جاؤ ۔ تمہارا کلیان ہو "۔ مہا پربھو نے اسے آشیرواد دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شکاری دھوئیں میں تبدیل ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا ۔ اب مہا پربھو کے چہرے پر بے پناہ اعتماد اور اطمینان تھا ۔ اسے شکاری کی صلاحیتوں پر پورا یقین تھا

کہ وہ عمران سے سیاہ کتاب حاصل کرنے میں ہر صورت میں کامیاب ہو جائے گی ۔ یہ سوچ کر مہا پربھو نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے جاپ میں مصروف ہو گیا۔

عمران کو اپنے ذہن میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس بدلے ہوئے ماحول کو دیکھ رہا تھا ایک تو پہلے ہی اس کا ذہن پریشان تھا کیونکہ دینو کاکا کے فون آنے سے لے کر اماں بی اور ثریا سے ملاقات تک اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے اپنی بصارت پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا اور واقعی اسے ایک خواب ہی تصور کر رہا تھا۔ ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ دینو کاکا کی آواز نہ پہچانتا۔ جب اس نے فون کر کے اماں بی کے بارے میں بتایا تھا کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور سر عبدالرحمان اور ثریا انہیں سروسز ہسپتال لے گئے ہیں۔ پھر سروسز ہسپتال میں اس کی سر عبدالرحمان اور ثریا سے باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی اور ان کے انداز سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ اماں بی کی حالت بہتر نہیں ہے مگر پھر سر عبدالرحمان کا چلے جانا اور پھر اس کے فوراً بعد ثریا کا بھی لہجہ بدل لینا اور وہاں سے

چل دینا عمران کو کھٹک رہا تھا۔ جب اس پر واضح ہوا کہ سروسز ہسپتال میں اماں بی کو نہیں بلکہ دینو کاکا کی بیوی چراغ بی بی کو لایا گیا تھا اور پھر اس نے اماں بی اور ثریا کو خود ہسپتال میں آتے دیکھا تھا۔ ثریا کا انداز اس بات کا گواہ تھا کہ وہ پہلے واقعی ہسپتال میں نہیں آئی تھی اور سر عبدالرحمان تو سرے سے ہی ملک میں موجود نہ تھے پھر وہ ہسپتال میں کیسے آ سکتے تھے۔ اس کے بعد دینو کاکا کا بھی یہی کہنا تھا کہ اس نے عمران کے فلیٹ میں فون نہیں کیا۔ عمران واقعی چکرا کر رہ گیا تھا۔ اسے اپنی عقل ماؤف ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران انہی باتوں میں الجھا ہوا فلیٹ کی طرف جا رہا تھا لیکن وہ اس قدر بھی نہیں الجھا تھا کہ وہ راستہ ہی بھول جاتا۔ وہ ٹھیک ٹھیک راستوں سے ہوتا ہوا کنگ روڈ کی طرف مڑا تھا لیکن کنگ روڈ پر آتے ہی اسے کار روکنا پڑی تھی کیونکہ اسے کنگ روڈ کی بجائے باہر بدلی ہوئی جگہ اور ماحول دکھائی دیا تھا۔ وہ مشرقی پہاڑیاں تھیں جو دارالحکومت سے کم از کم سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران بے دھیانی میں کار چلاتا ہوا اس طرف آ گیا ہو۔ ہر طرف پہاڑیاں اور پہاڑی ٹیلے نظر آ رہے تھے اور عمران کی کار ان پہاڑیوں کے دامن میں کھڑی تھی جہاں دور دور تک گہری اور پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دور دور تک سوائے عمران کے کوئی ذی روح موجود نہ ہو۔

عمران کار میں بیٹھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان پہاڑیوں کو دیکھ رہا تھا اس کا ذہن جیسے سن سا ہو گیا تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود ہو گئی ہوں۔ کچھ دیر وہ اسی طرح کار میں بیٹھا رہا اور پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر آ گیا۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی کار کا انجن غرایا تو عمران تیزی سے پلٹا لیکن اچانک اس کی کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچانک آگے بڑھ گئی۔ کار کا دروازہ یکلخت بند ہو گیا تھا۔

"ارے۔ میری کار"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن کار تیزی سے آگے بڑھ گئی اور پھر اچانک اس کی رفتار انتہائی تیز ہو گئی اور وہ تیر کی طرح سامنے کی جانب دوڑتی چلی گئی۔ عمران ایک لمحے کے لئے آنکھیں پھاڑے دور جاتی ہوئی کار کو دیکھتا رہا پھر جیسے اسے یکلخت ہوش آ گیا۔ وہ تیزی سے کار کے پیچھے دوڑ پڑا مگر کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند اڑی جا رہی تھی۔ سامنے ایک بڑی اور گہری کھائی تھی اور کار کا رخ اس کھائی کی طرف تھا۔ عمران پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا جیسے وہ اسے عقب سے پکڑ لے گا اور اسے کھائی میں گرنے سے روک لے گا۔ لیکن اتنی دیر میں کار کھائی کے قریب پہنچ چکی تھی۔

دوسرے ہی لمحے کار کسی جمبو جیٹ کی طرح فضا میں بلند ہوئی اور پھر وہ اس کھائی کی طرف جھپٹتی چلی گئی اور پھر عمران نے اسے

کھائی میں غائب ہوتے دیکھا۔ وہ کھائی سے کافی دور تھا اس لئے کار کو کھائی میں گرتے اور اس کا حشر ہوتے نہ دیکھ سکا تھا۔ کار کو کھائی میں گرتے دیکھ کر وہ رک گیا تھا اور گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"ارے عمران صاحب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔ اچانک صفدر کی آواز عمران پر جیسے بم بن کر گری۔ وہ بری طرح سے اچھل پڑا اور تیزی سے پلٹا تھا اور پھر اپنے سامنے صفدر کو دیکھ کر اور ایک بار پھر بدلے ہوئے ماحول کو دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اس نے دوبارہ پلٹ کر کھائی کی طرف دیکھا مگر اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے نہ صرف کھائی بلکہ پہاڑیاں بھی غائب ہو چکی تھیں۔ وہ ایک سڑک کے کنارے کھڑا تھا جہاں اسے سڑک پر گاڑیاں اور چلتے پھرتے انسان دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے قریب ایک کار کھڑی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا اور کھڑکی سے سر نکالے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

عمران کے دل و دماغ میں دھماکے سے ہونا شروع ہو گئے کیونکہ چند ہی لمحوں میں ایک بار پھر اس کی آنکھوں کے سامنے منظر بدل گیا تھا ابھی ایک لمحے قبل وہ پہاڑی علاقے میں اپنی کار کو خود بخود کھائی کی طرف جاتے اور اس میں گرتے دیکھ رہا تھا اور اب وہ جیسے دوبارہ اس پہاڑی علاقے سے نکل کر شہر میں واپس آ گیا تھا اور جس سڑک پر وہ کھڑا تھا وہ لنک روڈ ہی تھی۔

"صفدر - یہ تم ہی ہو ناں یا میں تمہارے بھوت کو دیکھ رہا ہوں"۔ عمران نے صفدر کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھوت - کیا مطلب - کیا میں آپ کو بھوت نظر آ رہا ہوں"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کار سے نکل کر عمران کے قریب آ گیا۔

"اگر تم بھوت نہیں ہو تو پھر میری طرف غور سے دیکھو - میں تمہیں انسان ہی نظر آ رہا ہوں ناں"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ عمران اپنی عادت کے مطابق اس سے مذاق کر رہا ہے۔

"آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہے ہیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مذاق - ارے مذاق تو میرے ساتھ ہو رہا ہے - ویسے بائی دے وے تم میرے خواب میں کیا کر رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"خواب میں - میں سمجھا نہیں - آپ کس خواب کی بات کر رہے ہیں"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے بھائی - میں ایک عجیب و غریب خواب دیکھ رہا ہوں - کبھی میں خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہوں کبھی پرستان کی پریوں کے ساتھ رقص کرتا نظر آتا ہوں کبھی بھیانک جنوں سے میں پنجے لڑاتا ہوں اور کبھی میں کسی کالی چڑیل سے شادی کرتا نظر آتا ہوں - میں گہری نیند میں ہوں اور نیند میں جیسے کسی الف لیلوی داستان کا حصہ بن کر اس میں سفر کر رہا ہوں"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب - آپ اس وقت سو نہیں رہے بلکہ جاگ رہے ہیں اور خواب نیند میں نظر آتے ہیں جاگتے ہوئے نہیں - اس وقت آپ کنگ روڈ پر موجود ہیں - یہاں نہ پریاں ہیں نہ جن اور نہ بھوت - یہ انسانوں کا شہر ہے جہاں میں بھی انسان ہوں اور آپ بھی"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا - وہ واقعی عمران کو اس کی فطرت کے مطابق مزاحیہ باتیں کرتا پا رہا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے میں واقعی جاگ رہا ہوں"۔ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا نہیں ہو سکتا"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ میں جاگ رہا ہوں - اگر میں جاگ رہا ہوں تو تم یقیناً سو رہے ہو اور اگر تم جاگ رہے ہو تو پھر میں نیند میں ہوں اور ہم دونوں میں سے ایک یقیناً خواب دیکھ رہا ہے - اب اس بات کا فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کون جاگ رہا ہے اور کون سو رہا ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کو خواب میں مل رہا ہوں"۔

صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید عمران کی باتوں میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ یا تو تم مجھے خواب میں ملے ہو یا میں تمہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اور اس بات کا فیصلہ کیسے ہو گا کہ ہم میں سے کون سو رہا ہے اور کون جاگ رہا ہے"۔ صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس پسٹل ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پسٹل۔ پسٹل کا آپ کیا کریں گے"۔ صفدر نے عمران کی بات نہ سمجھتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔

"اس بات کا فیصلہ کہ ہم میں سے کون سو رہا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پسٹل سے بھلا کیسے پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ کون سو رہا ہے اور کون جاگ رہا ہے"۔ صفدر نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بہت آسان سی بات ہے۔ تم میرے قریب آ کر دو تین ہوائی فائر کرنا۔ اگر میں نیند میں ہوا تو دھماکوں کی آواز سن کر فوراً جاگ جاؤں گا اور تم غائب ہو جاؤ گے۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ میں سو رہا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر"۔ صفدر نے کہا۔

"تو پھر دو گولیاں میں تمہاری کھوپڑی میں اتار دوں گا۔ اگر تم زندہ بچ گئے تو اس کا مطلب ہو گا کہ تم سو رہے ہو۔ اگر مر گئے تو

سمجھ لینا کہ تم جاگ رہے تھے اور میں سو رہا ہوں"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ پہلے تو صفدر حیرانی سے عمران کو دیکھتا رہا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ عمران کیا کہہ رہا ہے۔ پھر جیسے ہی بات اس کی سمجھ میں آئی وہ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"یعنی کہ آپ گولیاں میرے سر میں اتار کر مجھے سچ مچ سلانا اور خود جاگنا چاہتے ہیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا کروں۔ تم ہی بتا دو"۔ عمران نے بے چارگی سے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران صفدر سے جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا تھا حالانکہ اس کا ذہن ابھی تک ان پراسرار باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ صفدر کو نہیں بتانا چاہتا تھا اس لئے وہ ادھر ادھر کی ہانک رہا تھا۔

"اوہ ہاں۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔ آپ ایسا کریں کہ میرے ساتھ چلیں۔ جہاں میں آپ کو لے جاؤں گا وہاں جا کر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ آپ جاگ رہے ہیں یا نہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ایسی کون سی جگہ ہے جہاں سونے اور جاگنے والوں کا پتہ چلایا جا سکتا ہے"۔ عمران نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ آئیں تو سہی"۔ صفدر نے عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ کہیں ایسی جگہ نہ لے جانا جہاں مری ہوئی چوہیاں چرتی ہوں۔ چوہیاں کھا کر جاگنے سے بہتر ہے کہ میں یہیں اسی طرح سویا رہوں"۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آئیں بیٹھیں" ۔ صفدر نے کہا تو عمران اس کی کار کے پاس اچانک اکڑوں بیٹھ گیا۔

"ارے یہ کیا۔ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے ہیں" ۔ صفدر نے کہا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے آئیں بیٹھیں۔ اب میں بیٹھ گیا ہوں تو اعتراض کس بات کا" ۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے اس طرح اکڑوں بیٹھے دیکھ کر اردگرد سے گزرنے والے لوگ چونک چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے اور ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔

"میں نے آپ کو یہاں نہیں کار میں بیٹھنے کے لئے کہا تھا" ۔ صفدر نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ پا کر جلدی سے کہا۔

"کار میں بیٹھ کر میں کیا کروں گا۔ اگر میں کار میں بیٹھ گیا اور کار چل پڑی تو" ۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر صفدر کو ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ لوگوں کے سامنے تماشہ نہ بننا چاہتا تھا اس لئے اس نے عمران کو زبردستی اٹھایا اور کار کا دروازہ کھول کر اسے کار میں دھکیل دیا اور کار کا دروازہ بند کر کے جلدی سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا اور اس نے نہایت عجلت سے کار آگے بڑھا دی کہ کہیں عمران کار سے اتر کر پھر کوئی حماقت نہ شروع کر دے مگر عمران نے کار کی سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"عمران صاحب۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ سڑک کے

کنارے اس طرح کھڑے کیا کر رہے تھے" ۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن عمران آنکھیں بند کئے لیٹا رہا۔ اس نے صفدر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور باقاعدہ خراٹے نشر کرنا شروع کر دیئے جیسے وہ واقعی گہری نیند سو رہا ہو۔ صفدر اسے خراٹے نشر کرتے دیکھ کر مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران پر اس وقت حماقتوں کا بھوت سوار ہے جو آسانی سے اترنے والا نہیں تھا۔ اگر اس نے عمران کو چھیڑنے کی کوشش کی تو عمران مع بھوت کے اس کے سر ہو جائے گا جس سے پیچھا چھڑانا خود صفدر کے لئے ہی مشکل ہو سکتا تھا اس لئے وہ خاموشی سے کار چلانے لگا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ بائی روڈ پر آ گیا۔ اس طرف ٹریفک برائے نام تھی۔ صفدر نے خالی سڑک دیکھ کر کار کی رفتار بڑھا دی۔ سڑک کافی چوڑی تھی اور چونکہ یکطرفہ نہ تھی اس لئے سامنے سے بھی گاڑیاں آ رہی تھیں مگر وہ کافی فاصلے پر تھیں اس لئے صفدر نے کار کی رفتار میں کوئی کمی نہ کی تھی مگر دوسرے لمحے وہ بوکھلا گیا۔ اس نے سامنے سے ایک ٹرک کو اچانک مڑ کر اپنی کار کے سامنے آتے دیکھا۔ صفدر نے بوکھلا کر کار کی رفتار کم کرنا چاہی مگر کار کی رفتار کم نہ ہوئی۔ صفدر نے جلدی سے بریک پیڈل پر دباؤ ڈالا تو اس کا رنگ اڑ گیا کیونکہ بریک پیڈل حرکت تو کر رہا تھا لیکن کار کے بریک نہ لگ رہے تھے۔

"ارے باپ رے۔ شاید کار کے بریک فیل ہو گئے ہیں" ۔ صفدر کے منہ سے بوکھلاہٹ زدہ آواز نکلی۔ وہ زور زور سے بریک

پیڈل دبا رہا تھا مگر کار رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ سامنے سے ٹرک برق رفتار سے اڑا آرہا تھا اور صفدر کی کار بھی آندھی اور طوفان کی طرح اس ٹرک کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ کار کے بریک فیل ہو گئے ہیں"۔ صفدر نے چیختے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا مگر عمران کے سر پر کوئی جوں تک نہ رینگی تھی۔ وہ سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بڑے مزے سے سو رہا تھا۔ کار اور ٹرک کا فاصلہ لحہ بہ لحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ صفدر چیخ چیخ کر عمران کو آوازیں دے رہا تھا مگر عمران کی حالت میں کوئی فرق نہیں آرہا تھا۔ کار کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ صفدر کار کا دروازہ کھول کر نہ عمران کو باہر دھکیل سکتا تھا اور نہ ہی وہ خود باہر چھلانگ لگا سکتا تھا۔ کار اور ٹرک کا فاصلہ بے حد کم رہ گیا تھا۔ صفدر نے ہونٹ بھینچ کر اسٹیئرنگ کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔ اس کی نظریں سامنے سے آنے والے تیز رفتار ٹرک پر جمی ہوئی تھیں۔ صفدر نے سوچا تھا کہ جیسے ہی ٹرک نزدیک آئے گا وہ کار کو تیزی سے ٹرن دے کر اس کے قریب سے گزر جائے گا۔ یہ فیصلہ خطرناک تھا اور ایسا کرنے سے کار نشیب میں جا کر الٹ بھی سکتی تھی یا سامنے سے آنے والی دوسری گاڑیوں سے ٹکرا بھی سکتی تھی۔ دونوں طرف کار موڑنے میں بہرحال خطرہ تھا لیکن اب صفدر کے پاس رسک لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا اور پھر جیسے ہی اس کی کار اور سامنے سے آنے والے ٹرک کا درمیانی فاصلہ کم ہوا اس نے پوری قوت سے

اسٹیئرنگ کو بائیں طرف موڑ دیا لیکن انتہائی زور لگانے کے باوجود اسٹیئرنگ نہ گھوما تھا۔ البتہ صفدر کے ہاتھ ضرور پھسل گئے تھے۔ اسٹیئرنگ جیسے جام ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر صفدر کے ہاتھوں سے جیسے سچ مچ طوطے اڑ گئے اور اسے موت اپنے قریب محسوس ہونے لگی اور پھر کار اور ٹرک انتہائی خوفناک دھماکے سے ٹکرا گئے تھے۔ خوفناک دھماکے سے کار فضا میں اچھلی اور پھر ایک زور دار دھماکے سے سڑک پر گر کر الٹی اور دور تک گھسٹتی چلی گئی۔ ٹرک نے کار کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے تھے۔ کار کا جو حشر ہوا تھا سو ہوا تھا، کار میں عمران اور صفدر کا جو حشر ہوا ہو گا وہ اظہر من الشمس تھا۔ زور دار ٹکراؤ اور دھماکے سے ٹرک بھی الٹ گیا تھا اور کار کے ساتھ ساتھ گھسٹتا جا رہا تھا اور پھر وہ قلابازی کھا کر عین صفدر کی کار کے اوپر جا گرا۔

جوزف آج بے حد اداس اداس سا تھا۔ کسی کام میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے رانا ہاؤس سے باہر جا کر گھومنے پھرنے کا سوچا مگر دل نہ چاہا تو وہ رانا ہاؤس کے گیٹ کے قریب ایک سٹول پر آ کر بیٹھ گیا۔ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ گیٹ کے باہر بھی کسی گاڑی کے آنے جانے کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ خاموشی اس قدر گہری ہوتی جا رہی تھی کہ جوزف کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ ایسی مہیب خاموشی اس نے افریقہ کے جنگلوں میں محسوس کی تھی یا اب، کہ اچانک اس کے منہ سے ایک آہ سی نکلی اور اس نے افریقہ کا ایک قدیم نغمہ گانا شروع کر دیا۔ نغمہ اس قدر پر سوز تھا کہ اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ جیسے وہ اس نغمے کی گہرائیوں میں اس قدر محو ہو کہ اسے ارد گرد کا ہوش ہی نہ ہو۔ اس کا جسم لرزش کرنے والے انداز میں واضح طور پر کانپ رہا تھا۔ اس وقت

جوزف نے پوری طرح خود کو اس قدیم افریقی نغمے کے لفظوں میں ڈھال رکھا تھا۔ اس کے چہرے کا زاویہ بار بار بگڑ رہا تھا کہ اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس نے بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

جھٹکا لگنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر شدید حیرت ابھر آئی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا جیسے اس کے آس پاس کوئی موجود ہو۔ چند لمحے وہ غور سے چاروں طرف دیکھتا رہا لیکن رانا ہاؤس میں اس کے سوا کون ہو سکتا تھا۔ گیٹ پوری طرح سے بند تھا۔ گیٹ کی ذیلی کھڑکی البتہ کھلی ہوئی تھی جہاں سے جوزف باہر دیکھتا تھا لیکن اس وقت باہر کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ جوزف نے وہاں کسی کو نہ پا کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور پھر قدیم دل سوز نغمہ گانے ہی لگا تھا کہ اسے ایک بار پھر زوردار جھٹکا لگا۔ اس بار جھٹکا اس قدر تیز اور شدید تھا کہ جوزف بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس بار اسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔ وہ ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں سامنے صحن کی طرف جم گئیں۔ اسی لمحے جوزف کو ایک اور جھٹکا لگا اور اس کے چہرے پر یکلخت ڈرنے کے سے آثار دکھائی دینے لگے۔ اسے صحن میں ایک سایہ سا دکھائی دے رہا تھا جو صحن سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”پپ۔ پاشولا۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو پاشولا۔ عظیم فادر پاشولا کا سایہ

ہے"۔ جوزف نے خوف اور گھبراہٹ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر یکلخت کپکپی سی طاری ہو گئی تھی۔ اسی لیے جوزف کو اپنے دائیں طرف سے ایک کھنکتی ہوئی ہنسی کی آواز سنائی دی تو جوزف بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس کا رنگ خوف سے سیاہ پڑتا چلا گیا اور اس کی آنکھیں یوں پھیل گئیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔ اس کے سامنے ایک دبلی پتلی سیاہ فام لڑکی کھڑی تھی۔ اس لڑکی کے جسم سے جیسے رنگ برنگے پرندوں کے پر چپکے ہوئے تھے۔ لڑکی سیاہ فام تھی لیکن اس کے خدوخال بے حد دلکش اور جاذب نظر تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ تھیں۔ اس کے بال گھنگھریالے تھے اور اس کے سر پر مختلف جانوروں کے پروں کا بنا ہوا ایک تاج تھا۔ لڑکی جوزف کی طرف دیکھتی ہوئی بڑے دلکش انداز میں مسکرا رہی تھی۔ اس کے دانت سفید موتیوں کی طرح چمکدار تھے۔

"پا۔ پا۔ پالا۔ تت۔ تم بھی یہاں ہو"۔ جوزف نے خوف اور گھبراہٹ سے ملے جلے لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں عظیم فادر پاشولا کی پجارن پالا ہوں۔ فادر پاشولا کا سایہ مجھے یہاں اپنے ساتھ لایا ہے"۔ سیاہ فام لڑکی نے مسکرا کر کہا۔ جوزف نے گھبرا کر صحن کی طرف دیکھا تو وہ اور زیادہ گھبرا گیا کیونکہ وہ سایہ اب اس کے قریب آ گیا تھا اور پھر وہ جوزف سے چند قدموں کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔

"جوزف۔ مائی سن۔ مائی گریٹ سن"۔ اچانک جوزف کو ایک تیز اور کڑکڑاتی ہوئی آواز سنائی دی تو جوزف کے جیسے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اس کا جسم جاڑے کے خشک پتوں کی طرح لرزنا شروع ہو گیا۔ وہ انتہائی خوفزدہ ہو رہا تھا۔ کبھی وہ سیاہ فام لڑکی پالا اور کبھی اس سائے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"مم۔ مم۔ چپ۔ چپ"۔ جوزف نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔ خوف اور دہشت کے باعث اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے۔

"گھبراؤ نہیں جوزف۔ ہم یہاں تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئے۔ گو تم ہمارے دشمن فادر جوشوا کے منظور نظر ہو"۔ پالا نے جوزف کو اس قدر خوفزدہ دیکھ کر جلدی سے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

"تت۔ پھر کیوں آئے ہو"۔ جوزف نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی ہمیں بلایا ہے گریٹ سن"۔ فادر پاشولا کی کڑکڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مم۔ مم۔ میں نے بلایا ہے۔ کب۔ کک۔ کیوں"۔ جوزف نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں خوف اور گھبراہٹ کا عنصر تھا۔

"ہاں۔ ابھی ابھی تم جو نغمہ الاپ رہے تھے اس نغمے میں تم ہمیں پکار رہے تھے۔ تمہارے لہجے میں بے پناہ سوز تھا۔ تمہاری پر سوز آواز

سن کر ہم پر لازم ہو گیا کہ ہم تمہاری مدد کریں"۔ فادر پاشولا کی آواز سنائی دی۔

"من۔ من۔ نغمہ۔ اوہ۔ مگر وہ نغمہ تو میں یونہی بے مقصد گا رہا تھا"۔ جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہاری مدد ہم پر لازم ہو گئی کیونکہ تم وچ ڈاکٹروں کے وچ ڈاکٹر تماسولا اور فادر پاشولا کے استاد کی قسمیں دے کر ہمیں مدد کے لئے پکار رہے تھے"۔ پالما نے کہا۔

"لیکن"۔ جوزف نے کہا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ واقعی جو نغمہ وہ الاپ رہا تھا اس کے بول کچھ ایسے تھے جس سے پالما، فادر پاشولا کو اس کے استاد کی قسمیں دے کر اپنی مدد کے لئے بلایا جاتا تھا۔ اس وقت اس کے ذہن کے کسی گوشے میں اس بات کا احساس تک نہ تھا کہ اس نغمے کی وجہ سے وہ دونوں وہاں آ سکتے ہیں ورنہ وہ اس نغمے کو کبھی نہ گاتا۔ جوزف وچ ڈاکٹر فادر جوشوا کے ماننے والوں میں سے تھا جو اسے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتا تھا۔ وچ ڈاکٹر فادر جوشوا پاکیشیا میں کبھی جوزف کے سامنے نہیں آیا تھا اور نہ ہی اس نے کبھی جوزف کو مخاطب کیا تھا۔ وہ عموماً جوزف کے وجود میں احساس پیدا کر دیتا تھا کہ جوزف کسی پریشانی میں مبتلا ہونے والا ہے یا پھر زیادہ سے زیادہ وہ جوزف کو خواب میں ہی نظر آتا تھا۔ وچ ڈاکٹر فادر جوشوا نیک انسان تھا۔ وہ جوزف کو نیکی کی اور دوسروں کی بھلائی کی تلقین کرتا تھا۔ اسی طرح فادر پاشولا بھی نیک انسانوں میں شامل تھا

لیکن چونکہ ان دونوں کے عقائد الگ الگ تھے اس لئے وہ اپنے اپنے طریقوں اور اصولوں سے نیکیوں کا پرچار کرتے تھے اس لئے ان دونوں میں کبھی نہیں بنتی تھی۔

جوزف کو بھی اس بات کا علم تھا کہ فادر پاشولا کس قدر حسد خو اور سخت مزاج ہے جو فادر جوشوا کے چاہنے والوں کو پسند نہیں اور اب وہی فادر پاشولا اپنی پجارن پالما کے ساتھ اس کے سامنے موجود تھی اور ان کا کہنا تھا کہ اس نغمے کی وجہ سے اب جوزف کی مدد ان پر لازم ہو چکی ہے۔

"نہیں جوزف۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم نے ہمیں خود بلایا ہے اب ہم تمہاری مدد کئے بغیر نہیں جا سکتے ورنہ ہماری روح بے قرار رہے گی"۔ فادر پاشولا کی آواز سنائی دی۔

"لیکن فادر پاشولا۔ میں تم سے کیا مدد لوں۔ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت ہی نہیں تو پھر"۔ جوزف نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مدد کی ہر انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ تم نے ستر بار مدد کے لئے پکارا ہے اس لئے ہم ستر بار تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں کم از کم ہم سے ستر ایسے کام کرانے ہوں گے جن سے ہمارے استاد کے مرتبے میں اضافہ ہو سکے"۔ فادر پاشولا کی آواز سنائی دی اور اس کی بات سن کر جوزف بری طرح الجھ پڑا۔

"ستر بار مدد۔ کک۔ کیا مطلب"۔ جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ سترکام ۔ تم جو بھی سمجھو ۔ جب تک تم ہم سے سترکام نہیں لے لیتے پالما یہاں سے نہیں جائے گی ۔ میں اسے تمہاری مدد کے لئے لایا ہوں ۔ بولو" ۔ فادر پاشولا کی آواز سنائی دی ۔ اس بار اس کا لہجہ بے حد سخت تھا ۔ جوزف کو اپنے جسم میں کپکپاہٹ سی محسوس ہونے لگی ۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ بیٹھے بٹھائے کس عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہے ۔ ایک معمولی نغمہ گا کر اس نے انجانے میں فادر پاشولا اور اس کی پجارن پالما کو بلا لیا تھا ۔ اب وہ اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے تھے جب تک جوزف ان سے کوئی سترکام نہ لے لیتا ۔ اگر جوزف اس سے مدد لینے سے انکار کر دیتا تو فادر پاشولا اس کو ہلاک بھی کر سکتا تھا یا اس کو واپس افریقہ کے جنگلوں میں بھی لے جا سکتا تھا جو اب جوزف کو کسی صورت بھی منظور نہیں تھا ۔

"فادر پاشولا ۔ جوزف کے سترکام اب مجھ پر لازم ہیں کیونکہ میں آپ کی پجارن ہوں" ۔ پالما نے فادر پاشولا کے سائے سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا ۔

"ہاں ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو پالما ۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے میں جا رہا ہوں" ۔ وچ ڈاکٹر فادر پاشولا کی آواز سنائی دی اور پھر اسی لمحے اچانک جوزف کے چہرے سے ہوا کا تیز جھونکا سا ٹکرایا اور اچانک جوزف نے وہاں پھیلے ہوئے سرخ قدموں کے نشانات غائب ہوتے دیکھے ۔ چند ہی لمحوں میں وہاں موجود تمام نشان غائب ہو گئے تھے ۔

شاید فادر پاشولا کا سایہ واپس چلا گیا تھا لیکن اس کی پجارن پالما بدستور جوزف کے سامنے موجود تھی ۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ زہریلی ہو گئی تھی جیسے اسے یقین ہو کہ جوزف اس سے اپنا ایک بھی کام نہ کروا سکے گا ۔

"ہاں تو جوزف ۔ جنگلوں کے شہزادے ۔ کیا ہے تمہارا پہلا کام" ۔ پالما نے جوزف کی جانب دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس کا لہجہ بے حد نرم تھا اور جوزف حیرت اور خوف سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ پالما سے کیا کام لے ۔

عمران کے ذہن میں روشنی کا نقطہ سا چمکا اور پھر یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کے ذہن میں روشنی ہوئی اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں اور وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے خود کو اس بار اپنے فلیٹ میں اپنی خوابگاہ کے بستر پر پڑے پایا تھا۔ اس کے ذہن میں سابقہ منظر گھوم گیا تو وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ کیا۔ میں اپنے فلیٹ میں کیسے آگیا ہوں"۔ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"حیرت ہے۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کہیں میں واقعی سچ سچ کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اپنے جسم کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے لگا کہ اس کے جسم پر کوئی زخم وغیرہ تو نہیں۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ صفدر کے ساتھ اس کی کار میں موجود تھا اور اس نے سیٹ کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند

کر لی تھیں اور اس پر اسی لمحے حقیقتاً خماری طاری ہو گئی تھی۔ صفدر اسے بار بار پکار رہا تھا۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن صفدر کی آواز اسے جیسے کسی اندھے کنویں سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر ایک ہولناک دھماکہ ہوا تھا اور عمران کو اپنا جسم الٹتا پلٹتا اور پھر ہزاروں من وزن کے نیچے دبتا محسوس ہوا تھا۔ وہ سب کیا تھا اور کیوں ہوا تھا اس بارے میں عمران کچھ نہیں جانتا تھا۔ اب جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ صحیح سلامت اپنے فلیٹ میں تھا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو عمران چونک کر اپنے خیالوں سے نکل آیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور ٹیلی فون کی جانب بڑھ گیا۔

"یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) محو ہولناک خواب بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"تو بولتے رہو۔ میں نے تمہیں بولنے سے کب منع کیا ہے"۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف بلیک زیرو دھیرے سے ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ ایک بری خبر ہے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بری خبر۔ ارے باپ رے۔ کہیں جولیا نے میرے رقیب

روسیاہ کو ہم رقابت بنانے کا فیصلہ تو نہیں کر لیا"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تنویر بے چارے میں اتنی ہمت کہاں کہ وہ آپ کے ہوتے ہوئے جولیا کو ہم رقابت کر سکے"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"پھر اس سے بری خبر میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آج صفدر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ اس کی حالت بے حد نازک ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران حقیقتاً اچھل پڑا۔

"صفدر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ کب۔ کیسے"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ کسی ذاتی غرض سے مالا بار روڈ کی طرف جا رہا تھا کہ اس کی کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی۔ ٹرک کی ٹکر اس قدر زور دار تھی کہ صفدر کی کار الٹ کر دور تک گھسٹتی چلی گئی اور ٹرک بھی الٹ کر صفدر کی کار پر آن پڑا جس کی وجہ سے صفدر کی کار کے پرخچے اڑ گئے"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے یکلخت وہ منظر یاد آ گیا تھا جب وہ صفدر کے ساتھ کار میں بیٹھا تھا اور پھر اس کی آنکھ لگ گئی اور ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس نے خود کو کار میں بری طرح گھسٹتے ہوئے محسوس

کیا تھا اور پھر جیسے کار پر کوئی ہزاروں من وزن آ گرا ہو جس سے کار بری طرح پچک گئی تھی۔

"اوہ۔ صفدر۔ اس کا کیا ہوا"۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب۔ وہ شدید زخمی ہے اور اس کی بے شمار ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ وہاں موجود لوگوں نے اس کی فوری مدد کرتے ہوئے اسے نزدیکی ہسپتال میں پہنچا دیا تھا۔ وہاں نعمانی اپنے ایک دوست کی عیادت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس نے صفدر کو پہچانا تھا۔ اس حادثے کی اطلاع دینے کے لئے اس نے آپ کو کئی بار آپ کے فلیٹ میں فون کیا تھا لیکن جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے جولیا کو اطلاع دی اور جولیا نے مجھے۔ جس پر میں نے فوری طور پر صفدر کو فاروقی ہسپتال میں بھجوا دیا۔ میری ڈاکٹر فاروقی سے بات ہوئی ہے۔ وہ صفدر کی حالت سے متفکر ہیں۔ بہرحال وہ صفدر کو آپریشن روم میں لے گئے ہیں اور اس کا آپریشن کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی۔ یہ بری خبر ہے۔ لیکن صفدر کا ایکسیڈنٹ ہوا کیسے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا جواب تو صفدر ہی ہوش میں آنے کے بعد دے سکتا ہے۔ لیکن لوگوں نے ایک اور بھی عجیب بات بتائی ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"عجیب بات۔ وہ کیا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صفدر کی کار میں ایک اور نوجوان بھی تھا جو فرنٹ سیٹ پر آنکھیں بند کئے سو رہا تھا۔ جب کار کا حادثہ ہوا تو وہ اس وقت بھی کار میں ہی موجود تھا لیکن جب ٹرک کو ہٹایا گیا تو اس میں سوائے صفدر کے اور کوئی نہیں تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے جسم میں یکلخت چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئیں۔

"تو وہ شخص کہاں غائب ہو گیا۔ کیا اس کی لاش بھی نہیں ملی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ پچکی ہوئی کار سے صرف زخمی حالت میں صفدر کو ہی نکالا گیا ہے۔ اس کے سوا کار میں دوسرا کوئی نہیں تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ جولیا اور دوسرے ممبر کہاں ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ صفدر کی حالت سے شدید پریشان ہیں اور سب کے سب فاروقی ہسپتال میں ہیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی وہاں جا رہا ہوں۔ اور کوئی بات"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اور کوئی بات نہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں بھی ہسپتال آ جاؤں۔ صفدر کی تشویشناک حالت سے میں بھی بے حد پریشان ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ فی الحال تم رکو۔ میں دیکھتا ہوں۔ اگر تمہاری

ضرورت ہوئی تو میں تمہیں خود ہی کال کر لوں گا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات پھیل گئے تھے اور وہ گہری سوچوں میں گم تھا۔

"ہونہہ۔ گویا میں نے جو کچھ دیکھا تھا اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا وہ خواب نہیں تھا"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس عجیب و غریب اور پراسرار چکر کا اسے ابھی کوئی سرپیر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ جسے خواب سمجھا تھا وہ اب حقیقت بن کر اس کے سامنے آ رہا تھا۔

"کیا چکر ہو سکتا ہے۔ کہیں میں کسی شیطانی چکر میں تو نہیں پڑ گیا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اسے پتوں والی سیاہ کتاب کا خیال آ گیا جو اسے کوریئر سروس سے موصول ہوئی تھی۔ اس لوہے کی جلد والی کتاب کے عجیب و غریب پتوں پر جو تحریر لکھی تھی عمران نے اس ایک پتے کو پڑھ لیا تھا۔ گو اسے وہ الفاظ تو سمجھ میں نہ آئے تھے لیکن اس وقت عمران کو زوردار جھٹکا لگا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے در و دیوار بھی ہلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے اور پھر ٹیلی فون کی گھنٹی نے اس کے ہوش و حواس بحال کر دیئے تھے۔ لیکن اب عمران کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ سارے چکر اسی کتاب کی وجہ سے رونما ہو رہے ہیں۔ وہ یقیناً کوئی شیطانی اور پراسرار کتاب ہے جو نجانے اس کے ایڈریس پر کس نے اور کیوں بھیجی تھی۔ جیسے ہی عمران کو سیاہ کتاب کا

خیال آیا وہ تیزی سے کمرے سے نکلا اور سٹنگ روم میں آ گیا جہاں
سیاہ کتاب میز پر اسی حالت میں پڑی ہوئی تھی جیسے وہ اسے چھوڑ گیا تھا
اس کتاب پر نظر پڑتے ہی عمران کا ذہن بھک سے اڑ گیا تھا کیونکہ
اس کتاب کی موجودگی اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کے ساتھ جو بھی
ہوا تھا وہ اس کا وہم یا خواب نہیں تھا۔ کتاب کو دیکھ کر عمران کی
پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا۔

"ہیلو مسٹر عمران"۔ اچانک عقب سے عمران کو ایک چہکتی
ہوئی نسوانی آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر عمران بری طرح
اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے پلٹا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے
پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے سامنے ایک نوجوان اور انتہائی حسین لڑکی
موجود تھی جس نے سرخ رنگ کا نہایت خوبصورت لباس پہن رکھا
تھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کا میک اپ نہیں تھا لیکن اس کے
باوجود وہ بے حد حسین اور دلکش دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے
ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی اور وہ عمران کی جانب مسکراتی
ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم۔ کون ہو تم اور میرے فلیٹ میں کیا کر رہی ہو"۔ عمران
نے اس کی طرف ناگواری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے حیرانی ہو رہی
تھی کہ فلیٹ کا دروازہ بند تھا پھر فلیٹ کا دروازہ کھولے بغیر یہ لڑکی
اندر کیسے آ گئی اور پھر اس لڑکی نے جس لگاوٹ بھرے انداز میں
عمران کو پکارا تھا اس سے عمران کا موڈ آف ہو گیا تھا۔

"ارے۔ تم مجھے نہیں پہچانتے۔ حیرت ہے۔ میں تو سوچ رہی
تھی کہ تم جیسا عقلمند انسان مجھے دیکھتے ہی پہچان جائے گا"۔ لڑکی
نے ہنس کر کہا۔

"بکو مت۔ بتاؤ کون ہو تم اور میرے فلیٹ میں کیسے داخل
ہوئی ہو"۔ عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم شاید میرا نام جاننا چاہتے ہو مسٹر عمران"۔ لڑکی نے اسی
انداز میں کہا۔ اس کے لہجے میں لاابالی پن اور لاپرواہی تھی۔

"ہاں"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"تمہیں میں اصل نام بتاؤں یا اس کا جس کے شریر میں میری آتما
ہے"۔ لڑکی نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے
اچھل پڑا۔

"شریر۔ آتما۔ اوہ تو تمہارا تعلق"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اب سمجھے ہو"۔ لڑکی نے ہنس کر کہا۔

"کون ہو تم"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میری آتما کا نام شاری ہے اور اس وقت میں تمہیں جس روپ
میں نظر آ رہی ہوں یہ شریر ایک غیر مسلم لڑکی سارتی کا ہے۔ اب
سارتی کون ہے اور اس کا تعلق کس ملک سے ہے یہ مت پوچھنا۔ تم
مجھے شاری بھی کہہ سکتے ہو۔ سارتی بھی اور پراسرار سایہ بھی"۔ لڑکی
نے کہا تو عمران کے جسم میں یکلخت سنسناہٹ سی ہونے لگی۔ لڑکی کا
انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ کوئی بد روح ہے اور اس نے کسی غیر

مسلم لڑکی کے جسم پر قبضہ کر رکھا ہے لیکن وہ بدروح عمران کے فلیٹ میں کیا کر رہی تھی۔ عمران نے بے اختیار مقدس کلام پڑھنے کی کوشش کی مگر یہ محسوس کر کے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کہ اس کا ذہن سلیٹ کی طرح صاف ہو چکا تھا۔ اسے نہ کوئی مقدس کلام یاد آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی مقدس نام۔

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر عمران۔ تم شاید مجھے بدروح سمجھ کر مقدس کلام پڑھ کر یہاں سے بھگانا چاہتے ہو"۔ لڑکی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ہونہہ۔ یہاں کیوں آئی ہو اور کیا چاہتی ہو مجھ سے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ ذہن سے مقدس کلام اور مقدس نام محو دیکھ کر اس کے دل و دماغ میں شدید سنسناہٹ ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"میں تمہیں پسند کرتی ہوں مسٹر عمران اور یہاں میں صرف اور صرف تمہاری سیوا کرنے آئی ہوں"۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"سیوا۔ ہونہہ۔ مجھے کسی سیوا اور سیوا کرنے والی کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے۔ دفع ہو جاؤ"۔ عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر عمران۔ میں یہاں اپنی مرضی سے آئی ہوں اور اپنی مرضی سے ہی جاؤں گی۔ تم مجھے یہاں سے جانے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے"۔ لڑکی نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر تم یہاں ایک لمحے کے لئے اور رکی تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا"۔ عمران نے غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ یہ ہوئی ناں مردوں والی بات۔ میز پر بھرا ہوا ریوالور موجود ہے۔ اسے اٹھاؤ اور کرو مجھ پر فائر۔ میں تمہیں وچن دیتی ہوں کہ میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہٹوں گی"۔ شاری نے کہا۔ عمران نے چونک کر میز کی طرف دیکھا تو اسے واقعی میز پر ایک بھاری دستے والا ریوالور پڑا نظر آیا۔ حالانکہ ابھی چند لمحے قبل وہاں وہ ریوالور موجود نہیں تھا۔

"یہ۔ یہ ریوالور یہاں کیسے آ گیا"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جیسے میں یہاں آئی ہوں۔ یہ ریوالور میں نے تمہارے لئے منگوایا ہے۔ اٹھاؤ اسے اور اس کی ساری گولیاں مجھ پر چلا دو۔ ہو سکتا ہے مجھ سے تمہاری جان چھوٹ جائے"۔ شاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو لڑکی۔ تمہارا نام شاری ہے یا ساری مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ میں اپنے فلیٹ میں کسی خاتون کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے بہتر ہو گا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"اور اگر میں پھر بھی یہی کہوں کہ میں یہاں سے جانے کے لئے نہیں آئی تو تم کیا کرو گے"۔ شاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آخر تم چاہتی کیا ہو اور تمہارا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے"۔ عمران نے غصے سے کہا۔

"بتاؤں گی۔ ضرور بتاؤں گی لیکن پہلے ریوالور تو اٹھاؤ"۔ شاری نے اسی انداز میں کہا۔

"تم حد سے بڑھ رہی ہو"۔ عمران نے اسے بری طرح گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ابھی کہاں۔ ابھی تو میں نے تمہارے سامنے اپنی طاقتوں کے ہلکے سے نمونے پیش کئے ہیں۔ ابھی تو میرا حد سے تجاوز کرنا باقی ہے"۔ شاری نے کہا۔

"کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر عمران نے چونک کر کہا۔

"تمہاری اماں بی کو ہارٹ اٹیک ہونا، ہسپتال میں تمہارے ڈیڈی اور ثریا کا ملنا، پھر تمہارا خود بخود پہاڑی مقام پر پہنچ جانا اور کار کا خود بخود چل کر کھائی میں جا گرنا، پھر تمہارے ساتھی صفدر کی کار کا ایکسیڈنٹ ہونا جس میں صفدر کے ساتھ تم بھی موجود تھے اور صفدر کا شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ جانا اور تمہارا اپنے اس فلیٹ میں صحیح سلامت جاگنا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سب تم نے خواب میں دیکھا ہے"۔ شاری نے کہا تو عمران حیرت سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ تو ان سب کے پیچھے تمہارا ہاتھ تھا"۔ عمران نے حیرت کی شدت سے کہا۔

"ہاں۔ میں چاہتی تو صفدر کے ساتھ کار میں تمہاری بھی ہڈیوں کا

سرمہ بن جاتا مگر میں نے تمہیں زخمی ہونے سے بچایا تھا اور میں ہی تمہیں کار سے نکال لائی تھی۔ صفدر کو بھی میں نے زیادہ زخمی نہیں ہونے دیا ورنہ اس خوفناک ایکسیڈنٹ میں اس کی ہلاکت یقینی تھی"۔ شاری نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ سارا تمہارا چلایا ہوا شیطانی چکر ہے۔ مگر کیوں۔ اس چکر کے پیچھے تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ کیا تم مجھے ڈرانا چاہتی ہو"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عقلمند ہو۔ جلد ہی سمجھ گئے ہو۔ ہاں۔ میں تمہیں ڈرانا چاہتی ہوں۔ تمہیں اپنی قوتوں سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ میں تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی ہوں۔ میں ایک ایک کر کے تمہارے تمام رشتہ دار، عزیز و اقارب اور تمہارے ساتھیوں کو ختم کروں گی۔ تمہارا بھی میں اس قدر بھیانک خاتمہ کروں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ شاری نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں بے پناہ سفاکی موجود تھی۔

"تمہاری اس بے معنی اور فضول دشمنی کی وجہ کیا ہے۔ تم اس طرح کیوں ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئی ہو"۔ عمران نے کہا۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ یہ سب کچھ اس کے ذہن کا اختراع نہیں تھا بلکہ اس شیطانی بدروح کا چکر تھا۔

"دشمنی کی وجہ بہت بڑی ہے"۔ شاری نے کہا۔

"کیا میں نے تمہاری کسی عزیزہ کو عمرو عیار کی طرح بوتل میں

قید کر رکھا ہے"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"میں ایک آقا ہوں اور مجھ پر تمہارا یہ مسخرہ پن کچھ اثر نہیں کرے گا"۔ شاری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اثر کرے گا۔ وہی بتا دو تاکہ میں اس کا انتظام کر سکوں"۔ عمران نے بے چارگی سے کہا۔

"پہلے تم اس ریوالور کو اٹھاؤ اور مجھ پر گولیاں چلاؤ"۔ شاری نے کہا۔

"اس سے کیا ہو گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم گولیاں تو چلاؤ۔ پھر خود ہی دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے"۔ شاری نے کہا تو عمران نے کندھے اچکا کر ریوالور اٹھا لیا۔

"اب کیا کروں"۔ عمران نے ریوالور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر فائر کرو"۔ شاری نے کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں گولیاں چلاؤں۔ اس سے تمہیں کچھ ہو نہ ہو مگر میں تو مفت میں مارا جاؤں گا"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں مارے جاؤ گے"۔ شاری نے کہا۔

"یہ چالیس بور کا ریوالور ہے۔ اس کا دھماکہ بے حد تیز اور شدید ہوتا ہے۔ دھماکے کی آواز سن کر میرے پڑوسی چونک جائیں گے اور انہوں نے اگر پولیس کو اطلاع دے دی تو پولیس بلاوجہ فائرنگ کرنے اور لوگوں میں دہشت پھیلانے کے جرم میں مجھے گرفتار کر لے گی۔ پھر مجھے ساری عمر جیل میں گزارنی پڑے گی"۔ عمران نے

کہا۔

"بس۔ بس۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ شاری نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

"سمجھ گئی ہو تو میرے ساتھ چل کر کسی مولوی کے سامنے تین بار ہاں کر دو۔ اس دنیا میں مجھ سے کوئی لڑکی شادی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کسی بدروح کا شوہر دم دار بن جاؤں گا"۔ عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے شوہر نامدار کو دم دار بناتے ہوئے کہا۔

"گولیاں چلاؤ۔ میں یہاں ایسا سحر پھونک دیتی ہوں کہ دھماکوں کی آواز اس فلیٹ سے تو کیا اس کمرے سے بھی باہر نہیں جائے گی"۔ شاری نے کہا۔

"ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے تمہیں ساؤنڈ پروف قسم کا بھی جادو آتا ہے۔ بہت خوب۔ اپنی دو چار ساؤنڈ پروف پھونکیں مجھے بھی بتا دینا۔ ہمارے ملک میں جب میاں بیوی جھگڑتے ہیں تو ان کی آوازیں دور دور تک گونجنے لگتی ہیں جس سے محلے دار اکٹھے ہو کر اس لڑائی جھگڑے کو ختم کرانے کی بجائے لطف لے لے کر ان کی باتیں سننا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے میاں بیوی کو میں تمہاری پھونکیں بیچ دوں گا۔ ایک تو ان کی لڑائی ان تک ہی محدود رہے گی دوسرے تمہاری پھونکوں سے آمدن بھی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"تم مجھ پر گولیاں چلاتے ہو یا نہیں"۔ شاری نے عمران کو

غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر مجھے کنوارہ ہی مارنے کا پروگرام ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے واقعی اچانک شاری پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ شاری گولیوں سے بچنے کے لئے یقیناً دائیں بائیں چھلانگ لگائے گی یا وہ ایسی حرکت ضرور کرے گی کہ کسی طرح گولیوں سے بچ سکے لیکن یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل گئیں کہ شاری اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی تھی اور گولیاں اس کے جسم سے نکل کر پیچھے دیوار سے ٹکرانے لگی تھیں لیکن شاری کے جسم پر معمولی سا بھی زخم نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے ہوا کی بنی ہو اس لئے گولیاں اس کے جسم سے نکل کر دوسری طرف نکل گئی ہوں۔

"دیکھا تم نے"۔ شاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا مطلب"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ تمہاری چلائی ہوئی گولیاں میرے جسم میں لگی تھیں لیکن مجھے ہلکی سی خراش بھی نہیں آئی"۔ شاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا جسم گوشت پوست کا ہے"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس سارقی کو ہلاک کر کے اس کے شریر میں اپنی آتما ڈالی تھی"۔ شاری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر گولیوں نے تم پر اثر کیوں نہیں کیا"۔ عمران نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کے سامنے اصلی لڑکی ہے تو اس کے جسم پر زخم تو آنے چاہئیں تھے لیکن اس لڑکی کا جسم اور لباس صحیح سلامت تھا جیسے گولیاں اسے چھو کر بھی نہ گزری ہوں۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے ناں کہ میں ایک آتما ہوں۔ میں نے سارقی کے جسم پر قبضہ ضرور کر رکھا ہے مگر جیسے ہی میں نے اس لڑکی کے جسم پر قبضہ کیا تھا اس کا جسم سایہ بن گیا تھا۔ میں تمہیں جیتی جاگتی ضرور دکھائی دے رہی ہوں مگر حقیقت میں ایک سایہ ہوں۔ ایسا سایہ جس پر تمہاری دنیا کا کوئی اسلحہ اثر نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ آگ بھی مجھے نہیں جلا سکتی۔ گولیوں کا حربہ تم آزما چکے ہو اگر کسی اور اسلحے کو آزمانا چاہتے ہو تو وہ بھی آزما لو"۔ شاری نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو شاری۔ تم بلاوجہ میرا اور اپنا وقت برباد کر رہی ہو۔ مجھے صاف صاف بتاؤ کہ اس کے پیچھے تمہارا مقصد کیا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ شاید وہ اس آتما شاری سے بری طرح بیزار ہو گیا تھا۔

"میرا مقصد تم سے جوشنا جادو کے منتروں کی کتاب حاصل کرنا ہے"۔ شاری نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"جوشنا جادو کے منتروں والی کتاب۔ کیا مطلب۔ کون سی

کتاب"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ جو سامنے میز پر پڑی ہے"۔ شاری نے کہا تو عمران چونک کر اس کتاب کو دیکھنے لگا جو اسے کسی نامعلوم شخص کی طرف سے پارسل کی صورت میں موصول ہوئی تھی۔

"اوہ۔ یہ کتاب۔ یہ کتاب تو میرے لئے فضول ہے۔ لے جاؤ اسے۔ مجھے اس کتاب کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو شاری بے اختیار ہنس پڑی۔

"اگر اس کتاب کو میں خود لے جا سکتی تو مجھے تمہارے سامنے آنے اور تمہارے ساتھ یہ بلی چوہے کا کھیل کھیلنے کی کیا ضرورت تھی"۔ شاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سیاہ کتاب میں اس صورت میں یہاں سے لے جا سکتی ہوں جب تمہیں اس کتاب کی حقیقت کا پوری طرح علم ہو جائے گا اور پھر تم اس کتاب کو خود اپنی مرضی اور خوشی سے میرے حوالے کرو گے"۔ شاری نے کہا۔

"حقیقت تم بتا تو رہی ہو کہ یہ جادو منتروں کی کتاب ہے۔ یعنی یہ شیطانی کتاب ہے اس لئے میں ہنسی خوشی بلکہ قہقہے لگا کر تمہیں اس کتاب کو لے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ کہو تو اٹھا کر تمہارے منہ پر دے ماروں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے عمران"۔ شاری نے اچانک پراسرار لہجے میں کہا۔

"میرے لئے بہت آسان ہے۔ میں ابھی اٹھا کر اسے تمہارے منہ پر دے مارتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور کتاب کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ"۔ شاری نے اسے کتاب کی طرف بڑھتے دیکھ کر چیخ کر کہا۔

"کیوں۔ اب کیا ہوا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس کتاب کو اس طرح میرے حوالے نہیں کر سکتے۔ اس کتاب کا تم ایک منتر پڑھ چکے ہو جس کی وجہ سے یہ کتاب تمہاری ملکیت بن چکی ہے۔ اب جب تک تم اس کتاب کے آخری صفحے کا آخری منتر نہیں پڑھو گے اس وقت تک کتاب میرے قبضے میں نہیں آئے گی اور یہ بھی سن لو کہ آخری پنے کا آخری منتر پڑھتے ہی تمہاری مرتیو ہو جائے گی"۔ شاری نے چیختے ہوئے کہا۔

"مرتیو ہو جائے گی۔ کیا مطلب"۔ عمران نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اس منتر کی وجہ سے تم اسی وقت ہلاک ہو جاؤ گے"۔ شاری نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ آخری منتر پڑھنے سے میں خود بخود ہلاک ہو جاؤں گا"۔ عمران نے کہا تو شاری اسے کتاب کے بارے میں تفصیل بتانے لگی۔ اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اسے کتاب حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس

کس نے بھیجا ہے۔ اس کی باتیں سن کر عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات بڑھتے جا رہے تھے اور اس کی آنکھیں پھیل کر جیسے اس کے کانوں سے جا لگی تھیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اس سیاہ کتاب کے منتر کی وجہ سے پوری طرح تمہارے شکنجے میں آ چکا ہوں۔ اس لئے مجھے مقدس کلام اور مقدس نام یاد نہیں آ رہے"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا تم کتاب کا آخری منتر پڑھ کر کتاب میرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو"۔ شکاری نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں۔ میں نے انجانے میں اس شیطانی کتاب کا شیطانی منتر پڑھ لیا تھا۔ اب جبکہ میں جان چکا ہوں کہ یہ شیطانی جادو کی کتاب ہے اس لئے میں اس کا منتر نہیں پڑھوں گا"۔ عمران نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ تمہارا انکار تمہارے لئے خوفناک عذاب بن جائے گا"۔ شکاری نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ میں منتر نہیں پڑھوں گا۔ اس کتاب کو تم کسی اور ذریعے سے لے جا سکتی ہو تو لے جاؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک منتر پڑھ کر یہ کتاب تم خود میرے حوالے

نہیں کرو گے میں کتاب نہیں لے جا سکتی"۔ شکاری نے کہا۔

"تو پھر میں اس شیطانی کتاب کو جلا کر راکھ بنا دوں گا۔ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے عمران کہ تم اس کتاب کو کسی طرح ضائع کر دو گے۔ یہ ہوشکا جادو کے منتروں والی کتاب ہے۔ تم لاکھ کوششیں کر لو لیکن تم اس کا ایک پنا بھی ضائع نہیں کر سکو گے"۔ شکاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"بس شکاری بہت ہو چکا۔ اب تم شرافت سے اس کتاب کو اٹھا کر یہاں سے لے جاؤ ورنہ میں سچ مچ اس کتاب کو ضائع کر دوں گا"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم کتاب کا آخری منتر نہیں پڑھو گے"۔ شکاری نے ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں یکلخت سرخ ہو گئیں۔

"نہیں۔ کبھی نہیں"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تب پھر تم اپنی تباہی کے خود ذمہ دار ہو گے"۔ شکاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی شکاری۔ اگر تم میں اتنا دم خم ہوتا تو اب تک تم اس طرح مجھ سے باتیں نہ بگھار رہی ہوتی"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم میری شکتیوں کو آزمانا چاہتے ہو۔ تو ٹھیک ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہیں منتر پڑھنے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام شکاری نہیں"۔ شکاری نے زخمی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک شکاری عمران کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئی اسے اس طرح غائب ہوتے دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے اچانک اس کی ناک سے بدبو کا ایک تیز بھبکا ٹکرایا۔ عمران نے جلدی سے اپنا سانس روک لیا مگر بے سود۔ بدبو اس کے دل و دماغ پر چھا چکی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن انتہائی تاریک گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے تمام احساسات یکلخت ختم ہو گئے تھے اور پھر وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرتا چلا گیا۔

جوزف کی حالت انتہائی دگرگوں ہو رہی تھی۔ وہ انتہائی پریشان نگاہوں سے سیاہ فام پالما کی طرف دیکھ رہا تھا جو کسی مورتی کی طرح کھڑی اسے گھور رہی تھی۔ جوزف نے آنکھیں بند کیں اور اپنی مدد کے لئے فادر جوشوا سے رابطہ کرنے لگا لیکن نہ ہی اس کے ذہن میں فادر جوشوا کا خاکہ ابھرا تھا اور نہ ہی اسے فادر جوشوا کی آواز سنائی دے رہی تھی حالانکہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ جوزف نے آنکھیں بند کر کے فادر جوشوا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہو اور اس کا خاکہ اس کے ذہن میں نہ ابھرا ہو اور اسے فادر جوشوا کی آواز نہ سنائی دی ہو۔

"جوزف آنکھیں کھولو اور مجھے پہلا کام بتاؤ"۔ پالما کی آواز زہر کی طرح جوزف کو اپنے کانوں میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تو جوزف نے آنکھیں کھول دیں اور پالما کی جانب دیکھنے لگا۔

"پالما۔ کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتیں۔ میں نے سچ کہا تھا کہ میں نے تمہیں اور فادر پاشولا کو اپنی مدد کے لئے نہیں پکارا تھا۔ میں یونہی وقت گزارنے کے لئے وہ نغمہ الاپ رہا تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس نغمے کی وجہ سے تم اور فادر پاشولا یہاں آ جائیں گے تو میں بھول کر بھی اس نغمے کو نہ گاتا"۔ جوزف نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ اب آگے کی سوچو۔ اپنا کام بتا کر زندہ رہنا چاہتے ہو یا پھر میں تمہیں بھینٹ چڑھانے کے لئے فادر پاشولا کے معبد میں لے جاؤں"۔ پالما نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کیا مصیبت ہے۔ یہ میں خواہ مخواہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ تم روح ہو اور میں روح کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ میں اپنی مدد کے لئے فادر جوشوا کو بھی پکار چکا ہوں مگر تمہاری موجودگی میں فادر جوشوا بھی میری بات نہیں سن رہا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں"۔ جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اپنا کام بتاؤ۔ جلدی کرو"۔ پالما نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو جوزف اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"ہونہہ۔ تم میرے لئے کیا کر سکتی ہو"۔ جوزف نے پالما کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ۔ جو تم کہو گے میں تمہارا ہر کام کر سکتی ہوں"۔ پالما

نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ اگر تم میرا کام نہ کر سکی تو"۔ جوزف نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں تمہارا کام نہ کر سکوں۔ تم بتاؤ۔ کیا چاہتے ہو تم"۔ پالما نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر بھی اگر ایسا ہو گیا تو"۔ اس بار جوزف نے مسکرا کر کہا۔ اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"اگر ایسا ہوا تو میں اسی وقت فنا ہو جاؤں گی۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ تم جو بھی کہو گے اسے ہر صورت میں پورا کروں گی ماسوائے اس کے کہ تم مجھے جانے کے لئے کہو یا فادر پاشولا کو نقصان پہنچانے کے لئے کچھ کہو۔ اگر تم نے ایسی کوئی بات کی تو میں اسے کسی بھی صورت پورا نہیں کروں گی"۔ پالما نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ میں ایسا کوئی کام نہیں بتاؤں گا جس سے تمہیں یا فادر پاشولا کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو"۔ جوزف نے کہا۔

"تو پھر بتاؤ۔ کیا ہے تمہارا پہلا کام"۔ پالما نے کہا۔

"میرے قدموں میں گر جاؤ۔ زمین پر اپنی ناک رگڑو اور زور زور سے کہو جوزف دی گریٹ عظیم ہے۔ فادر جوشوا عظیم وچ ڈاکٹروں کا وچ ڈاکٹر عظیم ہے۔ تمہیں ایک لاکھ مرتبہ ناک رگڑنی ہے اور یہی الفاظ دہرانے ہیں۔ بولو۔ کر سکتی ہو یہ کام"۔ جوزف نے اس کی

طرف زہریلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ایک
لمحے کے لئے پالملا کا رنگ بدل گیا تھا۔ وہ چند لمحے غضبناک نظروں
سے جوزف کو گھورتی رہی اور پھر اس نے سر جھٹک دیا۔

"ہاں۔ کر سکتی ہوں"۔ پالملا نے کہا اور اس کی بات سن کر
جوزف بری طرح اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا چلا
گیا۔ وہ جانتا تھا کہ پالملا فادر جوشوا کے مخالف فادر پاشولا کی پجارن
ہے جو سوائے فادر پاشولا کے کسی اور کے سامنے سر نہیں جھکا سکتی۔
اگر وہ اسے فادر جوشوا کی عظمت کے گن گانے کے لئے کہے گا تو ایسا
کرنا پالملا کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگا۔ وہ اس کی یہ خواہش
کبھی پوری نہیں کر سکے گی کیونکہ اس کے منہ سے فادر جوشوا کی
تعریف میں نکلے ہوئے الفاظ فادر پاشولا کبھی برداشت نہیں کر سکے گا
پالملا اپنے فادر پاشولا کی مخالفت میں کبھی نہیں جا سکتی تھی اس لئے
اس کا فنا ہونا یقینی امر تھا لیکن پالملا نے یہ کہہ کر جوزف کو حیران کر
دیا تھا کہ وہ یہ کام بھی کر سکتی ہے اور پھر واقعی پالملا جھک کر زمین پر
ناک رگڑنے لگی اور زور زور سے جوزف دی گریٹ عظیم ہے، فادر
جوشوا عظیم وچ ڈاکٹروں کا وچ ڈاکٹر ہے کہنے لگی تو جوزف بوکھلا کر
کئی قدم پیچھے ہٹ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پالملا کو دیکھنے لگا۔

"اوہ گاڈ۔ یہ بدبخت تو بری طرح ہاتھ دھو کر میرے سر ہو گئی
ہے۔ اب میں کیا کروں۔ اس پاگل بدروح سے کس طرح اپنی جان
بچاؤں"۔ جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار

پھر آنکھیں بند کر کے فادر جوشوا کو پکارا لیکن بے سود۔ نہ فادر جوشوا کا
چہرہ اس کے سامنے آیا اور نہ ہی اس کی کوئی آواز جوزف کو سنائی دی
تھی۔

"اوہ۔ مجھے باس کو فون کرنا چاہئے۔ وہی اس بدروح سے میرا
پیچھا چھڑوا سکتا ہے"۔ جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی
سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں آ کر اس نے جلدی
سے عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری
طرف مسلسل گھنٹی بج رہی تھی مگر عمران فون اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔

"اوہ باس۔ فار گاڈ سیک فون اٹھاؤ۔ میں بہت پریشان ہوں"۔
جوزف نے بے چینی اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن
دوسری طرف کوئی فون نہ اٹنڈ کر رہا تھا۔ جوزف نے جلدی سے
کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دانش منزل کے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار جلد ہی رابطہ مل گیا تھا۔

"ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی
مخصوص آواز سنائی دی۔

"جوزف بول رہا ہوں"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ جوزف میں طاہر بول رہا ہوں۔ کیا معاملہ ہے۔ کیوں فون
کیا ہے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جوزف کی آواز پہچان
اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"طاہر صاحب۔ باس کہاں ہیں۔ میں باس سے بات کرنا چاہتا

ہوں۔ ابھی اور اسی وقت"۔ جوزف نے کہا۔

"عمران صاحب یہاں نہیں ہیں۔ وہ اپنے فلیٹ میں ہوں گے یا پھر فاروقی ہسپتال گئے ہوں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہسپتال۔ کیوں۔ ہسپتال میں وہ کیوں گئے ہیں۔ سب خیریت تو ہے ناں"۔ ہسپتال کا نام سن کر جوزف نے چونک کر کہا تو بلیک زیرو نے اسے صفدر کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بری خبر ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"تم بتاؤ۔ تم عمران صاحب سے کیا کہنا چاہتے ہو اور تمہارا انداز اس قدر گھبرایا ہوا کیوں ہے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید جوزف کی پریشانی اور گھبراہٹ کو نوٹ کر لیا تھا۔

"کچھ نہیں۔ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ آپ باس سے کسی طرح میری بات کرا دیں۔ میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے"۔ جوزف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی عمران صاحب یہاں آئیں گے میں انہیں تمہارا پیغام دے دوں گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر باس سے آپ کی بات ہو تو ان سے کہنا کہ وہ اگر میری جان بچانا چاہتے ہیں تو جلد سے جلد رانا ہاؤس آ جائیں ورنہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جوزف دی گریٹ کو کھو دیں گے"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"ارے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ سب خیریت تو ہے ناں"۔

بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ خیریت ہی تو نہیں ہے۔ بس آپ میرا پیغام باس تک پہنچا دیں"۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کی بات سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ پریشانی کے عالم میں چند لمحے سوچتا رہا پھر تیز تیز چلتا ہوا باہر آ گیا جہاں پالملا بدستور زمین پر ناک رگڑ رہی تھی اور چیخ چیخ کر جوزف اور فادر جوشوا کے لئے تعریفی کلمات کہہ رہی تھی۔

"جب تک باس نہیں آ جاتا مجھے اس بدبخت کو اسی طرح الجھائے رکھنا ہو گا ورنہ یہ میرا ناطقہ بند کر دے گی"۔ جوزف نے غصیلی نظروں سے پالملا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیا۔ وہ پالملا کو اپنی اگلی خواہش بتانے کے لئے سوچ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ پالملا کو ایسا کون سا کام کرنے کے لئے کہے جو پالملا کسی بھی صورت پورا نہ کر سکے اور وہ فنا ہو جائے یا اس کام میں اسے اتنا وقت لگ جائے کہ اس دوران اس کے پاس عمران آ جائے یا کم از کم اس سے اس کی فون پر ہی بات ہو جائے۔ وہ پالملا کی طاقتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ اگر وہ پالملا سے کہتا کہ وہ آسمان پر جا کر اس کے لئے ستارے توڑ لائے تو وہ ایسا بھی کر سکتی تھی اس لئے جوزف اسے مشکل ترین کام بتانا چاہتا تھا لیکن اس کی سمجھ میں ایسا کوئی کام نہیں آ رہا تھا جو پالملا سرانجام نہ دے سکتی ہو۔

وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن جوزف کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی عمران آیا تھا اور نہ ہی اس کا فون یہاں تک کہ پالملا نے زمین پر ایک لاکھ مرتبہ ناک رگڑ لی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر وہ اچانک اپنی جگہ سے غائب ہو کر یکلخت جوزف کے قریب نمودار ہوئی۔ زمین پر ناک رگڑنے کی وجہ سے اس کی ناک گھسی تو نہیں تھی البتہ ناک اس قدر سرخ ہو رہی تھی جیسے آگ میں تپ کر لوہا سرخ ہو جاتا ہے۔ پالملا کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں جیسے جوزف نے اس کی ناک رگڑوا کر اور ناور جوشوا کی تعریف کرا کر اسے شدید برہم اور غضبناک کر دیا ہو۔

"جوزف۔ دوسرا کام بتاؤ"۔ پالملا نے جوزف کی جانب قہر بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"دوسرا کام"۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ دوسرا کام۔ بولو جلدی کرو۔ میں تمہارا دوسرا کام جاننے کے لئے زیادہ انتظار نہیں کر سکتی"۔ پالملا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کیا تم زمین کے گرد ستر ہزار چکر لگا سکتی ہو"۔ جوزف کو اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا۔

"ہاں۔ لگا سکتی ہوں"۔ پالملا نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے جاؤ اور زمین کے گرد ستر ہزار چکر پورے کرو۔ لیکن جانے سے پہلے تمہیں مجھے بتانا ہو گا کہ اس کام میں تمہیں کتنا وقت لگے گا اور یہ کہ مجھے اس حقیقت کا پتہ کیسے چلے گا کہ تم نے

پورے ستر ہزار چکر لگائے ہیں۔ نہ ایک کم نہ ایک زیادہ"۔ جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اس کام میں مجھے تمہاری دنیا کے حساب سے دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔ دوسری بات کا جواب نہایت سیدھا اور آسان ہے۔ اگر میں کم چکر لگا کر واپس آ گئی تو میں اسی وقت فنا ہو جاؤں گی اور بس"۔ پالملا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ"۔ جوزف نے سر جھٹک کر کہا اور اسی لمحے اچانک پالملا ہوا میں تحلیل ہوئی اور جوزف نے تیز زناٹے دار آواز سنی جو سیدھی آسمان کی جانب بلند ہوتی چلی گئی تھی۔

"اوہ۔ دو گھنٹوں کے لئے ہی سہی کم از کم اس بدبخت بدروح سے میری جان تو چھوٹی۔ اب مجھے جلد سے جلد باس کے پاس جانا چاہئے ورنہ یہ بدروح مسلسل میرے لئے دردِ سر بنی رہے گی"۔ جوزف نے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کو سٹارٹ کر کے ریورس کیا اور گیٹ کے قریب آ گیا۔ کار سے نکل کر اس نے گیٹ کھولا اور دوبارہ کار میں آ بیٹھا اور کار گیٹ سے باہر لے آیا۔ اس نے سڑک پر کار روکی اور پھر تیزی سے اندر چلا گیا۔ سب سے پہلے اس نے گیٹ بند کیا اور پھر بھاگتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف چلا گیا۔ اس نے جلدی جلدی رانا ہاؤس کا خودکار حفاظتی سسٹم آن کیا اور پھر تیزی سے باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے

وہ فاروقی ہسپتال کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے بتا دیا تھا کہ صفدر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور عمران لازماً وہیں ہو گا اس لئے جوزف نے از خود عمران کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا اور پھر تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کار فاروقی ہسپتال کے احاطے میں داخل ہوئی۔ اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور پھر کار سے اتر کر فاروقی ہسپتال کے داخلی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

فاروقی ہسپتال کی وسیع و عریض اور شاندار کوریڈورز میں گھومتا ہوا وہ اس طرف آ گیا جہاں جولیا اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے۔ سامنے ایک بڑے کمرے کا دروازہ تھا جس پر ایس او ٹی سپیشل آپریشن تھیٹر لکھا ہوا تھا۔ دروازہ بند تھا اور اس پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"اوہ۔ جوزف تم۔ تم اکیلے آئے ہو۔ عمران کہاں ہے"۔ جولیا نے اسے دیکھ کر تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ باقی ممبر بھی چونک کر جوزف کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"باس یہاں نہیں آئے۔ میں تو باس سے یہاں ملنے کے لئے آیا ہوں"۔ جولیا کی بات سن کر جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ وہ یہاں نہیں آیا۔ ہم بھی اس کا انتظار کر رہے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"مگر مجھے تو بتایا گیا تھا کہ باس فاروقی ہسپتال میں جانے کے لئے نکل گئے ہیں۔ پھر وہ اب تک یہاں پہنچے کیوں نہیں۔ انہیں تو مجھ

سے پہلے یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا"۔ جوزف نے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔ شاید وہ عمران کو وہاں نہ پا کر مایوس ہو گیا تھا۔

"تمہیں کس نے بتایا تھا کہ عمران یہاں آنے والا ہے"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کے چیف نے بتایا تھا۔ میں نے کئی بار باس کو فلیٹ میں فون کیا مگر جب رابطہ نہ ہو سکا تو میں نے آپ کے چیف سے بات کی تھی"۔ جوزف نے کہا۔

"مس جولیا۔ اگر آپ کہیں تو میں عمران صاحب کو واچ ٹرانسمیٹر پر کال کروں"۔ خاور نے آگے بڑھ کر جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم رکو۔ میں دیکھتی ہوں۔ مجھے تو اس بات کا خیال ہی نہیں رہا"۔ جولیا نے بے اختیار چونک کر کہا۔ وہ عمران کو واچ ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کے لئے واش روم کی طرف جانے ہی لگی تھی کہ اسے اچانک راہداری میں عمران آتا دکھائی دیا تو وہ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ عمران کا چہرہ ستا ہوا تھا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا آ رہا تھا۔ دوسرے ممبر اور جوزف بھی عمران کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"تم کہاں رہ گئے تھے عمران"۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ وہ جولیا کے قریب آ کر رکا اور اس نے ایک نظر

جولیا اور پھر باری باری جوزف اور دوسرے ممبروں کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو"۔ جولیا نے اس کے سپاٹ چہرے کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ آگے بڑھا اور جولیا کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔

"عمران۔ کہاں جا رہے ہو۔ میری بات تو سنو"۔ جولیا نے عمران کو اس طرح لاتعلق ہو کر گزرتے دیکھ کر کہا مگر عمران جیسے جولیا کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔ وہ ایس او ٹی کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب"۔ دوسرے ممبروں نے عمران کو مخاطب کرنے کی کوشش کی لیکن عمران تیزی سے ایس او ٹی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انہیں بالکل نہ جانتا ہو۔ البتہ جوزف بت بنا کھڑا حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے نہ عمران کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تھی اور نہ ہی اس نے عمران کو آواز دی تھی۔ جولیا اسے اس طرح لاتعلق دیکھ کر غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔ عمران جیسے ہی آپریشن روم کے دروازے کے قریب پہنچا اسی لمحے دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب بجھ گیا اور ساتھ ہی دروازہ کھلا تو ڈاکٹر فاروقی باہر آ گئے۔

"ارے عمران صاحب آپ"۔ عمران کو دیکھ کر ڈاکٹر فاروقی نے چونکتے ہوئے کہا۔ انہیں دیکھ کر جولیا اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر تیزی سے ان کی طرف بڑھ آئے تھے۔

"صفدر کی حالت اب کیسی ہے"۔ عمران نے ڈاکٹر فاروقی سے

مخاطب ہو کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس کی حالت ابھی خراب ہے عمران صاحب۔ کئی فریکچر ہوئے ہیں۔ میں نے آپریشن تو کر دیا ہے لیکن ابھی اس کی حالت سیریس ہے۔ اسے انڈر آبزرویشن رکھا جا رہا ہے۔ اگلے چوبیس گھنٹوں تک کچھ نہیں کہا جا سکتا"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو تمام ممبران کے چہرے دھواں دھواں ہو گئے۔

"کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں"۔ عمران نے بغیر کسی تاثر کے کہا۔

"لیکن عمران صاحب"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کچھ کہنا چاہا۔

"صرف ایک منٹ ڈاکٹر۔ میں اسے صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں آپ کو تو اجازت دے سکتا ہوں مگر سب کو نہیں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔ عمران نے سر ہلایا اور وہ تیزی سے اندر چلا گیا۔ ڈاکٹر فاروقی بھی اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

"یہ عمران صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کا انداز تو ایسا تھا جیسے وہ ہمیں پہچانتے ہی نہ ہوں"۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کوئی بات نہیں"۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ عمران صاحب کو صفدر کی حالت پر تشویش ہے اس لئے تو وہ سیدھے آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھ گئے تھے"۔ نعمانی نے جلدی سے عمران کے حق میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ ان کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی ورنہ عمران صاحب اور کبھی سنجیدہ نظر آ جائیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ شاید صفدر کے ایکسیڈنٹ نے انہیں سنجیدہ ہونے پر مجبور کیا ہے"۔ نعمانی نے بھی خاور کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور دوسرے ممبران کچھ کہتے اچانک آپریشن تھیٹر سے تیز چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک اٹھے۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب ۔ آپ اسے کہاں لے جا رہے ہیں ۔ میری بات سنیں عمران صاحب ۔ عمران صاحب پلیز"۔ آپریشن تھیٹر سے اچانک ڈاکٹر فاروقی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔ اب تو جولیا اور دوسرے ممبروں سے نہ رہا جا سکا ۔ وہ تیزی سے آپریشن روم کی طرف لپکے ۔ اسی لمحے دروازے پر عمران نمودار ہوا۔ اسے دیکھ کر تمام ممبران بری طرح اچھل پڑے کیونکہ عمران کے کاندھوں پر سفید پٹیوں میں لپٹا ہوا صفدر لدا ہوا تھا ۔ اس کے ایک ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل تھا ۔ اس کا چہرہ پہلے کی طرح سپاٹ اور ہر قسم کے جذبات سے عاری نظر آ رہا تھا ۔ عمران صفدر کو اٹھائے تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

"عمران ۔ یہ ۔ یہ ۔ تم صفدر کو اس حالت میں کہاں لے جا رہے ہو"۔ جولیا نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خبردار ۔ میرے راستے سے ہٹ جاؤ ورنہ میں تم سب کو ہلاک

کر دوں گا"۔ عمران کے حلق سے غراہٹ نما آواز نکلی تو تمام ساتھیوں کے چہرے حیرت زدہ ہو گئے ۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر یوں ساکت ہو گئے تھے جیسے کسی نے ان پر سحر پھونک دیا ہو اور زمین نے ان کے پیر پکڑ لئے ہوں ۔ اسی لمحے عمران نے جولیا کو ایک طرف دھکیلا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے صفدر کو لے کر بھاگتا چلا گیا ۔ جوزف بھی اپنی جگہ ساکت کھڑا عمران کی بدلی ہوئی کیفیت کو دیکھ رہا تھا ۔ اسی لمحے آپریشن روم سے انتہائی زخمی حالت میں ڈاکٹر فاروقی نکل کر باہر آ گئے۔

"عمران کو پکڑو ۔ وہ زبردستی صفدر کو اٹھا کر لے گیا ہے ۔ صفدر کی حالت انتہائی سیریس ہے ۔ اگر عمران اسے اسی طرح اٹھائے دوڑتا رہا تو صفدر کو شدید جھٹکے لگیں گے اور ان جھٹکوں سے اس کی جان بھی جا سکتی ہے"۔ ڈاکٹر فاروقی نے چیختے ہوئے کہا تو بت بنے تمام ممبران کو جیسے ہوش آ گیا ۔ انہوں نے ڈاکٹر فاروقی کو دیکھا جو یہ سب کچھ کر دھڑام سے گر پڑے تھے اور ان کے کپڑے خون سے سرخ ہو رہے تھے ۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی ڈاکٹروں اور نرسوں پر فائرنگ کر دی ہو اور وہاں خون کی ہولی کھیل کر وہ صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں لے اڑا تھا ۔ انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو عمران صفدر کو اٹھائے راہداری میں مڑتا نظر آیا ۔ جولیا اور باقی ساتھی بجلی کی سی تیزی سے عمران کے پیچھے بھاگے لیکن اتنی دیر میں عمران موڑ کاٹ چکا تھا ۔ وہ بھاگتے ہوئے

مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ہسپتال سے باہر آ گئے لیکن انہیں عمران کہیں دکھائی نہ دیا۔ البتہ انہوں نے عمران کی سپورٹس کار دیکھی تھی جو ہسپتال کے مین گیٹ سے دائیں طرف سڑک کی طرف مڑ رہی تھی۔

"وہ صفدر کو لے گیا ہے۔ پکڑو اسے"۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب پارکنگ میں موجود اپنی کاروں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ دوسرے ہی لمحے ان کی کاریں گیٹ سے نکل کر اس طرف مڑ گئیں جس طرف انہوں نے عمران کی کار مڑتے دیکھی تھی۔ اسی لمحے ہسپتال سے جوزف بھی نکل کر باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ حیرت اور شدید پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا مگر اس وقت تک عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں سے جا چکے تھے۔

"باس۔ وہ باس نہیں تھا۔ باس کے روپ میں شالا تاکا کی بدروح یہاں آئی تھی۔ ہاں شالا تاکا کی بدروح تھی جو باس کا روپ دھار کر صفدر کو یہاں سے لے گئی ہے"۔ جوزف کے منہ سے کھوئے کھوئے سے لہجے میں نکلا۔ شالا تاکا کی بدروح کا خیال آتے ہی اس کے سارے جسم میں یکلخت سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئی تھیں۔ وہ چند لمحے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتا رہا پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اپنی کار میں رانا ہاؤس کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو اپنے فلیٹ میں ہی موجود پایا تھا۔ وہ اسی طرح فرش پر گرا پڑا تھا۔ ہوش میں آتے ہی سابقہ منظر کسی فلم کی طرح اس کے ذہن میں آ گیا تھا جب شاری اسے خوفناک دھمکیاں دیتی ہوئی وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ پھر تیز بدبو کے بھبکے نے عمران کو بے ہوشی کی وادیوں میں دھکیل دیا تھا۔

ہوش میں آتے ہی عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں شاری کے الفاظ ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔ شاری نے کہا تھا کہ اس نے قدیم جادو کی کتاب جوشکا جادو کا منتر پڑھ لیا تھا جس کی وجہ سے اس پر سے روشنی کی قوتوں کے سائے ہٹائے گئے تھے۔ اب وہ مکمل طور پر شیطانی چکروں میں الجھایا گیا تھا۔ شاری اس کے ذہن پر قبضہ کر چکی تھی۔ جوشکا جادو کے منتر کی وجہ سے وہ عمران کو ہلاک تو نہیں

کر سکتی تھی لیکن وہ عمران کو واقعی عجیب اور خوفناک عذابوں سے
دوچار ضرور کر سکتی تھی۔

وہ عمران کے ذہن پر قبضہ کر کے اسے سروسز ہسپتال لے جانے
میں کامیاب ہو گئی تھی جہاں عمران کو سر عبدالرحمان اور ثریا ملے
تھے لیکن وہاں حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ سب کچھ
شاری نے ہی اس کے ذہن میں پیدا کیا تھا۔ پھر شاری اسے
پہاڑیوں میں لے گئی تھی جہاں کی کار خود بخود چل کر کھائی میں جا
گری تھی۔ اس کے بعد صفدر کا ملنا اور پھر صفدر کی کار کا ایکسیڈنٹ
ہونا جس میں عمران کا بچ نکلنا اور صفدر کا انتہائی مخدوش حالت میں
پہنچ جانا شامل تھا۔

شاری نے عمران کو سیاہ کتاب کے حوالے سے جو کچھ بتایا تھا وہ
عمران کو ہلا دینے کے لئے کافی تھا۔ عمران یہ جان کر ہی لرز اٹھا تھا
کہ اس نے انجانے میں ہی سہی لیکن سیاہ کتاب کے شیطانی منتر پڑھ
لئے تھے۔ اب وہ کتاب اس کے نام لگ چکی تھی جس سے چھٹکارا
حاصل کرنا اس کے لئے ناممکن تھا۔ اگر عمران اس کتاب سے
چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ شیطانی
کتاب کے آخری صفحے پر لکھے آخری منتر کو بھی پڑھے۔ ایسا کرنے سے
اسے شیطانی کتاب سے تو چھٹکارا مل سکتا تھا لیکن اس غلط جادو کے اثر
کی وجہ سے وہ اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔

عمران کو اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی لیکن اب جبکہ وہ شیطانی

کتاب کی اصلیت جان چکا تھا اس لئے وہ اس کتاب کے شیطانی الفاظ
کیسے پڑھ سکتا تھا اس لئے عمران نے شاری سے صاف صاف انکار کر
دیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ شیطانی الفاظ کبھی نہیں پڑھے گا جس پر
شاری اسے خوفناک نتائج کی دھمکیاں دیتی ہوئی وہاں سے غائب ہو
گئی تھی اور جاتے جاتے عمران کو بے ہوش کر گئی تھی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ شاری نے اسے جاتے جاتے بے ہوش
کیوں کیا تھا۔ اگر اسے عمران کو کوئی نقصان ہی پہنچانا تھا تو بے
ہوشی کے عالم میں وہ اسے کہیں بھی اٹھا کر لے جا سکتی تھی۔ پھر اس
کا اس فلیٹ میں ہی بے ہوش کر کے چھوڑ جانے کا کیا مقصد ہو سکتا
تھا۔ وہ جوں جوں سوچتا جا رہا تھا مزید الجھتا جا رہا تھا۔ پھر وہ زور سے
سر جھٹک کر شاری کی باتیں ذہن سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔
اسی لمحے اس کی نظر میز پر پڑی ہوئی سیاہ کتاب پر پڑی۔ کتاب کو
دیکھتے ہی اس کے چہرے پر نفرت انگیز کھچاؤ آ گیا۔ وہ تیزی سے آگے
بڑھا اور اس نے کتاب اٹھا لی۔

"ہونہہ۔ یہی کتاب سارے فساد کی جڑ ہے۔ جب تک میں اسے
ضائع نہیں کر دیتا بدبخت شاری کی بدروح میرے لئے واقعی عذاب
بنی رہے گی"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ کتاب لے کر
تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے
کتاب کو چولہے پر رکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ اگر بٹن آن ہوتے
ہی گیس نے آگ پکڑ لی تھی اور چولہا جل اٹھا تھا۔ عمران نے ل

گیس کھول دی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے کتاب برق طرح سے آگ کی لپٹ میں آگئی اور اس کی جلد کے چمڑے سرخ ہوتے چلے گئے اور پھر عمران نے کتاب کے پتوں میں آگ لگتے دیکھی تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ لوہے کے چمڑے خود بخود کھل گئے تھے اور ان چمڑوں میں لگے ہوئے پتے جل کر سیاہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔

"ہونہہ۔ شاری کہتی تھی کہ میں اس کتاب کو کسی طرح بھی ضائع نہیں کر سکوں گا"۔ عمران نے آگ میں جلتے ہوئے پتوں کو دیکھ کر نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جھک کی آواز سنائی دی اور کتاب لوہے کے چمڑوں سمیت جل کر راکھ ہو گئی۔ جب کتاب پوری طرح جل کر راکھ ہو گئی تو عمران نے چولہا بند کر دیا اور پھر برنر پر پڑی ہوئی کتاب کی راکھ کو جھٹک کر اس نے چولہے کی ٹرے میں گرایا اور اس ٹرے کو چولہے سے نکال لیا۔ عمران راکھ بھری ٹرے لے کر کچن سے نکل آیا اور واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے راکھ کو کموڈ میں گرایا اور پھر کموڈ میں کھلا پانی چھوڑ دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے راکھ کموڈ میں غائب ہو گئی۔ تب عمران واش روم سے باہر آگیا اور واپس کچن میں آکر اس نے خالی ٹرے کو چولہے کے نیچے ایڈجسٹ کر دیا۔

"خس کم جہاں پاک"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچن سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر سامنے میز پر پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ

جس شیطانی کتاب کو جلا کر اس کی راکھ کو کموڈ میں بہا کر آیا تھا بالکل ویسی ہی کتاب اس کی میز پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کی جلد لوہے کے چمڑوں کی اور اس میں لگے خشک براؤن پتے ویسے ہی نظر آ رہے تھے جیسے اصلی کتاب کے تھے۔

"اوہ۔ یہ کتاب۔ مگر۔ میں نے تو ابھی ابھی اس کتاب کو جلایا تھا پھر یہ یہاں"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ وہ تیزی سے کتاب کی طرف جھپٹا اور کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ یہ وہی کتاب تھی جس پر گرد بھی موجود تھی اور عمران اس کتاب کو یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے کتاب اس کا منہ چڑا رہی ہو۔ عمران کے چہرے پر ایک بار پھر غصہ نظر آنے لگا۔ اس نے نفرت زدہ انداز میں کتاب کو کھولا اور اس کے پتوں کو توڑنے اور کتاب کو پھاڑنے کی کوشش کرنے لگا لیکن کتاب کے معمولی خشک نظر آنے والے پتے اس قدر سخت ہو گئے تھے کہ انہیں توڑنا اور پھاڑنا تو ایک طرف عمران اس کے سرے بھی موڑنے میں ناکام رہا تھا۔ عمران نے غصے سے کتاب بند کی اور کمرے کی شمالی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک کھڑکی تھی۔ یہ کھڑکی عمارت کے عقب میں کھلتی تھی جہاں ایک چھوٹی سی [illegible] بنی ہوئی تھی لیکن لوگ اس طرف سے آنے جانے کی بجائے اس [illegible] اس کا کاغذ پھاڑ اور [illegible] کر کے پھینکتے تھے۔ جسے ایک دو روز بعد یہ نسپل کارپوریشن والے اٹھا کر لے جاتے تھے۔ عمران نے اس کھڑکی سے باہر جھانکا اور پھر

کتاب کو اس نے زور سے نیچے موجود گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا اور ساتھ ہی اس نے کھڑکی بند کر دی۔ لیکن وہ کھڑکی بند کر کے پلٹا ہی تھا کہ اس کی آنکھیں جیسے سرچ لائٹیں کی طرح گھوم کر رہ گئیں۔ شیطانی کتاب اسی طرح میز پر نظر آ رہی تھی جیسے عمران نے اس کتاب کو وہاں سے اٹھا کر کوڑے کرکٹ پر پھینکنے کی بجائے کسی اور کتاب کو پھینک دیا ہو۔

"ہونہہ۔ یہ شیطانی کتاب تو واقعی میرے لئے عذاب بنتی جا رہی ہے"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ چند لمحے وہ پریشانی کے عالم میں کتاب کو گھورتا رہا اور پھر وہ سر جھٹک کر ایک کرسی پر آ بیٹھا۔

"لگتا ہے جب تک مجھے مقدس کلام اور مقدس نام یاد نہیں آئیں گے میں اس شیطانی کتاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کچھ سوچ کر آنکھیں بند کیں اور اپنے ذہن کے خیالات کو یکجا کرنے لگا۔ اس نے اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ذہن کو نقطہ پر مرکوز کرتا اچانک کال بیل بج اٹھی اور پھر بجتی ہی چلی گئی کال بیل کی آواز کی وجہ سے عمران کے ذہن میں چھناکا سا ہوا اور پھر اس کے خیالات بکھرتے چلے گئے۔

"کون آگیا ہے اس وقت"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کال بیل مسلسل بج رہی تھی جیسے کال بیل بجانے والے کی

انگلی بٹن سے چپک گئی ہو۔ عمران کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار ابھر آئے تھے۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے وہ کال بیل بجانے والے کو گولی ہی مار دے گا۔ عمران نے چٹخنی گرائی اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر جولیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ جولیا اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کے چہرے غصے سے بگڑے ہوئے تھے اور وہ سب عمران کی جانب نہایت غصیلی نظروں سے گھور رہے تھے۔

"ارے۔ مسماۃ جولیانا اتنے سارے باراتیوں سمیت"۔ عمران نے جولیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو دیکھ کر خود کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا نے اسے اندر دھکیلا اور پھر وہ سب تیزی سے اندر آ گئے۔

"ارے۔ ارے۔ یہ زبردستی۔ کیا بات ہے۔ کیا تم غنڈہ گردی سے دولہے کو زبردستی اغوا کرنے آئی ہو"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ میں یہاں تمہاری بکواس سننے نہیں آئی"۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم یہاں تنویر کی بکواس مجھے سنانے آئی ہو"۔ عمران نے برجستہ کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میرے منہ نہ لگنا ورنہ میں تمہیں گولی مار

دوں گا۔" تنویر نے غرا کر کہا اور پھر اس نے اچانک جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"عمران۔ صفدر کہاں ہے"۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا جولیا نے عمران کی جانب تیز اور غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میری جیب میں ہے"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ ایسے نہیں بتائے گا۔ تنویر۔ دروازہ بند کر دو اور تم سب فلیٹ میں پھیل جاؤ۔ یہ صفدر کو ہمارے سامنے فلیٹ میں لایا تھا۔ وہ یہیں کہیں ہو گا"۔ جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا جبکہ تنویر نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور دوسرے ساتھی تیزی سے ادھر ادھر پھیل گئے۔

"رک جاؤ۔ خبردار اگر کسی نے اندر جانے کی کوشش کی"۔ اچانک عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ سب ٹھٹھک کر رک گئے۔ عمران کے چہرے پر یکلخت تناؤ سا آ گیا تھا اور وہ ان کی جانب انتہائی غضبناک نظروں سے گھور رہا تھا۔ اسے واقعی جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے اس بدلے ہوئے انداز پر غصہ آ گیا تھا جسے وہ کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"تو پھر بتاؤ تم صفدر کو یہاں کیوں لائے ہو اور وہ کہاں ہے"۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں صفدر کو یہاں لایا ہوں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ صفدر فاروقی ہسپتال میں ہے۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا"۔ عمران نے

جلدی سے کہا۔

"ہم بھی جانتے ہیں۔ صفدر کی حالت انتہائی تشویش ناک تھی۔ ڈاکٹر فاروقی پچھلے دو گھنٹوں سے صفدر کا آپریشن کر رہے تھے اور ہم آپریشن روم کے باہر تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ پھر وہاں جوزف بھی آ گیا۔ اس نے بتایا کہ تم بھی اسی طرف آ رہے ہو اور پھر تم وہاں آ گئے۔ تم نے میری اور اپنے کسی ساتھی کی بات نہ سنی اور سیدھے آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس وقت تمہارا انداز ایسا تھا جیسے ہم سب تمہارے لئے اجنبی ہوں۔ تم جیسے ہی آپریشن روم کے قریب پہنچے اسی وقت آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر فاروقی باہر آ گئے۔ تم نے ڈاکٹر فاروقی سے کہا کہ تم ایک نظر صفدر کو دیکھنا چاہتے ہو تو ڈاکٹر فاروقی تمہیں اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ ہم باہر ہی کھڑے تھے کہ اچانک اندر سے تیز شور کی آواز سنائی دی اور پھر تم پٹیوں میں لپٹے ہوئے صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں کاندھوں پر اٹھائے باہر آ گئے۔ تمہارے ہاتھ میں پسٹل بھی تھا۔ تمہاری اس حرکت پر اور زخمی صفدر کو تمہارے کاندھوں پر لدے دیکھ کر ہم ساکت ہو گئے تھے۔ میں نے تمہیں روکنے کی کوشش کی مگر تم نے مجھے ایک طرف دھکیلا اور صفدر کو لے کر چلے گئے۔ جب ہمیں ہوش آیا تو ہم تمہارے پیچھے بھاگ پڑے۔ تم صفدر کو اپنی سپورٹس کار میں لے کر ہسپتال سے نکل رہے تھے۔ ہم نے تمہارا تعاقب کیا۔ تم صفدر کو لے کر اپنے فلیٹ کی طرف آئے تھے۔ جب ہم فلیٹ کے قریب پہنچے

تو تم صفدر کو لے کر فلیٹ میں داخل ہو رہے تھے۔ ہم فوری طور پر اوپر آگئے۔ صفدر کی جو حالت تھی اس کا ہلنا بھی اس کے لئے موت کا باعث تھا اور تم اس حال میں اسے اٹھا لاؤ گے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ بتاؤ۔ تم نے یہ سب کیوں کیا۔ اس سارے کھیل کے پیچھے تمہارا کیا مقصد تھا"۔ جولیا نے اسے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا غصے سے اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور اس کی باتیں سن کر عمران کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگ گیا تھا۔ اس پر واقعی سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ جو کچھ جولیا بتا رہی تھی اس کے بارے میں عمران کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ تو یہاں فلیٹ میں بے ہوش پڑا تھا اور جولیا کہہ رہی تھی کہ اس نے فاروقی ہسپتال میں ڈاکٹر فاروقی اور دوسرے ڈاکٹروں کو گولیاں مار کر ان کی نظروں کے سامنے صفدر کو مخدوش حالت میں اغوا کیا تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا۔ وہ بھلا بے ہوشی کے عالم میں یہ سب کیسے کر سکتا تھا۔

"دیکھو۔ کہاں ہے صفدر"۔ جولیا نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو انہوں نے عمران کی جانب دیکھنا شروع کر دیا جو ایک طرف لاتعلق سا کھڑا تھا۔

"میری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ اپنی ڈپٹی چیف کے حکم کی تعمیل کرو"۔ عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے فلیٹ میں پھیل گئے۔

"آخر تم نے یہ سب کیوں کیا ہے عمران۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو"۔ جولیا نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

"میرے پاس تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں ہے"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ عمران کے اس انداز نے جیسے اس کی رگ رگ میں آگ سی بھر دی ہو۔

"تو پھر سن لو عمران۔ اگر صفدر کو کچھ ہو گیا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گی"۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے تنویر دوسرے کمرے سے نکل کر باہر آگیا۔

"مس جولیا۔ مس جولیا۔ صفدر"۔ تنویر کے منہ سے بوکھلاہٹ زدہ آواز نکلی۔ اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ عمران بھی چونک پڑا تھا۔

"کیا ہوا۔ کہاں ہے صفدر۔ کیا وہ اندر ہے"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ عمران کے کمرے کی شمالی دیوار کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے میں نے اس کھڑکی سے باہر جھانکا تو عمارت کے عقب میں مجھے ایک جگہ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر نظر آیا"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"کوڑے کا ڈھیر۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تمہیں صفدر کو ڈھونڈنے کے لئے کہا تھا یا کوڑے کا ڈھیر دیکھنے کے لئے"۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"صفدر اس کوڑے کے ڈھیر پر پڑا ہے مس جولیا۔ شاید عمران

نے اسے کھڑکی سے باہر کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا ہے"۔ تنویر نے جلدی سے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی اچھل پڑا۔ عمران کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل گئی تھیں۔ تنویر کی بات سنتے ہی جولیا تیزی سے اندر کی طرف بھاگی۔ تنویر بھی اس کے پیچھے تھا۔

"صفدر کوڑے کے ڈھیر پر۔ کیا مطلب"۔ عمران نے حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے اندر کی طرف لپکا لیکن اسی لمحے ایک آواز نے اس کے پیر جکڑ لئے۔

"ہیلو مسٹر عمران"۔ یہ آواز شاری کی تھی۔ عمران تیزی سے پلٹا اور پھر وہ اپنے سامنے شاری کو دیکھ کر ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا۔ شاری اس سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی اس کی طرف دیکھ کر انتہائی زہریلے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"تم"۔ عمران نے اس کی طرف خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور اس کے ساتھی چیختے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔ شاری وہاں موجود تھی اور انہیں کمروں سے باہر نکلتے دیکھ کر عمران حقیقتاً بری طرح سے بوکھلا گیا تھا جیسے وہ چور ہو اور وہ رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے خوف سے ڈر گیا ہو۔

جوزف آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑاتا ہوا رانا ہاؤس پہنچا تھا۔ کار پورچ میں کھڑی کر کے وہ تیزی سے کار سے نکلا اور پھر نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جوزف بول رہا ہوں"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ جوزف خیریت۔ عمران صاحب نہیں ملے تمہیں"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جوزف کی آواز سن کر اصل لہجے میں کہا۔

"ہاں تو نہیں البتہ میں نے باس کا بھوت دیکھا ہے طاہر صاحب"۔ جوزف نے کہا۔

"باس کا بھوت۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھری آواز میں کہا تو جواب میں جوزف نے فاروقی اسپتال میں پیش آنے والے سارے واقعے کی تفصیل بتا دی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عمران صاحب ڈاکٹر فاروقی کو گولیاں مار کر زخمی صفدر کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ مگر کیوں"۔ بلیک زیرو نے حیرت کی شدت سے کہا جیسے اسے جوزف کی بات پر یقین ہی نہ آیا ہو۔

"وہ باس نہیں تھا طاہر صاحب۔ وہ شالا ناکا کی بدروح تھی۔ کالے جنگلوں کے کالے کھنڈرات میں موجود غلیظ جوہڑ کی بدروح جو ہر انسان کا روپ دھارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ بدروح باس کا روپ دھار کر اسپتال میں آئی تھی اور"۔ جوزف نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے تم نے پھر سے شراب پینا شروع کر دی ہے جو تم ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید جوزف کی فرسودہ اور بے معنی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"میں جانتا تھا آپ میری باتوں پر یقین نہیں کریں گے۔ لیکن طاہر صاحب یہ سچ ہے۔ شالا ناکا کی بدروح جسے ہماری افریقی زبان میں جگارا کہا جاتا ہے باس کے روپ میں تھی اور فاروقی اسپتال میں ایک نہیں بلکہ کئی جگارے تھے۔ ان میں سے ایک جگارا باس کے

روپ میں تھا دوسرا صفدر کے روپ میں جسے باس وہاں سے اٹھا کر لے گیا تھا اور تیسرا جگارا ڈاکٹر فاروقی کے روپ میں تھا جو شدید زخمی حالت میں تمام ممبران کے سامنے آیا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا تھا کہ عمران صفدر کو اٹھا کر لے جا رہا ہے اسے پکڑو۔ اسی طرح آپریشن روم میں بھی کئی جگارے تھے جسے باس کے روپ میں موجود جگارے نے ایک جگارے کو گولیاں ماری تھیں"۔ جوزف نے کہا۔

"جوزف۔ لگتا ہے تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔ کبھی تم کچھ کہہ رہے ہو کبھی کچھ۔ اب یہ کئی جگاروں والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ دوسری طرف سے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ باس کی زندگی خطرے میں ہے شدید خطرے میں"۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب کی جان خطرے میں ہے۔ کیا مطلب"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"اگر آپ باس کی زندگی چاہتے ہیں تو سب کام چھوڑ کر میرے پاس آ جائیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا"۔ جوزف نے بے زاری سے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔ جگارے یہاں باس کے روپ میں گھوم رہے ہیں اور طاہر صاحب کو میری باتیں ہی سمجھ میں نہیں آ رہیں"۔ جوزف نے

بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ میں آ گئی ہوں۔ باہر آؤ"۔ اچانک باہر سے پالما کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو جوزف یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ہونہہ۔ ایک طرف باس کی جان خطرے میں ہے دوسری طرف یہ بدروح میرے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ انتظام کرنا ہی پڑے گا"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ کچھ سوچ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر صحن میں پہنچ گیا جہاں پالما کھڑی نظر آ رہی تھی۔

"میں نے تمہارا دوسرا کام بھی کر دیا ہے جوزف"۔ پالما نے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے پورے ستر ہزار چکر لگا لئے ہوں گے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اپنی تیسری ضرورت بتاؤں میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں"۔ جوزف نے اس کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ پوچھو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا سکتی ہوں"۔ پالما نے کہا۔

"میں نے یہاں جگارے دیکھے ہیں۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ یہ جگارے یہاں کیوں اور کیسے آئے ہیں"۔ جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جگارے۔ تمہارا مطلب ہے شالا ناکا کی بدروحیں"۔ پالما نے

چونک کر پوچھا۔

"ہاں"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں"۔ پالما نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کیں اور اپنے جسم کو زور سے دائیں طرف گھمایا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا جسم پھرکی کی طرح گھومنے لگا۔ وہ نہایت تیزی سے گھوم رہی تھی۔ اس کے گھومنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ جوزف کی اس پر نگاہ نہ ٹھہر رہی تھی۔ پالما چند لمحے اسی طرح تیز رفتاری سے گھومتی رہی اور پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس کا رخ جوزف کی طرف تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ البتہ وہ دائیں بائیں اس انداز میں ہل رہی تھی جیسے اس نے شراب کا پورا ڈرم پی لیا ہو اور اس کے نشے سے وہ ڈگمگا رہی ہو۔

"پالما"۔ جوزف نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پالما نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں پہلے سے ہی سرخ تھیں مگر اب اس کی آنکھوں کی سرخی اس حد تک بڑھ گئی تھی جیسے خون کے لوتھڑے ہوں۔

"جگاروں کو یہاں تاریکیوں کی بدروح سلاگی نے بلایا ہے۔ سلاگی بدروح جو تاریکی کی دنیا میں شاری کہلاتی ہے"۔ پالما نے اچانک کہا اور اس کی بات سن کر جوزف بری طرح چونک پڑا۔

"شاری۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے سفید بالوں والی بدروح جو زندہ انسانوں کو ہلاک کر کے ان کے جسموں میں گھس کر خود کو

زندہ کر لیتی ہے"۔ جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں"۔ پالما نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن شماری یہاں کیا کر رہی ہے اور اس نے جگاروں کو یہاں کیوں بلایا ہے"۔ جوزف نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

"شماری یہاں قدیم جوشکا جادو کی ایک شیطانی کتاب کو حاصل کرنے آئی ہے جس میں جوشکا جادو کے منتر لکھے ہوئے ہیں"۔ پالما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوشکا جادو۔ یہ جوشکا جادو کیا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"جوشکا جادو ایک قدیم دور کا جادو ہے جو کالی دیوی کے زیر اثر ہے اس جادو کی مدد سے شیطانی بدروحوں کو ایک جگہ جمع کیا جا سکتا تھا اور یہ بدروحیں اس جادو کی وجہ سے انسانی دماغ پر قبضہ کر سکتی ہیں انسانی جسم میں حلول ہو سکتی ہیں۔ ان شیطانی بدروح رکھنے والے انسانوں کے جسموں میں اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ ان پر دنیا کا کوئی ہتھیار اثر نہیں کر سکتا۔ وہ جہاں چاہے آسانی سے آجا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ان شیطانی بدروح رکھنے والے انسان کے پاس اس قدر قوتیں آجاتی تھیں کہ وہ ایک ہزار انسانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا تھا۔ سینکڑوں سال پہلے جب جوشکا جادو کا وجود تھا اس دور میں جوشکا جادو کی مدد سے روشنی کی دنیا کے نمائندوں کو دکھ

پہنچانے اور انہیں ہلاک کرنے کا کام لیا جاتا تھا۔ اس جادو کے تخلیق کار کو مہاپربھو کہا جاتا تھا جو دنیا کی تمام روشنی کی طاقتوں کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ایک رشی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جوشکا جادو کا سلسلہ اس مہاپربھو کے شاگردوں نے آگے بڑھایا اور پھر جوشکا جادو طاقتور سے طاقتور ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک دور کے مہاپربھو نے جس کا نام پنڈت دیال تھا اس جادو کو اور زیادہ طاقتور کرنے اور پوری دنیا کی شیطانی بدروحوں کو زندہ کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن وہ جادوگر بھول جانے کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے جوشکا جادو کی ساری طاقتوں کو یکجا کر کے ایک شیطانی جانور کی ایک سیاہ ہڈی میں بند کر دیا اور اس نے اپنے خون سے جوشکا جادو کے منتروں کو خشک پتوں پر لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا لیکن آخری جادو کے آخری الفاظ تحریر کرتے ہوئے اس سے لفظوں کی غلطی ہو گئی جس کا اس جادوگر کو اس وقت تو پتہ نہیں چلا تھا لیکن جب اس نے کسی ضرورت کے لئے اس منتر کو پڑھا تو وہ غلط لفظ بھی پڑھ لئے جس کی وجہ سے اس کا جادو اس پر الٹ گیا اور وہ اس جادو کا شکار ہو کر اسی وقت جل کر بھسم ہو گیا۔

چند سال پہلے ایک پنڈت جس کا نام ہری چند ہے اس نے مہاپربھو بننے کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ وہ کالی دیوی کے سات مرحلے جنہیں وہ سات یوگ کہتے ہیں کو طے کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ پھر جب پنڈت ہری چند نے ان ساتوں یوگوں میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو

بروئے کار لا کر نہ صرف شیطانی ذریات کا مقابلہ کیا بلکہ کالی دیوی کے ہر امتحان میں کامیاب ہوتا چلا گیا اور آخر کار وہ مہا پربھو کا درجہ پانے میں کامیاب ہو گیا۔ پنڈت ہری چند مہا پربھو بن کر اصل میں جوشکا جادو کو ہی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ اس دنیا کے تمام روشنی کی دنیا سے وابستہ انسانوں کو ہلاک کر کے شیطانی طاقتوں کو آگے لانے کا تھا۔ وہ ساری دنیا پر اپنا تسلط قائم کر کے ان پر اپنی حکومت کا خواب دیکھ رہا تھا اور اس کا خواب اسی صورت میں پورا ہو سکتا تھا جب جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی اور شیطانی منتروں والی سیاہ کتاب اسے مل جاتی۔ لیکن۔ یہ کہہ کر پاملا ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئی اور پھر اس نے جوزف کو جوشکا جادو کی سیاہ ہڈی کے غائب ہونے اور سیاہ کتاب کے عمران کے پاس پہنچنے اور اسے عمران سے واپس لانے کے لئے شاری کو اس کے پاس بھیجنے کی پوری تفصیل بتانی شروع کر دی جسے سن کر جوزف کی آنکھوں میں تحیر کے ساتھ بے پناہ خوف کے تاثرات بھی نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے میرا اندازہ صحیح تھا کہ باس کی زندگی خطرے میں ہے۔ شیطانی منتروں کی کتاب پڑھ کر اس نے خود ہی عذاب اپنے گلے میں ڈال لیا ہے"۔ جوزف نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب شاری چونکہ زبردستی عمران سے سیاہ کتاب حاصل نہیں کر سکتی اس لئے وہ عمران کو ڈرانے اور اسے اس بات پر

رضامند کرنے کے لئے کہ سیاہ کتاب کا آخری منتر پڑھ کر وہ کتاب اس کے حوالے کر دے عمران کے ساتھ خوفناک کھیل کھیل رہی ہے۔ عمران جیسے انسان نے شیطانی الفاظ پڑھ کر جو غلطی کی ہے اس کی وجہ سے روشنی کی دنیا کے نمائندوں نے اس سے دور رہنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے شاری عمران کے ذہن پر پوری طرح اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ وہ عمران کو زیادہ تر اس کی نظروں کا فریب دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ یعنی عمران کے سامنے جو کچھ ہوتا ہے وہ محض اس کی نظروں کا فریب ہی ہوتا ہے جسے عمران حقیقت سمجھ لیتا ہے۔ شاری عمران اور اس کی ذات سے وابستہ انسانوں کو خود ہلاک نہیں کر سکتی مگر وہ انہیں شدید زخمی اور موت کے دہانے تک ضرور پہنچا سکتی ہے اس لئے شاری نے عمران کے ساتھی صفدر کو انتہائی حد تک زخمی کر دیا تھا۔ شاری کا مقصد عمران کو بری طرح الجھانا ہے۔ شاری عمران کے بارے میں ساری حقیقت جانتی ہے کہ وہ کون ہے اور اس کا تعلق کس سے ہے اور کون کون اس کے زیادہ نزدیک ہے۔ شاری عمران کو ہر قیمت پر مجبور کر دینا چاہتی ہے کہ عمران شیطانی کتاب کے آخری شیطانی الفاظ پڑھ کر کتاب اس کے حوالے کر دے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتی لیکن وہ عمران سے غیر متعلق انسانوں کو ضرور ہلاک کر سکتی ہے۔ وہ عمران کو اس کے ساتھیوں کی نظروں میں مجرم بنانا چاہتی ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آئے گا جب عمران حالات

سے تنگ آکر زندگی سے موت کو ترجیح دینے کے لئے تیار ہو جائے گا
وہ شیطانی کتاب کے آخری شیطانی الفاظ پڑھے گا اور کتاب شاری کے
حوالے کرنے پر مجبور ہو جائے گا جس کی وجہ سے عمران اسی وقت
جل کر بھسم ہو جائے گا۔ اسے ہلاک ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت
نہ بچا سکے گی"۔ پالما نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جوزف کا غم و
غصے سے برا حال ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ اور چہرے
سیاہ ہو کر انتہائی خوفناک ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ جوزف دی گریٹ کے باس کے خلاف اس قدر گھناؤنی اور
مکروہ سازش۔ جوزف دی گریٹ اپنے عظیم باس کی عظمت پر ایک
حرف بھی نہیں آنے دے گا۔ جوزف اپنے گریٹ باس کو اس شیطانی
بدروح شاری سے بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دے گا مگر باس
کو شیطانی کتاب کے شیطانی الفاظ پڑھ کر موت کے منہ میں نہیں
جانے دے گا۔ کبھی نہیں۔ کسی بھی صورت میں نہیں"۔ جوزف
نے غصے سے زخمی شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات
سن کر پالما بے اختیار ہنس پڑی۔

"شاری کی قوتوں کا مقابلہ کرنے اور اسے اس کے ارادوں سے
روکنے کے لئے ایک جوزف تو کیا ایک ہزار جوزف بھی آ جائیں تو
انہیں ناکامی کے سوا کچھ نہیں ملے گا"۔ پالما نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ کہہ کر تم افریقہ کے جنگلوں کے شہزادے اور
عظیم وچ ڈاکٹروں کے چہیتے جوزف دی گریٹ کی توہین کر رہی ہو

پالما"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری توہین نہیں کر رہی جوزف۔ جو حقیقت ہے اس
سے تمہیں آگاہ کر رہی ہوں"۔ پالما نے کہا۔

"کیا حقیقت ہے۔ جوزف دی گریٹ کے سامنے ایسی کوئی
حقیقت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ سمجھی تم"۔ جوزف نے گرج کر کہا۔

"ہونہہ۔ جو مرضی کرو۔ مگر تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے جوزف۔
تمہارے باس عمران کی بھیانک موت اٹل ہے"۔ پالما نے کہا۔

"شٹ اپ۔ چلی جاؤ یہاں سے پالما۔ اگر جوزف دی گریٹ
چاہے تو ایک لمحے میں تم جیسی بھیانک بدروح کو بھی بھسم کر کے
فنا کر سکتا ہے۔ پھر شاری کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے۔ جاؤ چلی
جاؤ یہاں سے ورنہ میں تم پر عظیم وچ ڈاکٹر پاشوشو کے دیئے ہوئے
تین گٹھلیوں والی ناگن کا سرخ انڈا مار دوں گا۔ اس انڈے سے تم
ایک لمحے میں فنا ہو کر افریقہ کی سب سے گہری اور انتہائی زہریلی
دلدل کی تہہ میں چلی جاؤ گی جہاں سے تمہارا وچ ڈاکٹر فادر پاشولا بھی
نہیں نکال سکے گا"۔ جوزف نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

"تم میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتے جوزف۔ میں یہاں اپنی
مرضی سے نہیں آئی۔ تم نے ہی قدیم گیٹ کھول کر یہاں بلایا ہے۔
اب جب تک تم مجھ سے پورے ستر کام نہیں لے لیتے اس وقت
تک میں یہاں سے نہیں جاؤں گی اور نہ ہی تم مجھے کسی قسم کا کوئی
نقصان پہنچا سکتے ہو"۔ پالما نے کہا۔

"بہر حال اب بہت ہو گیا۔ مجھے اپنا تیسرا کام بتاؤ"۔ پاملا نے جوزف کے بولنے سے پہلے کہا۔ اس کی بات سن کر جوزف کے ذہن میں جیسے ایک امید کی کرن چمکی اور اس کا بگڑا ہوا چہرہ یکلخت نارمل ہوتا چلا گیا اور اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ انتہائی معنی خیز اور پراسرار مسکراہٹ جیسے اسے پاملا سے کام لینے کا ہدف سمجھ میں آگیا ہو۔

جولیا عمران کے پاس رک گئی تھی جبکہ اس کے ساتھی تیزی سے باہر جانے والے دروازے کی طرف بھاگ پڑے تھے جہاں شاری مجسم حالت میں کھڑی نظر آ رہی تھی لیکن یہ دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبر تیزی سے اس کی طرف جا رہے تھے جیسے شاری انہیں دکھائی ہی نہ دے رہی ہو۔ شاری اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ اس نے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ایک انچ بھی ہلنے کی زحمت نہیں کی تھی اور پھر عمران نے تنویر اور صدیقی کو شاری سے ٹکراتے اور آگے بڑھتے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر حیرت دوڑ گئی تھی۔ تنویر اور صدیقی شاری سے ٹکرا کر یوں آگے نکل گئے تھے جیسے شاری کا وہاں کوئی وجود ہی نہ ہو اور وہ دونوں شاری سے ٹکرا کر آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔ تنویر نے جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر وہ نہایت تیزی سے

فلیٹ سے باہر نکلنے لگا۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی عمران"۔ اچانک جولیا کے زہریلے الفاظ عمران کی سماعت سے ٹکرائے تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم اپنے ساتھیوں کے لئے اس قدر بے حس اور سنگدل ہو گئے اس بارے میں میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ صفدر کو ہسپتال سے اغوا کر کے اور اسے بے دردی سے کھڑکی سے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک کر تم نے نہ صرف صفدر کی بلکہ میری اور اپنے تمام ساتھیوں کی توہین کی ہے جس کے لئے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی"۔ جولیا عمران کو خوفناک نظروں سے گھورتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے مڑی اور دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"میری بات سنو جولیا"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے جولیا کے پیچھے جانے کے لئے قدم اٹھانے لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہل سکا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین نے اس کے پیر پکڑ لئے ہوں۔ جولیا نے جیسے اس کی آواز سنی ہی نہیں تھی اور وہ غصیلے انداز میں دروازے کی طرف جا رہی تھی اور پھر وہ بھی شاری کے وجود سے گزر کر آگے بڑھ گئی۔

"اسے جانے دو عمران"۔ شاری نے کہا۔ اسی لمحے جولیا دروازے سے باہر نکل گئی لیکن عمران نے دیکھا کہ شاری کی گونجدار آواز جولیا کی سماعت تک نہ پہنچی تھی ورنہ وہ اس آواز کو سن کر یقیناً رک

جاتی۔

"یہ۔ یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ میرے پیر زمین سے کیوں چپک گئے ہیں"۔ عمران نے شاری کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارے قدموں کو میں نے روکا ہے تاکہ تم ان کے پیچھے نہ جا سکو"۔ شاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔ تم نے ایسا کیوں کیا ہے"۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

"ابھی بتاتی ہوں"۔ شاری نے کہا اور پھر وہ اپنے قدموں پر گھوم گئی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر دروازے کی طرف مڑ کر ہلکا سا جھٹکا تو اچانک نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ اس کی چٹخنی بھی خودبخود لگ گئی تھی۔ جب شاری عمران کی طرف مڑی۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین نے جکڑے ہوئے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے ہوں۔

"شاری۔ تم میرے ساتھ جو شیطانی کھیل کھیل رہی ہو اس کا تمہیں بھیانک خمیازہ بھگتنا پڑے گا"۔ عمران نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"شانتی۔ شانتی۔ مورکھ ہو تم۔ تم شاری کی مہان طاقتوں کو نہیں جانتے۔ اس بار تم شاری کے چنگل میں پھنسے ہو اور شاری کے پنجوں میں پھنسنے والا شکار چھٹکارا پانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ پھر تم کیا چیز ہو"۔ شاری نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنسی سے ہال

مکروہ تھی۔

"چیز۔ جب میں تمہیں بتاؤں گا تب تمہیں معلوم ہو گا کہ میں کیا چیز ہوں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤ گے تم مجھے۔ تم میرے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے"۔ شاری نے کہا۔ اس کا انداز غصہ دلانے والا تھا۔ عمران چند لمحے اس کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ شاری وہیں کھڑی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد عمران واپس آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پسٹل تھا۔ یہ پسٹل بالکل بچوں کے کھلونے جیسا نظر آرہا تھا۔ اس کی نال لمبی اور اس کا سوراخ بال جیسا باریک تھا۔

"یہ کیا کھلونا لے آئے ہو۔ کیا اس کھلونے سے تم مجھے فنا کرنا چاہتے ہو"۔ شاری نے عمران کے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر پہلے حیرت سے اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے شاری کی بات کا جواب دینے کی بجائے اچانک اس عجیب طرز کے پسٹل کا بٹن دبا دیا۔ پسٹل کی نال سے سرخ رنگ کی روشنی کی باریک سی لکیر نکل کر شاری سے ٹکرائی مگر شاری نے اس بار بھی اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پسٹل سے سرخ روشنی کی لکیر نکل کر شاری کی پیشانی پر پڑی لیکن شاری پر اس روشنی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ روشنی کی یہ لکیر شاری کی پیشانی سے ٹکرا کر اس کے سر کے پچھلے حصے سے نکل کر دروازے پر پڑ رہی تھی اور

دروازہ اچانک سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک دھماکہ سا ہوا۔ پہلے تو شاری کے عقب میں موجود دروازہ یکلخت جل کر راکھ ہو گیا تھا جہاں اب خلا نظر آرہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پسٹل کو حرکت دی تو سرخ روشنی اچانک شاری کی دائیں آنکھ پر پڑی۔ اسی لمحے شاری کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کا وجود ایک لمحے کے لئے سرخ اور پھر سیاہ ہو گیا اور پھر اچانک جیسے اس کے جسم سے راکھ اتر کر اس کے قدموں میں گرتی چلی گئی۔ اب وہاں سیاہ فام خوبصورت لڑکی سارقی کی جگہ ایک سیاہ بدصورت بڑھیا کھڑی نظر آرہی تھی جس کا سارا وجود سفید بالوں میں ڈھکا ہوا تھا اور بڑھیا منہ پھاڑے بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ عمران خوبصورت لڑکی کو اس طرح بدصورت بڑھیا کے روپ میں دیکھ کر بوکھلا گیا تھا اور اس نے جلدی سے پسٹل کے بٹن سے انگلی ہٹا لی تھی جس کی وجہ سے پسٹل کی نال سے روشنی کی سرخ لکیر نکلنا بند ہو گئی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ تم نے سارقی کے وجود کو جلا کر راکھ بنا دیا ہے۔ تم۔ تم"۔ بڑھیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر اچانک وہ غائب ہو گئی۔ اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے خوفناک بھونچال آرہا ہو کیونکہ اچانک ہی زمین اور در و دیوار نے بری طرح سے لرزنا شروع کر دیا تھا اور زمین سے انتہائی زبردست گونج کی آواز سنائی دینے لگی جیسے زمین پھٹ رہی ہو۔ یہ دیکھ کر

عمران تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے چھلانگیں لگاتا ہوا دروازے کے خلا کی جانب بڑھا۔ اسی لمحے کمرے کی چھت ایک خوفناک دھماکے سے گری لیکن اس سے پہلے ہی عمران نے ایک لمبی چھلانگ لگائی تھی اور وہ اڑتا ہوا دروازہ کراس کر کے باہر آ گیا تھا۔ پوری بلڈنگ ہی بری طرح لرز رہی تھی اور بلڈنگ کے فلیٹوں کے دروازے کھل رہے تھے اور لوگ بوکھلائے ہوئے انداز میں چیخیں مارتے ہوئے باہر نکل رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عمران تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس نے سیڑھیاں اترنے کے لئے جیسے ہی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اچانک نیچے ساری سیڑھیاں غائب ہو گئیں اور عمران جو دوسرا پیر اٹھا چکا تھا پیر کے نیچے سے سیڑھی غائب ہونے کی وجہ سے وہ کسی بھی طرح خود کو سنبھال نہ سکا تھا اور وہ بری طرح سے قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا اور پھر ایک زور دار دھماکے سے سڑک پر جا گرا۔ اسی لمحے ہولناک گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور ساری بلڈنگ دھڑام سے گرتی چلی گئی۔ بلڈنگ کے دھماکے سے گرنے کی وجہ سے ہر طرف جیسے گرد و غبار کا بادل سا بن گیا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے بلڈنگ کا سارا ملبہ اس پر آ گرا ہو۔

بلیک زیرو پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف نے فون پر اس سے جو باتیں کی تھیں بلیک زیرو کو واقعی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا لیکن جب جوزف نے کہا کہ اگر اسے عمران کی زندگی کی ذرا بھی پرواہ ہے تو وہ فوراً اس کے پاس رانا ہاؤس پہنچ جائے اور پھر اس نے اچانک فون بند کر دیا تھا جس سے بلیک زیرو پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

"کیا مسئلہ ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پہلے اس نے سوچا کہ وہ رانا ہاؤس میں جوزف کو کال کرے اور اس سے فون پر پوچھے کہ اس نے یہ بات کیوں کی تھی کیا وہ واقعی ہوش میں تھا۔ مگر جوزف کا لہجہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ دوسرا اس نے ایک عرصے سے شراب پینا چھوڑ رکھی تھی اس لئے بلیک زیرو کو یقین تھا کہ جوزف نشے میں نہیں تھا۔ اس کا تعلق گو

افریقہ کے جنگلوں سے تھا مگر وہ جب سے عمران کے ساتھ منسوب ہوا تھا مہذب دنیا کے ڈھب میں رچ بس گیا تھا۔ وہ نہ صرف عمران کی بلکہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا اور اس نے کبھی مذاق میں بھی ایسی باتیں نہیں کی تھیں۔ عمران کا سابقہ کئی بار ماورائی اور سفلی طاقتوں سے پڑ چکا تھا اور ان پراسرار معاملات میں عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو پر بھی جوزف کی پراسرار صلاحیتیں آشکار ہو چکی تھیں جن کا وہ بھی معترف تھا اس لئے بلیک زیرو کو یقین ہو گیا تھا کہ جوزف نے اس سے جو کچھ کہا تھا اس کا تعلق یقیناً پراسرار اور سفلی طاقتوں سے ہی ہو سکتا تھا جس کی وجہ سے بلیک زیرو نے جوزف کے پاس رانا ہاؤس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

صفدر کے حادثے کی خبر بلیک زیرو نے عمران کو دی تو عمران نے اسی وقت فاروقی ہسپتال جانے کی بات کی تھی۔ اب جوزف اسے بتا رہا تھا کہ عمران فاروقی ہسپتال پہنچا ضرور تھا مگر وہ اصلی عمران نہیں تھا بلکہ کوئی پراسرار مخلوق جگارا تھی جس نے عمران کا روپ بدل رکھا تھا۔ اس جگارے نے عمران کا روپ بدل کر ڈاکٹر فاروقی کے ساتھ ساتھ آپریشن روم میں جا کر نہ صرف ڈاکٹر فاروقی بلکہ آپریشن روم میں موجود دوسرے تمام ڈاکٹروں اور نرسوں کو گویاں مار دیں تھیں اور صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں وہاں سے زبردستی اٹھا کر لے گیا تھا۔ یہ سب کچھ نہ صرف اس نے بلکہ وہاں موجود سیکرٹ سروس کے ممبروں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا

لیکن ساتھ ہی جوزف کا کہنا تھا کہ جس طرح عمران اصلی نہیں تھا اسی طرح نہ ہی صفدر اصلی تھا جسے عمران اٹھا کر لے گیا تھا اور نہ گولیاں کھا کر زخمی اور ہلاک ہونے والے ڈاکٹر اور نرسیں اصلی تھیں۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر فاروقی کا بھی روپ کسی جگارے نے ہی بدل رکھا تھا۔ یہ جگارے کون تھے کیا تھے اور یہ سب انہوں نے کیوں کیا تھا اس کے بارے میں جوزف نے کچھ نہیں بتایا تھا اور جوزف کی ان عجیب و غریب اور ادھوری باتوں میں بلیک زیرو بری طرح سے الجھ کر رہ گیا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا مگر پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جلدی سے فاروقی ہسپتال کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ فاروقی ہسپتال"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر"۔ ایکسٹو کی آواز سن کر دوسری طرف سے لیڈی آپریٹر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر فاروقی سے بات کراؤ"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یس۔ یس سر۔ میں بات کراتی ہوں سر"۔ دوسری طرف سے اسی انداز میں کہا گیا۔

"یس سر۔ میں ڈاکٹر فاروقی بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ شاید لیڈی آپریٹر

نے انہیں بتا دیا تھا کہ کال کس کی ہے۔

"ڈاکٹر فاروقی۔ آپ نے مجھے صفدر کی پوزیشن کے بارے میں ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی"۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔ فاروقی ہسپتال چونکہ ایکسٹو کی ہدایات پر معرض وجود میں لایا گیا تھا اور اس ہسپتال میں سیکرٹ سروس اور صرف ان چیدہ چیدہ افراد کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا جو ملک کی اہم اور نامور ہستیاں ہوں یا پھر ایسے لوگ جنہیں خاص طور پر ایکسٹو کی ہدایات پر اس ہسپتال میں ریفر کیا جاتا تھا۔ اس ہسپتال کا ڈاکٹر وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان، عمران اور ایکسٹو کو جواب دہ تھا۔

"چیف میں ابھی چند لمحے پہلے آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تھا۔ صفدر صاحب کی حالت انتہائی خراب تھی۔ ان کی بے شمار ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں جس کی وجہ سے ان کے آپریشن میں خاصا وقت لگ گیا تھا لیکن بہرحال میں نے صفدر صاحب کی تمام ہڈیوں کو جوڑ کر ان کے زخموں کی بینڈیج کر دی ہے۔ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے لیکن چیف ابھی انہیں صحت یاب اور مکمل طور پر فٹ ہونے میں خاصا وقت لگے گا"۔ ڈاکٹر فاروقی نے مؤدبانہ انداز میں صفدر کی حالت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران وہاں آیا تھا"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ نہیں۔ میں نے تو انہیں نہیں دیکھا"۔ ڈاکٹر فاروقی نے جواب دیا۔

"اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر۔ کیا وہ ابھی ہسپتال میں ہی موجود ہیں"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"نہیں سر۔ آپریشن تھیٹر میں جانے سے پہلے میں نے ان سب کو ضرور دیکھا تھا۔ وہ صفدر کی حالت سے بے حد پریشان تھے لیکن جب میں آپریشن روم سے باہر آیا تو ان میں سے کوئی ایک بھی موجود نہیں تھا"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"آپ نے آپریشن کے دوران یا آپریشن کے بعد وہاں کوئی خاص بات محسوس کی تھی"۔ ایکسٹو نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"خاص بات۔ نہیں چیف۔ لیکن ہاں۔ جب میں آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تو مجھے بتایا گیا کہ ایک شخص پٹیوں میں لپٹے ہوئے مریض کو جو شدید زخمی حالت میں تھا اٹھائے بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس کے جانے کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبر بھی پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔ میں حیران تھا کہ وہ کون شخص تھا جو زخمی مریض کو اٹھا کر دوڑ رہا تھا۔ میں نے ہسپتال کا راؤنڈ کیا لیکن ہسپتال کے تمام مریض بدستور وہاں موجود تھے جس پر میں حیران ہو کر آپ کو اطلاع دینے کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلتے چلے گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ [illegible] نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر فاروقی۔ میں ممبروں سے خود ہی پوچھ لوں گا کہ وہ شخص کون تھا جو زخمی کو لے کر بھاگا تھا اور وہ زخمی کون تھا"۔ ایکسٹو نے کہا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

"ہونہہ۔ بات ابھی تک پوری طرح سے میری سمجھ میں نہیں آئی اگر جوزف کے کہنے کے مطابق پراسرار مخلوق جنگارے عمران اور صفدر کے روپ میں تھے تو سیکرٹ سروس کے ممبران کے پیچھے کیوں بھاگے تھے اور انہوں نے اس بات کی مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی"۔ بلیک زیرو نے الجھن اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی اور بدحواسی تھی۔

"یس"۔ بلیک زیرو نے مبہم سے انداز میں کہا۔

"چیف۔ لگتا ہے عمران کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ غدار ہو گیا ہے اور"۔ دوسری طرف سے جولیا نے بدحواسی کے عالم میں کہا۔

"جولیا۔ یہ تم کس لہجے میں بات کر رہی ہو۔ تم ہوش میں تو ہو"۔ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس۔ سوری چیف۔ مم۔ میں۔ میں"۔ جولیا نے بری طرح ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اپنے ہوش سنبھالو اور پھر مجھ سے بات کرو"۔ ایکسٹو نے سرد

لہجے میں کہا تو چند لمحے دوسری طرف سے جولیا کے تیز تیز سانس لینے کی آواز سنائی دیتی رہی۔

"چیف۔ عمران نے فاروقی اسپتال سے صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں اٹھا لیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر فاروقی اور وہاں موجود چند ڈاکٹروں اور نرسوں کو گولیاں مار دی تھیں۔ پھر عمران صفدر کو اٹھا کر وہاں سے بھاگ پڑا تو میں نے اور دوسرے ممبران نے اسے روکنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ ہماری کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔ تب ہم اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔ صفدر کی حالت اس قدر خراب تھی کہ اسے عمران جس انداز میں اٹھا کر لے بھاگا تھا اس سے صفدر کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ عمران صفدر کو کار میں ڈال کر وہاں سے نکل گیا تو ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ عمران صفدر کو اپنے فلیٹ میں لے گیا تھا۔ اسے جب ہم نے صفدر کو لے کر فلیٹ میں جاتے دیکھا تو ہم اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ پھر میں نے عمران کے فلیٹ کی کال بیل بجائی تو عمران نے خود ہی دروازہ کھولا تھا۔ وہ چونکہ ہمارے سامنے صفدر کو اٹھا کر لایا تھا اور صفدر کی حالت انتہائی نازک تھی اس لئے ہم زبردستی اس کے فلیٹ میں داخل ہو گئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ صفدر کو تلاش کریں۔ صفدر فلیٹ میں نہیں تھا۔ پھر تنویر نے عمران کے ایک کمرے کی کھلی ہوئی کھڑکی سے باہر جھانکا تو اسے صفدر انتہائی نازک حالت میں فلیٹ کی عقبی طرف کوڑے کے ڈھیر پر پڑا نظر آیا۔ عمران نے صفدر

کو فلیٹ میں لے جا کر اسے کھڑکی سے نہایت بے دردی سے نیچے
کوڑے پر پھینک دیا تھا۔ صفدر کو وہاں دیکھ کر ہم دیوانوں کی طرح
عمران کے فلیٹ سے نکلے اور فلیٹ کی عقبی طرف آگئے جہاں صفدر
موجود تھا۔ تنویر نے صفدر کو چیک کیا تو اس کی سانسیں چل رہی
تھیں۔ صفدر کو زندہ دیکھ کر ہماری جان میں جان آگئی۔ تنویر نے
صفدر کو اٹھایا اور اسے کار میں ڈالا اور پھر ہم صفدر کو لے کر دوبارہ
فاروقی ہسپتال کی طرف لے کر روانہ ہو گئے۔ اس وقت ہمیں جلد
سے جلد صفدر کو فاروقی ہسپتال پہنچانے کے سوا کچھ یاد نہیں تھا۔
لیکن چیف ہم ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ عمران اپنی سپورٹس
کار دوڑاتا ہوا میری کار کے سامنے آگیا۔ میں نے کار روکی تو عمران
اپنی سپورٹس کار سے نکل آیا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔
اس سے پہلے کہ میں اور سیکرٹ سروس کے ممبر کچھ سمجھتے عمران نے
اچانک ہم پر مشین گن سے فائرنگ شروع کر دی۔ ہم عمران کی اس
حرکت پر بوکھلا گئے تھے۔ اس وقت ہمارے پاس اسلحہ نہیں تھا اس
لئے ہم عمران پر جوابی کارروائی نہ کر سکے۔ پھر عمران کی مشین گن
سے گولیاں ختم ہو گئیں تو اس نے مشین گن سڑک پر پھینک دی
اور کار سے دوسری مشین گن نکال لی۔ اس اثنا میں ہمیں وہاں سے
نکلنے کا موقع مل گیا تھا۔ چنانچہ ہم اپنی کاروں سے نکل کر دوسری
کاروں کے پیچھے چھپ گئے تھے۔ عمران نے ہمیں چھپتے دیکھ لیا تھا۔
اس نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ دی اور آگے بڑھ کر اس نے میری

کار میں موجود صفدر پر بے تحاشہ گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ پھر
وہ کار میں بیٹھا اور وہاں سے فرار ہو گیا۔

چیف۔ عمران نے صفدر کو انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے قتل
کر دیا ہے۔ اس کی بے تحاشہ اور خوفناک فائرنگ سے سڑک کے
کناروں پر موجود بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں۔ اگر ہم
عمران کی فائرنگ سے بچنے کے لئے پہلے ہی کاروں کے پیچھے نہ دبک
گئے ہوتے تو وہ شاید ہم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا
اور۔۔۔ یہ سب کہتے ہوئے جولیا کی آواز رندھ گئی تھی اور وہ باقاعدہ
سسکیاں لینے لگی تھی جبکہ اس کی باتیں سن کر بلیک زیرو کو اپنے
ذہن میں زلزلہ سا آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک طرف ڈاکٹر فاروقی
کہہ رہے تھے کہ صفدر ان کے ہسپتال میں ہے اور وہ خطرے سے
باہر ہے۔ دوسری طرف اسے جولیا جو کچھ بتا رہی تھی وہ اسے ہلا دینے
کے لئے کافی تھا۔ عمران کا اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبروں پر
فائرنگ کرنا اور سڑک پر موجود لوگوں کو ہلاک اور زخمی کرنا اور پھر
صفدر کو کار میں قتل کرنے کا سن کر بلیک زیرو کے جسم میں لرزا سا
طاری ہو گیا تھا۔

کیا تمہیں یقین ہے کہ حملہ آور عمران ہی تھا۔ بلیک زیرو نے
خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

یس چیف۔ میں نے اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران نے
اسے دیکھا تھا۔ وہ عمران کے سوا کوئی نہیں تھا۔ جولیا نے روتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اور تم نے صفدر کو چیک کیا تھا"۔ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"یس چیف۔ عمران نے صفدر پر اس قدر گولیاں برسائی تھیں کہ اس کے جسم کے پرخچے اڑ گئے تھے"۔ جولیا نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو اور سیکرٹ سروس کے ممبران کہاں ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں گلیکسی روڈ کے ایک پبلک فون سے کال کر رہی ہوں چیف۔ اس علاقے میں عمران نے صفدر کو قتل کیا ہے۔ یہاں چونکہ بے شمار افراد ہلاک و زخمی ہو گئے تھے اس لئے پولیس موقع پر ہی پہنچ گئی تھی جس کی وجہ سے ہم ایک کمرشل پلازہ میں چلے گئے اور پھر اس پلازہ سے ہوتے ہوئے دوسرے بازار میں آ گئے"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان سب کو لے کر اپنے فلیٹ میں چلی جاؤ۔ میں تمہیں وہاں کال کروں گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"لل۔ لیکن چیف۔ صفدر"۔ جولیا نے اٹک اٹک کر کہا۔

"تم سے میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو"۔ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس چیف"۔ جولیا کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے فون بند کر دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بے اختیار

سر پکڑ لیا تھا اور پھر وہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے یکلخت اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اس کا ذہن ابھی تک چکرا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس کی بات کو صحیح تسلیم کرے۔ ڈاکٹر فاروقی یا پھر جولیا نے جو کچھ اسے بتایا تھا وہ سچ تھا۔ لیکن وہ سب سچ کیسے ہو سکتا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں پر اس طرح کھلے عام فائرنگ کس طرح کر سکتا تھا جن میں بے شمار راہ گیر ہلاک اور زخمی ہو گئے ہوں اور پھر اس کا صفدر کو اس انداز میں ہلاک کرنا۔ یہ سب کیسے ممکن تھا۔ کیا عمران واقعی پاگل ہو گیا تھا وہ غدار ہو گیا تھا یا پھر جوزف نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا۔ اس سچ اور غلط نے بلیک زیرو کے ذہن میں طوفان برپا کر رکھا تھا۔ اسی لمحے اسے ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر وہ بے اختیار اچھلا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن اس بند دروازے سے ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی یوں گزر کر اندر آ رہی تھی جیسے جالیوں سے ہوا گزر کر آتی ہے۔ لڑکی نوجوان اور انتہائی خوبصورت تھی۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم اور"۔ بلیک زیرو نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے دراز کھول کر ریوالور نکال کر جلدی سے ہاتھ میں لے لیا۔ اسی دوران لڑکی شان بے نیازی سے چلتی ہوئی بلیک زیرو کے قریب آ گئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ تھی۔

"خبردار۔ وہیں رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"۔ بلیک زیرو نے گرجتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تحیر تھا۔ اس نے لڑکی کو جس انداز میں بند دروازے سے گزر کر اندر آتے دیکھا تھا اس کا ذہن سنسنا اٹھا تھا اور اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں جیسے وہ لڑکی نہ ہو بلکہ اس کا سایہ یا بھوت ہو۔ لڑکی کے بال سنہرے اور کاندھوں تک تراشیدہ تھے اور اس نے سیاہ پینٹ اور سرخ شرٹ پہن رکھی تھی۔

"عمران مجرم اور غدار ہو گیا ہے مسٹر ایکسٹو۔ اس نے بے گناہ انسانوں کو مکھیوں اور مچھروں کی طرح ہلاک کر دیا ہے۔ کیا تم ایسے بے رحم مجرم کو اپنے ملک میں برداشت کر سکتے ہو"۔ خوبصورت لڑکی نے بلیک زیرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس لڑکی کی آنکھوں میں بے پناہ کشش تھی جس کی وجہ سے بلیک زیرو کی آنکھیں لڑکی کی آنکھوں سے یوں چپک گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ اسی لمحے بلیک زیرو کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جسم زور سے لرز اٹھا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں کی روشنی مدہم پڑ گئی۔

"نہیں۔ میں بے رحم مجرموں کو کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا"۔ بلیک زیرو کے منہ سے ایکسٹو جیسی بھرائی ہوئی سخت اور انتہائی سرد آواز نکلی۔

"ایسے خطرناک مجرموں کا تم کیا کرتے ہو مسٹر ایکسٹو"۔ خوبصورت لڑکی نے پلکیں جھپکائے بغیر مسلسل بلیک زیرو کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسے مجرموں کو میں زمین میں زندہ گاڑ دیا کرتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔

"تو پھر عمران اس طرح سرعام کیوں دندناتا پھر رہا ہے۔ اس کا تم کچھ انتظام نہیں کرو گے"۔ لڑکی نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔

"عمران کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ اب بہت جلد اس کی گردن میرے شکنجے میں ہو گی۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا"۔ بلیک زیرو نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر فون اٹھاؤ اور اپنے کارکنوں سے کہو کہ وہ عمران کو تلاش کریں اور عمران انہیں جہاں بھی نظر آئے وہ اس کے ٹکڑے کر دیں"۔ لڑکی نے کہا تو بلیک زیرو مشینی انداز میں حرکت میں آیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے جولیا کے نمبر پریس کرتے دیکھ کر خوبصورت لڑکی انتہائی زہریلے انداز میں مسکرائی اور پھر وہ یکلخت وہاں سے غائب ہو گئی۔

عمران کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا جیسے عمارت کا سارا ملبہ اس پر آن گرا ہو اور وہ ہزاروں من ملبے تلے دفن ہو گیا ہو۔ لیکن یہ صرف اس کا احساس تھا۔ گرد و غبار میں اس کا سارا وجود چھپ ضرور گیا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر عمارت کی ایک معمولی کنکری بھی اس پر نہ گری تھی۔ چند لمحے عمران یونہی پڑا رہا پھر جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ پوری طرح سے محفوظ ہے تو وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے گرد بدستور گرد کی دھند چھائی ہوئی تھی اور اسے چاروں طرف سے تیز اور انتہائی دردناک انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر گرد و غبار کی دھند میں اسے کچھ واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ البتہ چیخ و پکار کے ساتھ اسے ہر طرف سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں ضرور سنائی دے رہی

تھیں۔

عمارت کے اس طرح گرنے سے عمران کا ذہن جیسے مکمل طور پر سن ہو کر رہ گیا تھا۔ خوفناک دھماکے کی بازگشت ابھی تک اس کے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا گیا تھا۔ اس نے تو بس غصے میں آ کر ایکسٹرا ریڈ ریز گن سے شاری پر ریز فائر کی تھی۔ اس ریز سے فولادی چٹانیں بھی ایک لمحے میں جلا کر بھسم کی جا سکتی تھیں۔ عمران نے اس گن کو خصوصی طور پر اپنے لئے تیار کیا تھا۔ اسے اچانک ہی اس گن کا خیال آ گیا تھا جب شاری نے اسے ہر طرح سے بے بس اور حد سے زیادہ تنگ کرنا شروع کیا تو وہ کمرے سے ریز گن اٹھا لایا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ فولاد تک کو راکھ بنا دینے والی ریز شاری پر ضرور اثر کرے گی اور وہ ایک لمحے میں جل کر راکھ بن جائے گی۔ عمران نے جب شاری پر ریز پھینکی تو اس کا شاری پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا لیکن جب اس نے ریڈ ریز کو شاری کی آنکھوں میں ڈالا تو اچانک شاری دردناک انداز میں چیخ اٹھی تھی۔ اس کا رنگ یکلخت سرخ اور پھر سیاہ ہو گیا تھا اور اچانک اس کے جسم سے راکھ یوں گر پڑی تھی جیسے شاری نے دوہرا جسم اپنا رکھا ہو اور ریڈ ریز کی وجہ سے اس کا پہلا جسم جل کر راکھ ہو گیا ہو اور پھر شاری کا اصلی اور بھیانک روپ عمران کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ ایک انتہائی بدصورت اور خبیث شکل والی بڑھیا تھی جس کا رنگ سیاہ اور جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا۔

اپنے دوہرے وجود کو راکھ بنتے دیکھ کر شاری ہولناک انداز میں چیختی ہوئی غائب ہو گئی تھی اور اس کے غائب ہوتے ہی اچانک زور دار گونج کی آواز کے ساتھ ہی عمران کا فلیٹ یوں لرزنے لگا تھا جیسے خوفناک زلزلہ آ رہا ہو۔ عمران انتہائی عجلت سے اپنے فلیٹ سے نکل کر باہر آ گیا تھا۔ اس کے فلیٹ سے نکلتے ہی اس کمرے کی چھت دھماکے سے گر پڑی تھی جس میں عمران چند لمحے قبل موجود تھا لیکن جب عمران نے ساری بلڈنگ کو زلزلے کی لپیٹ میں دیکھا اور لوگوں کو فلیٹوں سے نکل کر چیختے ہوئے سیڑھیوں کی طرف جاتے دیکھا تو وہ بھی بھاگ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا مگر اس نے ابھی ایک دو سیڑھیاں ہی اتری ہوں گی کہ نیچے کی ساری سیڑھیاں یکلخت غائب ہو گئی تھیں اور عمران کسی بھی طرح اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا تھا اور وہ بری طرح الٹتا پلٹتا ہوا نیچے آ گرا تھا۔ اس وقت گڑگڑاہٹ کی خوفناک آواز کے ساتھ ہی ساری بلڈنگ نیچے آ گری تھی اس بلڈنگ میں تین سو کے لگ بھگ فلیٹ تھے اور سب کے سب آباد تھے۔ بلڈنگ کے گرنے سے ان لوگوں کا کیا ہوا ہو گا اس خیال سے ہی عمران کی روح کانپ اٹھی تھی۔

اس عجیب و غریب معاملے میں عمران جس قدر خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہا تھا معاملہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ سنگین سے سنگین تر ہوتا جا رہا تھا۔ عمران نے قطعی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ نادانستگی میں شیطانی کتاب کا منتر پڑھنے کی وہ جو غلطی کر چکا تھا وہ

غلطی اب جان بوجھ کر نہیں دوہرائے گا۔ اس شیطانی طاقت شاری نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا تھا اگر وہ اس سے زیادہ بھی کرتی تو کم از کم وہ شیطانی کتاب کے شیطانی الفاظ کسی بھی صورت میں نہیں پڑھے گا۔

اب عمران اور زیادہ سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ اسے شاری جیسی شیطانی بدروح کا کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی پڑے گا ورنہ وہ نہ جانے اس کی راہ میں کون کون سے کانٹے بکھیر دے۔ لیکن وہ اس بدروح سے چھٹکارا کیسے پا سکتا تھا۔ اس کے ذہن سے شیطانی الفاظ پڑھ لینے کی وجہ سے مقدس کلام اور مقدس نام پوری طرح سے محو ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ عمران کو یہ بھی یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ پہلے جن سفلی معاملات میں نیک برگزیدہ ہستیوں کی مدد لیتا آ رہا تھا وہ کون تھے اور کہاں رہتے تھے اور یہ کہ وہ اس سچوئیشن میں ان تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو عمران"۔ اچانک عمران کی سماعت سے شاری کی مکروہ ہنسی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا لیکن اس بار شاری اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"تم"۔ عمران نے اس کی آواز سن کر غصے سے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں انگارے برسانے لگی تھیں۔

"ہاں ۔ میں شاری ۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں عمران"۔ ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

"لیکن تم ہو کہاں ۔ تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہی"۔ عمران نے پلٹ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھ سے سارتی کا شریر چھین لیا ہے اس لئے اب میں بھلا تمہیں کیسے نظر آ سکتی ہوں"۔ شاری نے اسی انداز میں کہا۔

"شاری ۔ تم اب میری برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہو ۔ میں تمہیں سچ مچ فنا کر دوں گا"۔ عمران نے خوفناک لہجے میں کہا تو شاری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم نے وقتی طور پر میرے شریر کو ضرور نقصان پہنچایا ہے مگر یہ مت بھولو کہ میں ایک آتما ہوں ۔ ایک ایسی آتما جو کسی کے بھی جسم میں داخل ہو کر پھر سے زندہ ہو سکتی ہے ۔ نیا شریر حاصل کرنے میں مجھے چند لمحوں سے زیادہ وقت نہیں لگے گا ۔ اس وقت میں تمہیں ایک نئی مصیبت کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے آئی ہوں ۔ تم اس مصیبت سے نمٹو تب تک میں نیا شریر حاصل کر کے پھر تمہارے سامنے آ جاؤں گی"۔ شاری نے کہا۔

"کیسی مصیبت"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تمہاری اماں بی اور تمہاری بہن ثریا میری وجہ سے شدید مصیبت میں آ گئی ہیں ۔ وہ مدد کے لئے تمہیں پکار رہی ہیں ۔ جاؤ جا کر ان کی مدد کرو ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور وہ"۔ یہ کہتے

ہوئے شاری نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور اماں بی اور ثریا کا سن کر عمران کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو گیا۔

"شاری ۔ اگر میری ماں اور بہن کو کچھ ہوا تو اس کا تمہیں بے حد بھیانک خمیازہ بھگتنا پڑے گا ۔ کیا ہوا ہے انہیں ۔ کیا کیا ہے تم نے ان کے ساتھ"۔ عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو ۔ خود جا کر دیکھ لو"۔ شاری نے لاپرواہی سے کہا تو عمران کا دماغ کھولتے ہوئے لاوے کی طرح پکنے لگا۔

"دیکھو شاری ۔ تمہاری دشمنی میرے ساتھ ہے ۔ تم مجھ سے سیاہ کتاب حاصل کرنا چاہتی ہو ۔ میں وہ کتاب تمہارے حوالے کر دوں گا لیکن اس معاملے میں میری ماں اور بہن کو مت گھسیٹو"۔ عمران نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا ۔ وہ سپر ایجنٹ تھا اور اس کے نام سے سپر ممالک کی سپر ایجنسیاں اور بڑے بڑے مجرم تھر تھراتے تھے ۔ اس نے اب تک نہ جانے کتنے خطرناک اور انتہائی زیرک ایجنٹوں، مجرموں اور طاقتور ایجنسیوں کو ختم کیا تھا ۔ بڑے سے بڑے معاملے اور خوفناک سے خوفناک صورت حال میں بھی وہ ہنستا مسکراتا رہتا تھا اور اس نے اپنی پیشانی پر بل تک نہ پڑنے دیا تھا ۔ لیکن اس بار اس کا عجیب و غریب دشمن ایک بد روح تھی جو بے شمار سفلی علوم کی ماہر تھی اور اس نے عمران کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا تھا وہ عمران کی سوچ سے بھی بالاتر تھا ۔ ایک ایسا دشمن جس پر دنیاوی کوئی

ہتھیار اثر ہی نہیں کرتا تھا۔ جو لمحے میں غائب ہو جاتی تھی اور دوسرے انسانوں کے جسموں پر قبضہ کر لیتا جس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ عمران کے سامنے ہوتے ہوئے بھی وہ اس خبیث بدروح کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا اس لئے عمران سوچ رہا تھا کہ اس دشمن کے ساتھ اسے غصے میں آ کر مقابلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس دشمن کو زیر کرنے کے لئے اسے اپنے دماغ کو ٹھنڈا اور پر سکون رکھنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ایسی حکمت عملی کا مظاہرہ کرنا پڑے گا کہ وہ کسی طرح زیر ہو جائے۔

"یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ پہلے تم جا کر اپنی ماں اور بہن کی مدد کرو"۔ شاری نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے شاری اس کی توقع سے کہیں بڑھ کر چالاک تھی۔ وہ اس کی باتوں میں جیسے نہ آنے کا گر جانتی تھی۔

"ہونہہ"۔ عمران غرایا پھر وہ کچھ سوچ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگا اور پھر جیسے ہی وہ گرد کی دھند سے باہر آیا تو وہ یکلخت چونک پڑا کیونکہ اس وقت وہ ایسے علاقے میں تھا جس کے اگلے موڑ پر سر عبدالرحمان کی کوٹھی تھی۔ خود کو اس جگہ پا کر عمران سمجھ گیا کہ اس کے گرد جو گرد کا غبار پھیلا ہوا تھا وہ بھی شاری کا ہی مرہون منت تھا۔

"رکو نہیں عمران۔ چلتے رہو۔ دیر ہو گئی تو سوائے پچھتانے کے تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا"۔ شاری کی آواز سنائی دی تو عمران

ایک بار پھر سر گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن شاری ہنوز غائب تھی۔ سڑک پر خاصا رش تھا۔ سڑک کے دائیں بائیں فٹ پاتھوں پر بھی لوگ موجود تھے جو عمران کے قریب سے گزرتے جا رہے تھے لیکن وہ سب اپنی دھن میں مست تھے۔ کسی نے بھی چونک کر عمران کی طرف نہیں دیکھا تھا حالانکہ شاری جس طرح چیختے ہوئے انداز میں عمران سے مخاطب ہو رہی تھی راہ چلتے لوگوں کو رک جانا چاہئے تھا۔ لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سب کے سب بہرے ہوں یا سوائے عمران کے شاری کی آواز کسی کو سنائی ہی نہ دیتی ہو۔ عمران ہونٹ چباتا ہوا فٹ پاتھ کے کنارے پر آ گیا۔ اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ کے اشارے سے روکا تو ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ گرد کے غبار سے نکلنے کے باوجود اس کا لباس صاف تھا حالانکہ عمران جس بری طرح غائب ہونے والی سیڑھیوں سے گرا تھا اس کا لباس رگڑیں کھا کر جگہ جگہ سے پھٹ جانا چاہئے تھا مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ دوسرے سر عبدالرحمان کی کوٹھی اس جگہ سے جہاں عمران موجود تھا تقریباً چار کلومیٹر دور تھی اس لئے عمران نے ٹیکسی رکوائی تھی تاکہ وہ جلد سے جلد کوٹھی پہنچ سکے۔ عمران نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھولا اور جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ اس نے ڈرائیور کو کوٹھی کا پتہ بتایا تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"مسٹر عمران۔ اگر کہو تو اس ٹیکسی کو اٹھا کر آسمان کی

بلندیوں پر لے جا کر نیچے پھینک دوں"۔ اچانک عمران کو پھر شاری کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونک کر ڈرائیور کی طرف دیکھا لیکن ڈرائیور کے سر پر جوں تک نہ رینگی تھی۔ اسے بھی شاید دوسرے لوگوں کی طرح شاری کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔

"اس طرح کیا تم مجھ سے کتاب حاصل کر لو گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کتاب۔ کون سی کتاب صاحب"۔ ڈرائیور نے چونک کر کہا۔ وہ شاری کی آواز تو نہیں سن سکتا تھا کیونکہ وہ ایک بدروح تھی لیکن عمران جیتا جاگتا انسان تھا۔ اس کی آواز ڈرائیور نے آسانی سے سن لی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں"۔ عمران نے سر جھٹک کر ڈرائیور سے کہا۔

"کتاب تو میں تم سے حاصل کر ہی لوں گی۔ اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے تم جیسے چالاک، شاطر اور ذہین انسان سے بلی چوہے کا کھیل کھیلنے میں بے حد لطف آ رہا ہے۔ میں نے تمہارے ذہن میں جھانک کر دیکھا ہے تم اس دنیا کے خطرناک ترین انسان ہو۔ یہ تو میری قسمت اچھی ہے کہ تم نے خود ہی شیطانی الفاظ پڑھ کر خود پر سے روشنی کی قوتوں کو دور کر لیا ہے ورنہ شاید میں بھی تمہارے قریب پھٹک نہیں سکتی تھی۔ تم جیسے انسان کے مقابل آ کر سفلی دنیا کی بے شمار قوتیں دم توڑ چکی ہیں۔ تم نے بے شمار شیطانی طاقتوں کو اپنے ہاتھوں سے فنا کیا ہے مگر اس بار تم ایسا کچھ

نہیں کر سکو گے۔ جب میرا دل تم سے بیزار ہو گیا تو میں تمہیں اس حال میں پہنچا دوں گی کہ تم خود ہی سیاہ کتاب کا آخری منتر پڑھ کر کتاب مجھے دینے پر تیار ہو جاؤ گے اور وہ تمہاری زندگی کا آخری لمحہ ہو گا۔ قطعی آخری لمحہ"۔ شاری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم کس کتاب کی بات کر رہی ہو۔ تم نے وہ بلڈنگ خود ہی تباہ کر دی ہے جس کے فلیٹ میں وہ کتاب تھی۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ملبے کے نیچے کتاب ابھی تک محفوظ ہو گی"۔ عمران نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا تاکہ اس کی آواز ڈرائیور نہ سن سکے۔

"اس کتاب کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب کو کسی بھی طرح فنا نہیں کیا جا سکتا۔ تم سمجھ رہے ہو کہ کتاب اس عمارت کے ملبے تلے ہے تو یہ تمہاری بھول ہے"۔ شاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر کہاں ہے وہ کتاب"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"تمہارے لباس کی جیب میں"۔ شاری نے کہا تو عمران نے چونک کر لباس کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ واقعی کتاب اس کی جیب میں موجود تھی۔ اسی لمحے ڈرائیور نے جیسے ہی کوٹھی کی طرف مڑنے والی سڑک پر موڑ کاٹا اس نے بے اختیار کار کے بریک لگا دیئے۔ کار کے ٹائر زور سے چرچرائے اور کار سڑک پر گھسٹتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ زوردار جھٹکا لگنے کی وجہ سے عمران کا سر اگلی سیٹ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ یقیناً اس کے چہرہ وطبق

روشن ہو جاتے۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے"۔ عمران نے سیدھے ہو کر چیختے ہوئے ڈرائیور سے کہا لیکن اسی لمحے اس کی نظر ونڈ سکرین سے سڑک پر کھڑے ایک دیو ہیکل سیاہ فام پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ڈرائیور بھی غضبناک نظروں سے اس سیاہ فام وحشی کو دیکھ رہا تھا جو سڑک کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ موڑ مڑتے ہی وہ سیاہ فام اس کی کار کے سامنے آگیا تھا۔ اگر ڈرائیور بریک لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر کر دیتا تو کار یقینی طور پر اس سیاہ فام سے جا ٹکراتی لیکن بروقت بریک لگنے کی وجہ سے کار سڑک پر گھسٹتی ہوئی اس دیو قامت سیاہ فام سے ایک انچ پہلے جا رکی تھی۔ وہ سیاہ فام کوئی اور نہیں جوزف تھا۔ جوزف کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ چمک آ گئی تھی۔

"اوہ۔ یہ منگالو قبیلے کا شہزادہ یہاں کیا کر رہا ہے"۔ اچانک عمران کو شاری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس۔ جلدی سے ٹیکسی سے باہر نکلو۔ میں تمہیں آگے نہیں جانے دوں گا"۔ اچانک جوزف نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران۔ اس کی بات مت سننا۔ یہ تمہارا دشمن ہے"۔ اچانک شاری نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"دشمن"۔ عمران کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ ہاں۔ یہ منگالو قبیلے کا وحشی تمہارا دشمن ہے۔ اس سے

دور رہو ورنہ یہ تمہارے ٹکڑے اڑا دے گا"۔ شاری نے اسی انداز میں کہا۔

"باس۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ٹیکسی سے باہر آؤ۔ جلدی"۔ جوزف نے زور سے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر میں چاروں طرف سے نوکیلے کیل گڑ گئے ہوں جن کی نوکیں اس کے دماغ میں اترتی جا رہی ہوں۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔

"غور سے سنو عمران۔ منگالو قبیلے کا وحشی تمہارا دشمن ہے۔ ایسا دشمن جس کی زندگی تمہاری موت ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائے اس کا خاتمہ کر دو۔ فوراً"۔ شاری کی چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران کا جسم یکبارگی اس زور سے کانپا جیسے اسے شدید سردی لگ رہی ہو۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے روشنی بحال ہو گئی۔ ونڈ سکرین سے اسے پہلے سڑک پر جوزف کھڑا دکھائی دے رہا تھا اب اسے یوں لگ رہا تھا جیسے سڑک پر ایک خوفناک شیطانی عفریت کھڑی ہو جس کا چہرہ انتہائی بھیانک تھا۔ اس کے سر پر لمبے لمبے سینگ تھے اور منہ کھلا ہوا تھا جہاں سے اس کے لمبے اور آری کے دندانوں کی طرح نوکیلے دانت دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے کان خرگوشوں کے کانوں کی طرح لمبے اور نوکیلے تھے اور اس کے ہاتھ پیر حد سے زیادہ بڑے بڑے نظر آ رہے تھے۔ اس کی انگلیوں کے

ناخن بھی لمبے تھے اور چھریوں کی طرح تیز نظر آ رہے تھے۔ عمران کو اپنے دماغ میں تیز چبھن کا احساس ہوا تو اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری نکل گئی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جلدی سے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔

"گڈ گاڈ۔ جلدی کرو باس۔ میرے پاس آجاؤ"۔ عمران کو جوزف کی مسرت بھری آواز سنائی دی مگر اسی لمحے ایک بار پھر اس کے دماغ میں چبھن سی محسوس ہوئی اور جوزف کے الفاظ اور اس کا لہجہ اسے یوں سنائی دینے لگا جیسے" وہ خوفناک انداز میں کہہ رہا ہو آؤ میرے دشمن میں آج تمہارا خون پینے کے لئے آیا ہوں۔

"تم میرا کیا خون پیو گے خبیث درندے میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا"۔ عمران نے جواباً دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف کی جانب انتہائی خونخوار انداز میں بڑھتا چلا گیا۔

جوزف کو چونکہ ساری حقیقت کا علم ہو چکا تھا اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ عمران اس وقت کس مصیبت میں پھنسا ہوا ہے اور یہ کہ اس پراسرار اور جادوئی معاملے میں اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے اس لئے اس نے پاملا کی مدد سے عمران کو شاری اور اس کے جادوئی واروں سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شاری جیسی خوفناک بدروح آسانی سے کسی کے قابو میں آنے والی نہیں ہے اور نہ ہی اسے کسی طرح سے اس کے ارادوں سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اسی طرح ایک بدروح کا دوسری بدروح نہ صرف مقابلہ کر سکتی ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کو فنا بھی کرنے کی قوتیں رکھتی ہیں۔ جوزف نے پاملا سے کام لینے کا صحیح مصرف تلاش کر لیا تھا اس لئے وہ بے حد خوش تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس دنیا میں کوئی کام بے مقصد اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔

ایک معمولی اور بے مقصد نغمہ الاپنے سے پاملا کی بدروح اس
کے سامنے آ گئی تھی جسے وہ اپنے لئے سردرد سمجھنے لگا تھا اور یہ سوچ
سوچ کر پریشان ہوا جا رہا تھا کہ وہ اس بدروح سے اپنا پیچھا کس طرح
چھڑائے ۔ اب وہی بدروح اس کے لئے کارآمد اور اس کے پاس عمران
کے لئے زندگی کا پیغام بن گئی تھی ۔ اگر پاملا نہ بتاتی تو اسے واقعی
کسی طور اس بات کا علم نہ ہو سکتا تھا کہ عمران ان دنوں کس
مصیبت میں دوچار ہے اور شاری جیسی خوفناک بدروح کے مقابلے
میں جوزف جیسے انسان کی بھی صلاحیتیں کم پڑ سکتی تھیں ۔ لیکن اب
پاملا کی مدد سے نہ صرف وہ عمران کو ان پریشانیوں اور مصیبتوں سے
نکال سکتا تھا بلکہ اسے شاری جیسی بھیانک اور پراسرار قوتوں کی
مالک بدروح سے نجات بھی دلا سکتا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو جوزف ۔ اپنا اگلا کام بتاؤ"۔ پاملا نے جو اس
کے سامنے کھڑی اسے غور سے دیکھ رہی تھی ایک بار پھر جوزف سے
مخاطب ہو کر کہا تو جوزف اپنے خیالوں سے نکل آیا۔

"دیکھو پاملا ۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے تمہیں جان
بوجھ کر نہیں بلایا ۔ تم اور تمہارا وچ ڈاکٹر فادر پاشولا میرے پاس
آئے تھے ۔ تم کہتی ہو کہ تم اس وقت تک یہاں سے واپس نہیں جاؤ
گی جب تک تم میرے ستر کام پورے نہ کر دو ۔ یہی بات ہے ناں"۔
جوزف نے کہا۔

"ہاں ۔ یہی بات ہے"۔ پاملا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب تک تم نے میرے لئے صرف دو کام کئے ہیں ۔ ابھی بہت
سے کام باقی ہیں جنہیں پورا کرنا تمہارا فرض ہے"۔ جوزف نے اس
کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ میں تمہارے سب کام کروں گی"۔ پاملا نے کہا۔

"تمہیں وہی کرنا ہو گا جس کا میں تمہیں حکم دوں گا ۔ یعنی تم ہر
حال میں میرے احکام کی پابندی کرو گی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں ۔ میں تمہارے ہر حکم کی پابندی کروں گی اور تمہارا ہر حکم
بجا لاؤں گی"۔ پاملا نے جواب دیا۔

"میں تم سے اگر کوئی بات پوچھوں گا تو کیا اس کا جواب بھی تم
ان ستر کاموں کے دائرے میں ہی مجھے بتاؤ گی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں ۔ تمہارے ہر سوال کا جواب تمہاری خواہش کے مطابق ہی
ہو گا"۔ پاملا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم میری کنیز اور میں تمہارا آقا ہوں ۔ ہے ناں"۔ جوزف
نے کہا۔

"ہاں ۔ ستر کام پورے کرنے تک تم میرے آقا ہو"۔ پاملا نے
جوزف کی توقع کے مطابق جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میرے کسی حکم کی تعمیل نہ کر سکو گی یا میرا حکم ماننے
سے انکار کر دو گی تو تم اسی لمحے فنا ہو جاؤ گی ۔ یہ بھی درست ہے
ناں"۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں ۔ درست ہے ۔ بالکل درست ہے"۔ پاملا نے بلا جھجک

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سنو۔ اب تم مجھے صرف جوزف نہیں آقا جوزف کہہ کر بلاؤ گی"۔ جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پاملا تمہیں آقا جوزف کہہ کر بلائے گی۔ آقا جوزف"۔ پاملا نے بغیر کسی تامل کے کہا۔

"تم کنیز ہو اور ہر کنیز کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے آقا کے ہر حکم کی تعمیل کرے اور اس سے جو پوچھے اس کا صحیح صحیح اور مکمل جواب بھی دے"۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں"۔ پاملا نے زور زور سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنو۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اب تم ہر وقت یہ پوچھنے کے لئے میرے سر پر سوار نہیں رہو گی کہ میرا اگلا حکم کیا ہے۔ فادر پاشولا نے تمہیں سات دنوں کا وقت دیا ہے۔ ان سات دنوں میں تمہیں میرے کام پورے کرنے ہیں۔ میں تمہیں جب بھی کہوں گا تب ہی تم میرے لئے کام کرو گی۔ بولو کیا تم میرے اس حکم کی تعمیل کرو گی"۔ جوزف نے اس کی طرف مسلسل گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں آقا جوزف کے اس حکم کی تعمیل کروں گی"۔ پاملا نے کہا تو جوزف کے چہرے پر اطمینان کے آثار پیدا ہو گئے جیسے وہ پاملا کو اپنے ڈھب میں لانے پر کامیاب ہو گیا ہو۔

"گڈ۔ اب مجھے تم شتاری اور اس شیطانی کتاب کے بارے میں مزید بتاؤ"۔ جوزف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تم جو مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دے سکتی ہوں آقا جوزف۔ خود سے کسی بات کا جواب دینا میرے بس میں نہیں ہے"۔ پاملا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ۔ میں اپنے باس کو شیطانی کتاب اور شتاری کے سحر سے کیسے نجات دلا سکتا ہوں"۔ جوزف نے کہا۔

"شتاری نے تمہارے باس عمران کو اپنے سحر میں بری طرح جکڑ رکھا ہے۔ عمران نے چونکہ خود ہی شیطانی الفاظ پڑھے تھے اس لئے روشنی کے نمائندے فوری طور پر اس کی مدد کو نہیں آ رہے ہیں۔ شاید وہ کسی خاص وقت کے انتظار میں ہیں اور نہ عمران ان سے مدد حاصل کرنے کہیں جا سکتا ہے۔ شیطانی الفاظ پڑھنے کی وجہ سے عمران کے ذہن سے مقدس نام اور مقدس کلام بھی مٹ گیا ہے۔ اس کا دل و دماغ ان شیطانی الفاظ کی گہری غلاظت میں ڈوب چکے ہیں اس لئے سب سے پہلے اس کے دل اور دماغ کو پاک کرنا ہو گا۔ جیسے ہی عمران کا دل اور دماغ پاک ہو گا اسے روشن کلام اور مقدس نام یاد آ جائیں گے اور وہ شتاری کے ہر قسم کے سحر سے بچ سکے گا۔ عمران کے دل اور دماغ کو پاک کرنے کے لئے سب سے پہلے تمہیں اس کے جسم پر سات زخم لگانے پڑیں گے۔ ایسے زخم جن سے خون پانی کی طرح بہہ نکلے۔ پھر اس حالت میں جب عمران پر موت کی سی غنودگی

طاری ہو جائے تو تمہیں اس حالت میں اسے آب سرخ پلانا ہو گا۔ آب سرخ کے پیتے ہی نہ صرف عمران کا دل اور دماغ پاک ہو جائے گا بلکہ اس کے زخم بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ پھر شاری تو کیا کوئی بھی شیطانی طاقت عمران کے نزدیک بھی نہ پھٹک سکے گی۔ شاری نے عمران کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے نظروں کا فریب دے رکھا ہے عمران کے ذہن سے تاریک پردے ہٹ جائیں گے اور اسے ساری حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ پھر شاری جیسے ہی کسی لڑکی کا جسم حاصل کر کے عمران کے قریب آنے کی کوشش کرے تو عمران اس پر آب سرخ پھینک دے۔ آب سرخ کی وجہ سے شاری کا نہ صرف وہ جسم جل کر راکھ ہو جائے گا جو اس نے اپنا رکھا ہو گا بلکہ اس کی بدروح بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریکیوں میں غائب ہو جائے گی"۔ پاملا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آب سرخ سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ جوزف نے ساری بات سمجھ کر جلدی سے پوچھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو آقا جوزف۔ گندی اور شیطانی بدروحوں کو فنا کرنے کے لئے افریقہ کے وچ ڈاکٹر جنگلوں کے ایک سرخ پھل کا رس نچوڑ کر اپنے پاس رکھتے تھے۔ اس رس کا رنگ سرخ ہوتا ہے جسے وہ آب سرخ کہتے تھے۔ یہاں وہ پھل تو نہیں ہے لیکن ایک پھل یہاں ایسا ضرور ہے جسے اگر نچوڑا جائے تو اس سے سرخ رنگ کا رس حاصل کیا جا سکتا ہے اور وہ پھل اس ملک میں وافر تعداد میں پایا جاتا

ہے جسے اس دنیا کے لوگ انار کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں"۔ پاملا نے کہا تو جوزف نے اطمینان کا ایک گہرا سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیسے انار کے بارے میں بتا کر پاملا نے اس کی بہت بڑی مشکل آسان کر دی ہو۔

"اس شیطانی کتاب کا کیا ہو سکتا ہے جس کے بارے میں تم نے کہا تھا کہ باس جب تک اس کتاب کے آخری شیطانی الفاظ نہیں پڑھے گا وہ کتاب سے کسی صورت چھٹکارا حاصل نہیں کر سکے گا۔ تم نے یہ بھی کہا تھا کہ کتاب کے آخری الفاظ پڑھنے سے باس بھی اسی لمحے ہلاک ہو جائے گا۔ کیا شیطانی لفظوں والی کتاب کو ضائع کرنے یا اس سے پیچھا چھڑانے کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"پیچھا چھڑانے کے لئے عمران کو کتاب کے آخری الفاظ پڑھ کر اسے لامحالہ کسی دوسرے کے حوالے ہی کرنا ہو گا جس کے نتیجے میں عمران کی موت یقینی ہے۔ اگر عمران اس کتاب کو فنا کر دے تو اس سے نہ صرف عمران کی جان بچ جائے گی بلکہ جوشنا جادو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"۔ پاملا نے کہا۔

"اوہ۔ یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کو کیسے فنا کیا جا سکتا ہے"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔ پاملا کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔

"آقا جوزف۔ جوشنا جادو کی کتاب کو فنا کرنے کے لئے تمہارے باس کو اس جگہ جانا ہو گا جہاں بدروح شاری کا آقا مہابرہمو موجود

ہے۔ عمران کو کسی بھی طریقے سے مہا پر بھوہری چند کو ہلاک کرنا ہو گا۔ مہا پر بھوہری چند کو ہلاک کر کے اگر عمران جوشکا جادو کی کتاب کو اس کے خون سے بھگو لے گا تو اس سے کتاب پر لکھے الفاظ مٹ جائیں گے اور پھر عمران اس کتاب کو اسی وقت جلا کر راکھ بنا سکتا ہے"۔ پالما نے کہا۔

"اوہ۔ کیا یہ کام باس کے سوا کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے اگر میں یا تم اس کتاب کو لے جا کر اس مہا پر بھوہری چند کے خون سے بھگو کر اسے جلانے کی کوشش کریں تو"۔ جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ جوشکا جادو کی کتاب عمران کے نام لگ چکی ہے۔ اس کو فنا کرنے کے لئے عمران کو اکیلے ہی یہ سب کچھ کرنا ہو گا۔ کوئی اور نہ اس علاقے میں جا سکتا ہے جہاں مہا پر بھوہری چند موجود ہے اور نہ ہی اس کتاب کو جلا سکتا ہے"۔ پالما نے کہا تو جوزف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس کا مطلب ہے مجھے یہ سب باتیں باس کو بتانا ہوں گی۔ لیکن میں باس کے پاس جاؤں کیسے۔ اس پر تو شاری سوار ہے۔ بھلا میری باتیں کون سنے گا"۔ جوزف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"عمران تمہاری بات تب سنے گا اور مانے گا جب تم اس کے دل و دماغ کو پاک کر دو گے آقا جوزف اور اس کے لئے تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں"۔ پالما نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ باس کو سات زخم لگانے کے لئے مجھے اس پر حملہ کرنا ہو گا"۔ جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے"۔ پالما نے کہا۔

"لیکن میں اپنے باس دی گریٹ پر حملہ کیسے کر سکتا ہوں اور وہ بھی باس کو شدید زخمی کرنے کے لئے"۔ جوزف نے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتی"۔ پالما نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو جوزف بے اختیار اپنی پیشانی مسلنے لگا۔ عمران جو اس کا دوست، اس کا ساتھی اور اس کا آقا تھا اس پر ہاتھ اٹھانے کا جوزف نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اب پالما کے کہنے پر اسے نہ صرف عمران کا مقابلہ کرنا تھا بلکہ اسے سات زخم بھی لگانے تھے جس کے بارے میں جوزف سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ خود میں اس قدر حوصلہ کہاں سے لائے کہ وہ اپنے گریٹ باس کے جسم پر سات گہرے زخم لگانے کی جرأت کر سکے۔

"ہونہہ۔ پالما یہ بتاؤ باس اس وقت کہاں ہے اور وہ بدبخت شاری کیا کرتی پھر رہی ہے"۔ جوزف نے سر جھٹک کر پالما سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شاری نے عمران کی ہمت توڑنے اور اسے جوشکا جادو کی کتاب کے آخری الفاظ پڑھنے پر مجبور کرنے کے لئے اس کے گرد منفی دنیا کا حصار قائم کر دیا ہے جس میں عمران بری طرح سے پھنستا جا رہا ہے۔

اسی طرح شاری نے بذات خود عمران کے ساتھی طاہر کے پاس جا کر
اس کے ذہن میں بھی یہ بات بٹھا دی ہے کہ عمران ایک خطرناک
قاتل ہے جس کا زندہ رہنا انسانوں اور انسانیت کے لئے سخت خطرہ
ہے۔ طاہر یعنی ایکسٹو نے خود کو مکمل طور پر ایکسٹو بنا لیا ہے اور اس
نے اپنے ساتھیوں کو عمران کی تلاش اور اس کی ہلاکت کا حکم دے
دیا ہے۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی عمران کو ایک سفاک،
بے رحم اور خوفناک قاتل کے روپ میں دیکھ چکے ہیں اس لئے وہ
بھی عمران کو ہر صورت میں تلاش کر کے اسے پکڑنا چاہتے ہیں۔ وہ
بھی عمران کی تلاش میں سرگرداں ہو چکے ہیں۔ ادھر عمران کے ذریعے
شاری عمران کی والدہ اور بہن تک پہنچنا چاہتی ہے۔ عمران کی والدہ
چونکہ ایک نیک اور برگزیدہ خاتون ہیں اس لئے شاری خود کوٹھی
میں جا کر ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر پا رہی اس لئے اس نے
عمران کا سہارا لیا ہے تاکہ عمران کوٹھی میں جائے تو وہ بھی اس کے
ساتھ آسانی سے کوٹھی میں داخل ہو جائے۔ وہ عمران کے سامنے اس
کی والدہ اور اس کی بہن کو شدید اذیتوں سے دوچار کرنا چاہتی ہے
تاکہ عمران کو یقین ہو جائے کہ شاری اپنی طاقتوں سے کچھ بھی کر
سکتی ہے۔ یہ سب عمران کی نظروں کا دھوکا ہو گا مگر شاری کو یقین
ہے کہ عمران اپنی والدہ اور بہن کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر
یقیناً اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا اور وہ آسانی سے جوشنگا جادو کی
کتاب کے آخری الفاظ پڑھ کر کتاب اس کے حوالے کرنے پر تیار ہو

جائے گا اور یہی شاری چاہتی ہے"۔ پالما نے کہا تو جوزف نے ایک
بار پھر جبڑے بھینچ لئے۔ شاری نے واقعی عمران کے گرد بری طرح
سے شکنجے کسنا شروع کر دیئے تھے۔

"لیکن شاری ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ شاری
عمران اور اس کے قریبی ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ پھر عمران
کے ساتھی اسے تلاش کیوں کر رہے ہیں"۔ جوزف نے ایک خیال
کے تحت چونک کر پالما سے پوچھا۔

"میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا تھا کہ شاری عمران اور اس کے
قریبی ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرے گی مگر وہ انہیں شدید ترین زخمی
ضرور کر سکتی ہے۔ اگر عمران کا اپنے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہوا تو شاری
عمران کے ذہن میں اپنے پنجے گاڑ دے گی جس سے عمران کو اپنے
ساتھی اپنے دشمن نظر آنے لگیں گے اور اس کے ساتھیوں کی نظروں
میں عمران ان کا سب سے بڑا دشمن ہو گا"۔ پالما نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"اوہ"۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ
واقعی عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کا ٹکراؤ ہو گیا تو ایسی
صورت میں جبکہ وہ شاری کے سحر میں گرفتار ہوں گے تو وہ ایک
دوسرے کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

"کیا تم شاری کا کوئی بندوبست کر سکتی ہو"۔ جوزف نے چند
لمحے توقف کے بعد پالما سے پوچھا۔

"کیسا بندوبست"۔ پالما نے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم جگاروں کو اٹھا کر افریقہ کے ویرانوں میں موجود ہزاروں سال پرانے سیاہ کنوئیں کی سیاہ دلدل میں لے جا کر پھینک دو تاکہ وہ وہاں سے کبھی باہر نہ آ سکیں"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا یہ تمہارا حکم ہے آقا جوزف"۔ پالما نے غور سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی"۔ پالما نے کہا۔

"تو جاؤ۔ شکاری نے یہاں جتنے جگارے بلا رکھے ہیں ان سب کو لے جا کر سیاہ کنوئیں کی سیاہ دلدل میں پھینک دو"۔ جوزف نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا تو پالما نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اسی وقت وہاں سے غائب ہو گئی۔ پالما کے غائب ہوتے ہی جوزف تیزی سے اندرونی عمارت کی جانب بھاگا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کی جیکٹ کی جیب میں کئی چھوٹے چھوٹے خنجر موجود تھے۔ وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ آندھی اور طوفان کی طرح کار میں بیٹھا سر عبدالرحمان کی کوٹھی کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ پالما نے اسے بتا دیا تھا کہ عمران اپنی اماں بی اور ثریا کی وجہ سے کوٹھی کی جانب جا رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ نادانستگی میں عمران کوٹھی جا کر اماں بی اور ثریا کو مصیبتوں میں مبتلا کرے۔ جوزف

عمران کو ہر صورت میں کوٹھی میں جانے سے روکنا چاہتا تھا اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ سر عبدالرحمان کی کوٹھی کے قریب سے گزرتا چلا گیا اور پھر اس نے کار سڑک کی سائیڈ پر روکی اور کار سے اتر کر سڑک پر آ گیا۔ کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اسے سڑک کے موڑ سے ایک ٹیکسی مڑتی دکھائی دی ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر جوزف کو عمران بیٹھا صاف نظر آ گیا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی جوزف اچھل کر سڑک پر آ گیا۔ اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور نے کار کو بریک لگا دیئے۔ کار کے ٹائروں کی آوازوں سے ماحول بری طرح سے چیخ اٹھا اور کار سڑک پر بری طرح سے گھسٹتی ہوئی عین جوزف کے قریب آ کر رک گئی۔ ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے عمران نے بھی جوزف کو دیکھ لیا تھا جبکہ ٹیکسی ڈرائیور جوزف کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ شاید جوزف کا قد کاٹھ دیکھ کر ٹیکسی میں بیٹھا رہ گیا تھا ورنہ ٹیکسی سے باہر آ کر شاید وہ جوزف کی اس حرکت پر شدید ردعمل کا اظہار کرتا۔

"باس۔ جلدی سے ٹیکسی سے باہر نکلو۔ میں تمہیں آگے نہیں جانے دوں گا"۔ جوزف نے چیختے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران غور سے جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"باس۔ میں کہہ رہا ہوں ٹیکسی سے باہر آؤ۔ جلدی"۔ جوزف نے عمران کو خاموشی سے ٹیکسی میں بیٹھا دیکھ کر اور زیادہ تیز چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف نے عمران کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار

پھیلتے دیکھے۔ عمران کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا ہو اور اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

"باس باس۔ کیا ہوا باس"۔ جوزف نے باس کا بگڑتا ہوا چہرہ دیکھ کر بوکھلا کر کہا۔ اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھول کر جوزف کی طرف دیکھا اور یہ دیکھ کر جوزف بری طرح چونک اٹھا کہ اس بار عمران کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو گئی تھیں اور اس کا چہرہ غصے اور نفرت سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور اچھل کر باہر آ گیا۔

"گڈ گاڈ۔ باس جلدی کرو باس۔ میرے پاس آ جاؤ"۔ عمران کو ٹیکسی سے نکلتے دیکھ کر جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران کی نظریں بدستور جوزف پر گڑی ہوئی تھیں۔ وہ جوزف کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔ اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور کو نہ جانے کیا سوجھی کہ اس نے جلدی سے ٹیکسی موڑ کر نہایت تیزی سے واپس اسی سڑک پر دوڑا دی جس طرف سے وہ آیا تھا۔

"تو تم میرا خون پینے کے لئے آئے ہو۔ منگالو قبیلے کے عفریت"۔ عمران نے جوزف کے سامنے آ کر اسے سرخ نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ جوزف عمران کا لہجہ سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس

نے غور سے عمران کی طرف دیکھا تو اسے عمران کے سر پر ایک بڑھیا کا سایہ لہراتا دکھائی دیا جس نے دونوں ہاتھوں کے ناخن عمران کے سر میں گاڑ رکھے تھے۔

"اوہ۔ تو تمہارے دماغ پر اس بدبخت شاری نے پنجے گاڑ رکھے ہیں"۔ جوزف نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم میرے دشمن ہو اور میں اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا اس لئے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا"۔ عمران نے جوزف کی بات ان سنی کرتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ سمجھتا عمران اس پر مخالفت بری طرح سے جھپٹ پڑا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر نیچے جھکتے ہوئے جوزف کی ٹانگوں پر اس زور سے ٹانگیں ماریں کہ جوزف کسی بھی طرح اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔

یہ آفیسر کالونی تھی اور اس طرف چونکہ عام گاڑیوں کا داخلہ ممنوع تھا اس لئے سڑک دور دور تک ویران نظر آ رہی تھی۔ بیس پچیس فرلانگ کے فاصلے پر پرائیویٹ گاڑیوں کو روکنے کے لئے آہنی راڈ لگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے پرائیویٹ گاڑیاں آگے نہیں بڑھ سکتی تھیں اس راڈ کے دائیں بائیں مسلح محافظ موجود تھے جو شاید اس وقت اپنے کیبنوں میں تھے۔ وہ بھی اس طرف نہیں دیکھ رہے تھے ورنہ وہ ایک دیوہیکل سیاہ فام اور ایک عام سے نظر آنے والے انسان کو

اس طرح بیچ سڑک پر لڑتے دیکھ کر بھاگ کر اس طرف آجاتے۔

جوزف جیسے ہی نیچے گرا عمران نے پوری قوت سے اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن اسی لمحے جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف کروٹ بدل لی جس کے نتیجے میں عمران منہ کے بل سڑک پر گرا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ بروقت آگے نہ کر دیئے ہوتے تو ٹھوس سڑک پر یقیناً اس کے چہرے کا بھرتہ بن گیا ہوتا۔ زمین پر گرتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن اس سے پہلے جوزف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"رک جاؤ باس۔ فار گاڈ سیک۔ میری بات سنو"۔ جوزف نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن عمران کے ذہن پر جیسے خون سوار ہو چکا تھا جو جوزف کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔ غصے سے اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتا ہوا جوزف پر جا پڑا لیکن اس بار جوزف ہوشیار تھا۔ جیسے ہی عمران اڑتا ہوا اس کے قریب آیا جوزف نے دونوں ہاتھ پھیلا کر یوں عمران کو دبوچ لیا جیسے باز کبوتر کو فضا میں دبوچ لیتا ہے۔ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے بازوؤں کو گردش دے کر عمران کو گرانا چاہا لیکن اسی لمحے عمران نے اس کی پنڈلیوں پر ٹانگیں ماریں اور فضا میں اچھلا۔ دوسرے ہی لمحے عمران کے ہاتھ جوزف کے کندھوں پر پڑے اور عمران کا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ جوزف پنڈلیوں پر ضرب کھا کر ایک لمحے کے لئے

لڑکھڑا سا گیا تھا اور اس کی گرفت عمران پر ڈھیلی پڑ گئی تھی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران نے اپنے جسم کو اچھالا اور پھر وہ جوزف کے اوپر سے ہو کر قلابازی کھاتا ہوا جوزف کے عین عقب میں آ گیا۔ اس سے پہلے کہ جوزف مڑتا عمران نے پلٹ کر سر کی زور دار ٹکر جوزف کی کمر پر ماری۔ جوزف کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر ایک بار پھر زمین پر جا پڑا۔ اس نے بھی دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنا چہرہ زخمی ہونے سے بچا لیا تھا۔ جیسے ہی جوزف گرا اسی لمحے عمران نے اس کی کمر پر چھلانگ لگا دی۔ وہ پیروں کے بل جوزف کی کمر پر آ کھڑا ہوا تھا اور زور دار جھٹکا لگنے سے جوزف کا سینہ اس بری طرح سے زمین سے ٹکرایا کہ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔ شدید تکلیف کی وجہ سے وہ تڑپا تو عمران اس کی کمر سے اچھل کر دوسری طرف جا گرا مگر پھر ان دونوں نے اٹھنے میں ایک ہی لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ جوزف جیسے ہی اٹھا عمران نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور اس نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر پوری قوت سے جوزف کے سینے پر مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کی ٹانگیں پکڑ کر اچانک عمران کے سینے پر اس زور سے ٹانگ ماری کہ عمران کا جسم اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کا جسم نیچے آتا جوزف نے تیزی سے بازوؤں کو گردش دی تو عمران کا جسم رول ہوتا ہوا ایک دھماکے سے ٹھوس سڑک پر جا گرا اور دور تک پلٹیاں کھاتا چلا گیا۔

"جوزف مجبور ہے باس۔ تمہارے ذہن پر بدبخت بدروح نے قبضہ جما رکھا ہے ورنہ جوزف دی گریٹ تمہارے لئے جان تو دے سکتا ہے مگر تم پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا"۔ جوزف نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران نے لیٹے لیٹے جست لگائی اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح جوزف کی طرف آیا۔ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کے اس حملے سے بچنے کے لئے دائیں طرف چھلانگ لگائی مگر عمران بھی عمران تھا۔ اس نے اسی لمحے فضا میں قلابازی کھائی اور اس کا جسم تیزی سے اس طرف مڑ گیا جس طرف جوزف نے چھلانگ لگائی تھی۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے جوزف کی گردن کے عقبی حصے پر زوردار مکہ جڑ دیا اور قلابازی کھا کر پیروں کے بل زمین پر آ کھڑا ہوا۔ گردن پر ضرب کھانے کی وجہ سے جوزف کا جسم کمان کی طرح جھک گیا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے خود کو گرنے سے سنبھالا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا اسی لمحے عمران کی گھومتی ہوئی ٹانگ جوزف کے پہلو پر پڑی اور جوزف کسی پھرکی کی طرح گھوم گیا۔ عمران نے دوسری ٹانگ چلائی تو جوزف فضا میں اچھلا اور اڑتا ہوا دور جا گرا۔ اس بار اس کے حلق سے تیز اور انتہائی دردناک چیخ نکل گئی۔ عمران کی زوردار ٹانگ اور سڑک پر گرنے کی وجہ سے اس کی جیسے ہڈیاں کڑک اٹھی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین سے اٹھتا عمران خونخوار درندے کی طرح غراتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ عمران کی ٹانگ

ایک بار پھر حرکت میں آئی اور جوزف کو اپنے سر پر قیامت سی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران نے ایک بار پھر جوزف کے سر پر ضرب لگانے کی کوشش کی مگر جوزف نے بھی بجلی کی سی تیزی سے زمین پر اپنا جسم گھمایا اور اس بار اس کی ٹانگ عمران کی ٹانگ سے اس زور سے ٹکرائی کہ عمران بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور نیچے گر گیا۔ اس بار بھی وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ عمران کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا مگر جوزف کے چہرے پر اطمینان تھا۔ وہ عمران پر حملے کم اور اپنا دفاع زیادہ کر رہا تھا وہ جانتا تھا کہ عمران کے ذہن پر ایک ناپاک بدروح نے قبضہ کر رکھا ہے جس کی وجہ سے عمران کو دوست اور دشمن کی پہچان نہیں ہو رہی۔ وہ عمران کا وفادار تھا اس لئے وہ عمران کو نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن عمران پر تو جیسے جنون سوار تھا۔ وہ جوزف کو اپنا بدترین دشمن سمجھ رہا تھا لیکن جوزف بھی چونکہ عمران کے جسم پر سات زخم لگانا چاہتا تھا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اسے بھی عمران پر جوابی کارروائی کرنی ہو گی ورنہ عمران جیسے انسان سے مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

اچانک عمران کا جسم تیزی سے حرکت میں آیا۔ جوزف نے عمران کے وار سے بچنے کے لئے تیزی سے سائیڈ بدل لی لیکن عمران جوزف کے قریب آ کر کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس کا پاؤں پوری قوت سے جوزف کی پسلیوں سے خوفناک انداز میں ٹکرایا۔ جوزف نے بھی

تڑپ کر پلک جھپکنے کے وقفے میں عمران پر بالکل ایسی ہی ضرب لگائی جس کے نتیجے میں دونوں بری طرح سے لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ دونوں نے ہی بیک وقت خود کو گرنے سے سنبھال لیا تھا۔

عمران نے سنبھلتے سنبھلتے اچانک کسی چھلاوے کی طرح چھلانگ لگائی اور اس نے خوفناک فلائنگ کک جوزف کے عین سینے پر ماری تو جوزف اور زیادہ بری طرح لڑکھڑا گیا۔ اس کا چہرہ شدید تکلیف کے تاثرات سے بگڑ گیا تھا۔ فلائنگ کک مار کر عمران نے یکلخت قلابازی کھائی اور جوزف کو دائیں پہلو پر ایک بار پھر عمران کی فلائنگ کک کھانا پڑی جس کے نتیجے میں وہ چیختا ہوا نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ جوزف اٹھتا عمران نے زمین پر قدم جماتے ہی سڑک پر دو تین کروٹیں لیں اور جوزف کے قریب آ گیا اور پھر جوزف کی چیخوں سے یکبارگی فضا تھرا اٹھی۔ عمران نے جوزف کے قریب آتے ہی اس پر زوردار ٹھوکریں برسانا شروع کر دی تھیں۔ اس کی ٹانگوں کی ضربیں جوزف کی پسلیوں پر یوں پڑ رہی تھیں جیسے کوئی تیز رفتار مشین حرکت میں آ گئی ہو۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور اس نے قلابازی کھائی اور پھر وہ ایک دھماکے سے جوزف کے سینے پر آ گرا۔ جوزف کے حلق سے دھاڑ نما چیخ نکلی تھی اور وہ یوں تڑپنا شروع ہو گیا جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

عمران نے زمین پر آ کر اس کے سر پر دو تین ٹھوکریں ماریں تو

جوزف کے دماغ میں جیسے سچ مچ سورج روشن ہو گیا۔ اسے اپنا سر ناریل کی طرح ٹوٹتا ہوا معلوم ہو رہا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور اسے اپنا ذہن اندھیرے میں ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ عمران کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ جوزف کی طرف ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اگر جوزف کے جسم میں ہلکی سی بھی حرکت کے آثار نظر آئے تو وہ ٹھوکریں مار کر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دے گا۔ اسی لمحے سڑک کے موڑ پر انتہائی تیز رفتاری سے دو کاریں آ کر رکیں۔ کاروں کے دروازے کھلے اور ان میں سے جولیا سمیت سیکرٹ سروس کے ممبر تیزی سے باہر آ گئے اور پھر وہ دوڑتے ہوئے عمران کے قریب آ گئے۔ ان کے چہرے حیرت اور غصے سے بگڑے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر عمران کا چہرہ اور زیادہ بھیانک اور خوفناک ہو گیا تھا جیسے وہ سب اس کے جوزف سے بھی بڑے اور بدترین دشمن ہوں۔ عمران کے چہرے پر درندگی اور اس کا خوفناک پن دیکھ کر وہ سب ٹھٹھک گئے تھے۔

سیکرٹ سروس کے ممبر ایکسٹو کے حکم سے عمران کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے ۔ انہوں نے عمران کے فلیٹ، رانا ہاؤس اور ان تمام جگہوں کی چھان بین کر لی تھی جہاں ان کے خیال کے مطابق عمران مل سکتا تھا ۔ سڑکیں کھنگالنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے تمام ہوٹل بھی چھان مارے تھے مگر عمران کا انہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔

اس وقت سیکرٹ سروس کے ارکان دو کاروں میں ایک ساتھ ہی عمران کی تلاش میں سرگرداں تھے ۔ ان میں سے ایک کار میں جولیا، تنویر اور خاور تھے جبکہ دوسری کار میں صدیقی، چوہان اور نعمانی تھے ۔ جولیا کی کار آگے تھی جس کی ڈرائیونگ خاور کر رہا تھا جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر عمران صاحب کو ہو کیا گیا ہے"۔ خاور نے کہا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور وہ پاگل ہو چکا ہے اور اسے کیا ہو سکتا ہے"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا ۔ وہ خاور کی سائیڈ والی سیٹ پر تھا جبکہ جولیا پچھلی سیٹ پر بیٹھی گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی ۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ غم اور کرب کے ملے جلے آثار نظر آ رہے تھے ۔ خاور اور تنویر کے جملوں پر اس نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔

"نہیں ۔ میرا دل نہیں مانتا کہ عمران صاحب پاگل ہو گئے ہوں گے"۔ خاور نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ اگر وہ پاگل نہیں ہوا تو یہ سب کیا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو تنویر"۔ اچانک جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا انداز بے حد سپاٹ اور ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا ۔ جولیا کی آواز سن کر خاور اور تنویر چونک کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے کیونکہ جب سے جولیا نے عمران کو صفدر پر گولیاں برساتے اور اسے ہلاک کرتے دیکھا تھا جولیا کو جیسے چپ سی لگ گئی تھی ۔ وہ ایکسٹو کے حکم پر مجبور ہو کر ان کے ساتھ تو تھی لیکن خاموش اور ہر وقت کھوئی کھوئی سی نظر آتی تھی۔

"مس جولیا ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ یہ سب کارروائیاں عمران صاحب ہی کر رہے ہوں"۔ خاور نے بیک مرر سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ تنویر بھی

چونک پڑا۔

"کیا مطلب"۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہاں کوئی دشمن ایجنٹ کام کر رہے ہوں۔ ان میں سے کسی نے عمران صاحب کا میک اپ کر لیا ہو"۔ خاور نے کہا۔

"میک اپ"۔ جولیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"جی ہاں۔ آپ خود سوچیں۔ اگر عمران صاحب نے ایسی کارروائیاں کرنی ہوتیں تو انہیں اس طرح کھلے عام اور وہ بھی میک اپ کے بغیر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صاف لگ رہا ہے جیسے کوئی عمران صاحب کو جان بوجھ کر ہماری نظروں میں بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے"۔ خاور نے کہا۔

"لیکن کسی کو کیا پڑی ہے کہ وہ عمران کا ہی میک اپ کر کے ایسی کارروائیاں کرتا پھرے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ ہاں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ سب کچھ جو ہوا ہے اس میں عمران صاحب کا کوئی ہاتھ نہیں ہے"۔ خاور نے ٹھوس لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ صفدر کو عمران نے ہماری آنکھوں کے سامنے اغوا کیا تھا۔ پھر وہ صفدر کو اغوا کر کے اپنے فلیٹ میں لے گیا اور ہم اس کے تعاقب میں تھے۔ اگر وہ عمران نہیں تھا تو کون تھا جو نہ صرف عمران کے انداز میں چل پھر رہا تھا بلکہ اس کی آواز اور لہجے

سے بھی واقف تھا اور پھر وہ عمران کے فلیٹ میں پہنچ گیا تھا۔ پھر صفدر بھی ہمیں عمران کے فلیٹ کے پچھلے حصے میں موجود کوڑے کے ڈھیر پر ملا تھا۔ ظاہر ہے اسے عمران نے ہی کھڑکی سے پھینکا ہو گا اس کے بعد جب ہم صفدر کو لے کر فاروقی ہسپتال کی طرف جا رہے تھے تب عمران اپنی سپورٹس کار میں ہمارے سامنے آیا تھا اور اس نے اندھا دھند ہم پر فائرنگ کر دی تھی۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہم بچ گئے ورنہ عمران نے ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور پھر اس عمران نے مس جولیا کی کار میں موجود ہمارے سامنے صفدر کو زبردست فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا تھا"۔ تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تمام باتیں اپنی جگہ بالکل صحیح اور درست ہیں تنویر۔ لیکن"۔ خاور کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"۔ جولیا نے فوراً ہی کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"مس جولیا۔ معلوم نہیں کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ سب جان بوجھ کر ہمیں الجھانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ عمران صاحب کو ہمارے سامنے لا کر ہمیں ذہنی ٹینشن دی جا رہی ہے تاکہ ہم صرف اور صرف عمران صاحب کے بارے میں ہی سوچتے رہ جائیں"۔ خاور نے اسی انداز میں کہا۔

"چلو۔ اگر تمہاری بات مان بھی لی جائے کہ کوئی ہمیں الجھا رہا

پر الٹا رہا ہے اور عمران کے میک اپ میں یہ سب کرتا پھر رہا ہے
لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود عمران کہاں ہے۔ کیا وہ ان
سب واقعات سے لاعلم ہے"۔ تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
"ہو سکتا ہے اس کارروائی سے پہلے کسی نے عمران صاحب کو
منظر سے ہٹا دیا ہو۔ وہ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوں کہ انہیں
اصل صورت حال کا علم ہی نہ ہو"۔ خاور نے کہا۔
"خاور۔ تمہاری یہ باتیں دل کو بہلانے کے لئے اچھی ہیں مگر
مدلل نہیں ہیں۔ صرف اندازوں کی بنیاد پر عمران کو اور اس کی
کارروائیوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور پھر تم کیوں بھول رہے
ہو کہ چیف نے بھی ان تمام وارداتوں کا ذمہ دار عمران کو ہی ٹھہرایا
ہے۔ اس کے حکم سے ہم عمران کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں"۔ ابھی
جولیا نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ اسی لمحے اچانک سرخ رنگ کی
ایک سپورٹس کار تیزی سے ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔
"عمران"۔ جولیا نے سپورٹس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے
ہوئے عمران کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ تنویر اور خاور کے ساتھ ان
کے پیچھے موجود صدیقی، نعمانی اور چوہان نے بھی غالباً عمران کو دیکھ
لیا تھا۔ عمران کی کار نہایت تیزی سے سیدھی سڑک پر اڑی جا رہی
تھی۔
"جلدی کرو خاور یہ عمران یا جو کوئی بھی ہے ہمیں ہر حال میں
اس تک پہنچنا ہے"۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو خاور نے کار کی رفتار

تیز کر کے عمران کی کار کے پیچھے ڈال دی۔ عمران کی کار آگے جا کر
نہایت تیزی سے ایک دوسری سڑک پر مڑ گئی تھی۔ خاور کی کار کی
رفتار تیز ہوتے دیکھ کر صدیقی نے بھی کار کی رفتار تیز کر دی تھی۔ وہ
آندھی اور طوفان کی طرح کاریں دوڑاتے ہوئے اس دوسری سڑک پر
پہنچے جس طرف عمران کی کار مڑی تھی مگر اب وہاں دور دور تک
عمران کی کار نظر نہیں آ رہی تھی حالانکہ وہ بھی سیدھی سڑک تھی اور
کئی کلومیٹر تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سڑک کے اطراف میں کوئی
ذیلی سڑک بھی نہیں تھی جس طرف عمران کی کار کے مڑنے کا احتمال
ہو سکتا تھا۔ وہ کاریں دوڑاتے رہے مگر عمران کی کار انہیں نہ ملی تھی
اور نہ ملی۔
"حیرت ہے۔ یہ عمران صاحب کی کار آخر غائب کہاں ہو گئی
ہے"۔ خاور نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے عمران کی کار سر عبدالرحمان صاحب کی کوٹھی کی
طرف گئی ہے"۔ تنویر نے کہا۔
"او ہاں۔ اس سڑک کا اختتام واقعی اس سڑک پر ہوتا ہے جس
طرف سر عبدالرحمان صاحب کی کوٹھی ہے"۔ خاور نے کہا۔
"تو پھر جلدی کرو۔ کار کی رفتار اور بڑھاؤ۔ عمران جس طوفانی
رفتار سے کار کو اس طرف لے گیا ہے مجھے اس کے ارادے ٹھیک نظر
نہیں آتے"۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا
جبکہ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کار کی سپیڈ بڑھا دی۔ پھر سڑک کے موڑ

کے قریب پہنچتے ہی انہوں نے بریک لگا دیئے کیونکہ انہیں عمران موڑ
کی دوسری طرف سڑک کے عین بیچ کھڑا دکھائی دے گیا تھا۔ اس
کے سامنے سڑک پر جوزف بے حس و حرکت گرا پڑا تھا۔ عمران کے
چہرے پر وحشت اور درندگی دیکھ کر انہیں یہ سمجھنے میں ایک لمحے کی
بھی دیر نہیں لگی تھی کہ جوزف کی حالت عمران کی ہی مرہون منت
تھی۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ سب تیزی سے کاروں سے نکل آئے تھے
کاروں کے رکنے کی آوازیں سن کر عمران بھی پلٹ کر ان کی جانب
دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر درندگی اور سفاکی دیکھ کر ایک لمحے کے
لئے وہ سب ٹھٹھک سے گئے تھے۔

"ع۔ ع۔ عمران۔ یہ تم۔ تم"۔ جولیا نے عمران کے چہرے پر
وحشت دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ آؤ۔ رک کیوں گئے ہو۔ تم سب کا بھی یہی حال کروں گا جو
میں نے اس کالے دیو کا کیا ہے"۔ عمران نے ان کی جانب قہر بار
نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر ان سب کے
چہرے حیرت اور پریشانی سے بگڑتے چلے گئے۔ عمران کا بدلا ہوا انداز
ان کے لئے واقعی حیران کن تھا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں چیف نے آپ کو لینے کے لئے بھیجا
ہے"۔ صدیقی نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون چیف۔ میں کسی چیف کو نہیں جانتا"۔ عمران نے غراتے
ہوئے کہا۔

"عمران۔ تم ہوش میں تو ہو۔ اس کے بدلے ہوئے تیور دیکھ
کر جولیا نے درشتی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو ہوش میں ہوں لیکن میں تم سب کے ہوش ابھی گم کر
دوں گا"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ نہایت خطرناک انداز میں ان کی
طرف بڑھنے لگا۔

"تو تم ہمارا مقابلہ کرنا چاہتے ہو"۔ جولیا نے اس کا خطرناک
انداز دیکھ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں تم سب کو ہلاک کر دوں گا۔ میرا نام عمران ہے
عمران"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ تم سب۔ اگر یہ مقابلے پر اتر ہی آیا ہے تو آج میں اسے
بتا دوں گا کہ تنویر کے بازوؤں میں اس قدر طاقت ہے جو اسے گھٹنے
ٹیکنے پر مجبور کر دے گا"۔ تنویر نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے ان
سب کو پیچھے روکتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اچانک اور
نہایت پھرتی سے عمران کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا جیسے
ہی عمران کی طرف آیا عمران الٹا گھوما اور اس نے لیفٹ ہک اس
قدر تیزی اور زوردار انداز میں تنویر کے سینے پر مارا کہ تنویر اسی انداز
میں اڑتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں پر جا پڑا۔ وہ پورے زور سے نعمانی
اور صدیقی سے ٹکرایا تھا اور ان دونوں کو لئے ہوئے دوسری طرف
الٹ کر گر پڑا تھا۔

"عمران"۔ جولیا حلق کے بل چیختی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے

عمران کی طرف لپکی لیکن اسی لمحے عمران کا ہاتھ گھوما اور جولیا کی کمر پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ بری طرح چیختی ہوئی نیچے جا گری۔ یہ دیکھ کر نعمانی اور چوہان کے چہرے غصے سے بگڑ گئے۔ وہ جیسے ہی عمران کی طرف بڑھے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ان پر چھلانگ لگا دی۔ عمران کی چھلانگ سے وہ بروقت اپنا دفاع نہ کر سکے تھے اور عمران ان دونوں کو لیتا ہوا بیک وقت سڑک پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی عمران تڑپ کر اٹھا اور دوسرے ہی لمحے اس کی لات انتہائی تیزی سے گھومتی ہوئی تنویر کے جبڑے پر پڑی جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ساتھ ہی عمران نے جسم کو گھما کر سر کی ٹکر نعمانی کے سینے پر مار دی جو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ان دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ عمران نے تیزی سے ہاتھ پیر چلاتے ہوئے دوسرے ساتھیوں کو بھی بے دردی سے مارنا شروع کر دیا۔ پھر عمران نے اچھل کر تنویر پر لات چلانا چاہی لیکن اسی لمحے خاور نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر زور سے جھٹک دی جس کے نتیجے میں عمران دھب سے منہ کے بل سڑک پر گر پڑا۔ اسی لمحے تنویر نے چھلانگ لگائی اور عمران پر آ گرا۔ عمران نے اپنے جسم کو زوردار جھٹکا دیا تو تنویر الٹ کر جولیا اور چوہان پر آ گرا اور پھر وہاں جیسے طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ عمران کسی چھلاوے کی طرح اپنے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ پہلے پہل تو سوائے تنویر کے سب عمران کے حملوں سے اپنا بچاؤ کرتے رہے مگر پھر عمران کا جارحانہ انداز دیکھ کر وہ بھی غصے میں آ گئے اور ان کے

درمیان انتہائی اعصاب شکن اور خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ عمران کا چہرہ کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے حملے اس قدر شدید، تیز اور خوفناک تھے کہ وہ کسی بھی طرح اپنا دفاع نہیں کر پا رہے تھے، یہاں تک کہ وہ سب عمران کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر سڑک پر گر گئے۔ ان میں نعمانی، خاور، تنویر اور چوہان بے ہوش ہو چکے تھے۔ صرف صدیقی اور جولیا ہوش میں تھے مگر ان کے چہرے بھی زخمی تھے۔ ان کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا اور ان کی حالت ایسی تھی جیسے ان میں اٹھنے کی ذرا بھی سکت باقی نہ رہی ہو۔ عمران جارحانہ انداز میں صدیقی کی طرف بڑھا کہ اچانک اس کے دائیں کندھے پر ایک خنجر آ لگا۔ عمران کے حلق سے خونخوار بھیڑیئے جیسی غراہٹ نکلی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا لیکن اسی لمحے ایک اور خنجر اڑتا ہوا آیا اور اس کے دائیں بازو میں پیوست ہو گیا۔

جوزف نے ایک زور دار جھرجھری لی اور دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن پر چھایا ہوا غبار یکلخت دور ہوتا چلا گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر سڑک پر سیکرٹ سروس کے ممبران کو بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر اس کے دماغ میں جیسے چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں۔ عمران اس وقت صدیقی کی طرف جا رہا تھا۔

عمران جس کے دماغ پر خبیث بدروح نے قبضہ کر رکھا تھا اپنے ہی ساتھیوں کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا جسے روکنا جوزف کے لئے بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ جوزف نے جلدی سے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹے سائز کے کئی خنجر نکال لئے۔ پھر اس نے ایک خنجر کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں نوک کے سرے سے پکڑ لیا۔ اسی لمحے عمران صدیقی کے قریب پہنچ چکا تھا جوزف کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے خنجر نکل کر برق رفتاری سے

عمران کے داہنے کاندھے میں پیوست ہو گیا۔ عمران کے حلق سے خونخوار بھیڑیے جیسے آواز نکلی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا۔ اسی لمحے جوزف نے اس پر ایک اور خنجر کھینچ مارا جو عمران کے دائیں بازو میں جا لگا تھا۔

"تو تم ابھی زندہ ہو کالے دیو"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف کے ہاتھ سے تیسرا اور پھر چوتھا خنجر نکل کر عمران کی طرف بڑھا لیکن عمران تیزی سے چھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا اور جوزف کا پھینکا ہوا خنجر سڑک پر جا گرا۔ عمران غراتا ہوا تیزی سے جوزف کی طرف آنے لگا مگر جوزف اب جیسے عمران کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے عمران پر ایک اور خنجر کھینچ مارا تھا۔ عمران نے جیسے ہی اس خنجر سے بچنے کی لئے دائیں طرف چھلانگ لگائی اسی لمحے جوزف نے برق رفتاری سے یکے بعد دیگر دو مزید خنجر اس کی طرف پھینک دیئے۔ دونوں خنجر عمران کے بائیں بازو اور دائیں ٹانگ ٹانگ پر لگے۔ عمران ٹھٹھک سا گیا تھا۔ اس نے ٹانگ میں لگے ہوئے خنجر کو دیکھا۔ اسی وقت ایک اور خنجر اڑتا ہوا آیا اور اس کے دائیں پہلو میں جا لگا۔ اس بار عمران کے منہ سے سسکاری نما آواز نکل گئی تھی۔ عمران کے جسم میں پانچ خنجر گڑ چکے تھے اور وہ جوزف کی جانب خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ جوزف نے ایک اور خنجر بائیں ہاتھ میں لے کر عمران کی طرف پھینکا مگر اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ دوسرے ہی لمحے جوزف کا پھینکا

ہوا خنجر اس کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ عمران نے کمال پھرتی کا مظاہرہ
کرتے ہوئے خنجر کو فضا میں ہی دبوچ لیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ
جوزف عمران پر مزید خنجر پھینکتا عمران نے خنجر اس پر کھینچ مارا۔ ساتھ
ہی اس نے پوری قوت سے جوزف پر چھلانگ لگا دی۔ جوزف نے نہ
صرف خود کو خنجر کی زد سے بچا لیا بلکہ اس نے عمران کو چھلانگ
لگاتے دیکھ کر اونچی چھلانگ لگائی اور پھر وہ عمران کے اوپر سے ہوتا
ہوا قلابازی کھا کر اس کے عقب میں آ گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران
اس کی طرف مڑتا جوزف نے ایک اور خنجر عمران کی داہنی پنڈلی میں
اتار دیا تھا۔ چھٹے خنجر کے لگتے ہی عمران یکلخت لڑکھڑا گیا تھا۔ اس سے
پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا جوزف نے انتہائی تیزی سے ساتواں خنجر بھی
پوری قوت سے عمران پر کھینچ مارا۔ عمران نے تیزی سے پلٹنے کی
کوشش کی مگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور جوزف کا
پھینکا ہوا خنجر اس کے سینے میں پیوست ہوتا چلا گیا۔ عمران کے حلق
سے دردناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ایک دھماکے سے سڑک پر جا گرا
اس کا جسم خون سے بھر گیا تھا۔ سات کے سات خنجر اس کے جسم
کے مختلف حصوں میں پیوست تھے جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔
عمران چند لمحے سڑک پر گرا ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہا پھر وہ
ساکت ہو گیا۔

"عمران"۔ جولیا کی دہشت زدہ چیخ سنائی دی جو زمین پر گری
جوزف کو عمران پر خنجر برساتے دیکھ رہی تھی۔ عمران کو اس طرح

گرتے اور ساکت ہوتے دیکھ کر وہ حلق کے بل چیخ اٹھی تھی جبکہ
عمران کو خنجر مار کر جوزف کھڑا یوں ہانپ رہا تھا جیسے وہ کئی کلومیٹر
کی دوڑ لگا کر آ رہا ہو۔ جولیا کی چیخ سن کر وہ تیزی سے جولیا کی طرف
بڑھا۔

"اوہ۔ مس جولیا آپ ٹھیک تو ہیں ناں"۔ جوزف نے جولیا سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"تت۔ تم نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ تت۔ تم تم"۔ جولیا
نے جوزف کی طرف پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور پھر شدت غم
سے اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

"اوہ گاڈ۔ یہ تو سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اب میں ان کا کیا
کروں۔ میرا تو باس کو یہاں سے لے جانا بے حد ضروری ہے مگر ان
کو بھی میں اس حال میں یہاں نہیں چھوڑ سکتا"۔ جولیا کو بے ہوش
ہوتے دیکھ کر جوزف نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے اس نے خاور کی کراہ سنی تو وہ چونک پڑا۔ خاور کے جسم میں
حرکت کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔ شاید وہ پوری طرح سے بے
ہوش نہیں ہوا تھا۔

"گاڈ۔ خاور صاحب ہوش میں آ گئے"۔ جوزف نے کہا اور تیزی
سے خاور کی طرف آیا جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جوزف نے
آگے بڑھ کر اسے اٹھنے میں مدد دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے
ساتھیوں کو اور عمران کو خون میں لت پت دیکھ کر اس کے چہرے

پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ عمران صاحب"۔ خاور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کے جسم میں اسے خنجر گڑے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا سارا جسم خون سے لت پت تھا اور وہ یوں بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جیسے اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہو۔

"تم باس کی فکر مت کرو۔ ان سب کو اٹھاؤ اور جلدی سے ہسپتال لے جاؤ۔ باس کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں اسے لے جا رہا ہوں"۔ جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا تو خاور بوکھلا کر جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دوسروں کے مقابلے میں کم زخمی ہوا تھا اس لئے وہ آسانی سے اٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ عمران صاحب کے جسم میں خنجر۔ کیا تم نے عمران صاحب کو خنجر مارے ہیں"۔ خاور نے بدستور عمران کی حالت دیکھتے ہوئے متوحش لہجے میں کہا۔

"یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ اپنے ساتھیوں کی فکر کرو۔ جلدی کرو انہیں ہسپتال پہنچاؤ"۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ خاور کا جواب سنے بغیر تیزی سے عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جلدی سے عمران کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور پھر بھاگتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف۔ میری بات تو سنو۔ جوزف۔ تم عمران صاحب کو اس

حالت میں کہاں لے جا رہے ہو۔ جوزف"۔ خاور نے جوزف کو اس طرح عمران کو لے جاتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن جوزف بھلا اس کی آواز کہاں سننے والا تھا۔ اس نے کار کے قریب پہنچ کر تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر عمران کو پچھلی سیٹوں پر ڈالا اور دروازہ بند کر کے نہایت تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ دوسرے ہی لمحے کار سٹارٹ ہوئی اور کار کے ٹائر زور سے چرچرائے اور پھر کار ایک جھٹکے سے توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ جوزف نے کار کو فل سپیڈ پر چھوڑ دیا تھا۔ اس کا چہرہ شدید پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ پلٹ پلٹ کر پچھلی سیٹوں پر پڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جس کے زخموں سے بدستور خون بہہ رہا تھا اور عمران کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑتا جا رہا تھا۔ پالما کی ہدایات کے مطابق جوزف کو عمران کے جسم پر سات زخم لگانے تھے جہاں سے اس کے خون کا اخراج ہو سکے۔ عمران نے چونکہ نادانستہ طور پر ایک شیطانی کتاب کا منتر پڑھ لیا تھا جس کی وجہ سے اس کا دل اور دماغ ناپاک ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ روشنی کے خاص نمائندے جو ایسی صورت حال میں عمران کی مدد کرتے تھے پیچھے ہٹ گئے تھے جس کی وجہ سے عمران کے ذہن پر شاری جیسی طاقتور اور سفلی بد روح نے پوری طرح قبضہ کر لیا تھا۔ وہ عمران کو ہر صورت میں مجبور کرنا چاہتی تھی کہ عمران اپنی مرضی سے اس کتاب کے آخری شیطانی شلوک پڑھ کر کتاب اس کے حوالے کر دے جس کے لئے عمران تیار نہ ہو

رہا تھا۔

پاملا نے جوزف کو بتایا تھا کہ جب جوزف عمران کے جسم پر سات زخم لگائے گا تو بدروح شاری کا اس پر سے قبضہ ختم ہو جائے گا اور عمران کے جسم سے ناپاک خون خارج ہو جائے گا۔ عمران کو نئی زندگی دینے کے لئے اور اس کو پاک کرنا بے حد ضروری تھا اس لئے جوزف رانا ہاؤس سے نکلتے ہوئے خنجر اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ دست بدست عمران سے لڑ کر اس کے جسم پر زخم لگانے کی کوشش کرے گا تو عمران جیسے انسان سے اول تو اس کا لڑنا ناممکن ہو گا بلکہ وہ کسی بھی طریقے سے عمران کو زخمی نہ کر سکے گا اس لئے اسے دھوکے یا پھر اس کی غفلت میں ہی اسے خنجر مار کر زخمی کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ جوزف نے ایسا ہی کیا تھا۔

دست بدست لڑائی میں وہ واقعی عمران کا مقابلہ نہیں کر سکا تھا اور عمران اسے زخمی کر کے بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر جوزف نے ہوش میں آتے ہی عمران کو جو دیکھا اور دوسرے ممبروں کی طرف متوجہ دیکھا تو اس نے عمران کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر اس پر خنجر کھینچ مارے۔ ساتواں خنجر لگتے ہی عمران بے ہوش ہو کر گر گیا تھا۔ اب جوزف اسے جلد سے جلد رانا ہاؤس میں لے جانا چاہتا تھا۔

جوزف نے عمران کو خنجر تو مار دیئے تھے مگر عمران کو خون میں لت پت دیکھ کر خود اس کے ہاتھ پیر پھولتے جا رہے تھے۔ وہ اس بات سے خوفزدہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ خون بہہ جانے کی

وجہ سے عمران راستے میں ہی ہلاک ہو جائے اس لئے وہ کار کو آندھی اور طوفان کی طرح اڑائے لئے جا رہا تھا۔ خوف اور پریشانی کی وجہ سے جوزف کا رنگ اور زیادہ سیاہ ہو رہا تھا اور اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور تھا۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا باس۔ جوزف دی گریٹ تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا"۔ جوزف نے بیک مرر سے عمران کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک چھپاکا سا ہوا اور جوزف کی سائیڈ سیٹ پر اچانک پاملا نمودار ہوئی۔

"تت۔ تم"۔ پاملا کو سیٹ پر اچانک نمودار ہوتے دیکھ کر جوزف کے منہ سے نکلا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ہاتھ اسٹیئرنگ پر بہک سے گئے تھے جس کی وجہ سے کار بری طرح ڈگمگا گئی تھی مگر اس نے جلدی سے کار کو سنبھال لیا۔

"ہاں۔ میں نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ میں نے تمام جگاروں کو پکڑ کر افریقہ کے پرانے سیاہ کنوئیں کی سیاہ دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ اب وہ وہاں سے کسی صورت بھی باہر نہیں آ سکیں گے"۔ پاملا نے کہا۔

"گڈ۔ گڈ"۔ جوزف نے کہا۔

"یہ تم نے اچھا کیا آقا جوزف کہ تم نے عمران کے جسم سے خنجر نہیں نکالے۔ اگر تم ان کے جسم سے خنجر نکال دیتے تو شاری عمران کو اسی حالت میں لے کر غائب ہو جاتی اور پھر اس کی تلاش میں

تمہیں دربدر بھٹکنا پڑتا"۔ پالملا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں نے تو جلدی میں باس کے جسم سے خنجر نہیں نکالے تھے۔ ورنہ"۔ جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال۔ میں نے کہا ہے ناں کہ یہ اچھا ہو گیا ہے"۔ پالملا نے کہا۔

"شاری کہاں ہے۔ میں نے اس کے سائے کو دیکھا تھا جس نے باس کے سر پر اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھے جس کی وجہ سے باس ایک خونخوار درندہ بن گیا تھا اور مجھے اپنا دشمن سمجھ رہا تھا"۔ جوزف نے کہا۔

"شاری ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ تم پر عظیم وچ ڈاکٹروں کا سایہ ہے اور پھر میں تمہارے ساتھ ہوں اس لئے وہ چاہنے کے باوجود بھی تمہارے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ پہلے اس نے عمران کے دماغ میں اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے جس کی وجہ سے عمران کو تم ایک خوفناک عفریت دکھائی دینے لگے تھے۔ شاری نے عمران کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر صورت میں تمہیں ہلاک کر دے۔ عمران تم کو ہلاک کرنے ہی والا تھا کہ عین وقت پر اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے جس کی وجہ سے شاری اور عمران کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔ شاری نے عمران کو حکم دیا تھا کہ وہ ان سب کو بھی ہلاک کر دے جس کی وجہ سے عمران ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ان دونوں کی غفلت کی وجہ سے تمہیں عمران پر خنجر مارنے کا موقع مل گیا تھا ورنہ شاید عمران

اس قدر آسانی سے تمہارے قابو میں نہ آتا۔ بہرحال جیسے ہی تم نے عمران کو ساتواں خنجر مارا اور عمران بے ہوش ہو کر گر پڑا تو شاری نے اسے چھوڑ دیا تھا اور تم سے اور عمران سے وہ دور جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ تم جیسے ہی عمران کے جسم میں پیوست خنجر نکالو گے وہ عمران کو لے کر وہاں سے غائب ہو جائے گی مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور عمران کو اسی حالت میں اٹھا کر کار میں ڈال دیا جس کی وجہ سے شاری تمہارے پیچھے آنے پر مجبور ہو گئی"۔ پالملا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے جیسے ہی میں باس کے جسم سے خنجر نکالوں گا وہ باس کو لے کر غائب ہو جائے گی"۔ جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں"۔ پالملا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو جوزف کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئیں۔ اسی لمحے اچانک جوزف نے دور سامنے سڑک کے عین درمیان میں بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے دیکھے پتھر اس انداز میں سڑک پر پڑے تھے کہ پوری سڑک بلاک ہو گئی تھی اور آگے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پتھروں کو دیکھ کر جوزف نے کار کی رفتار کم کر دی۔

"اوہ۔ یہ پتھر"۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یہ پتھر شاری نے سڑک پر رکھے ہیں۔ وہ تمہارے راستے میں رکاوٹیں لانا چاہتی ہے کہ تم عمران کی بگڑتی ہوئی حالت سے مجبور ہو

کر اس کے جسم سے خنجر نکال دو"۔ پالما نے کہا۔

"او۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔ میں اس بدبخت بد روح کو باس کو لے جانے نہیں دوں گا"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ کار کی رفتار بتدریج کم کرتا جا رہا تھا۔

"کار مت روکو آقا جوزف۔ اگر کہو تو میں ان پتھروں کو راستے سے ہٹا دوں"۔ پالما نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ جلدی کرو۔ ہٹاؤ دو ان پتھروں کو راستے سے بلکہ میری طرف سے اجازت ہے۔ شاری میرے راستے میں جو بھی رکاوٹ لانے کی کوشش کرے اسے ختم کر دو۔ مجھے باس کو ہر صورت میں اس شیطانی بدروح سے بچانا ہے"۔ جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آقا جوزف کے حکم کی تعمیل پالما کنیز کا فرض ہے"۔ پالما نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے اچانک اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سامنے کی طرف کر کے ہلکا سا جھٹکا دیا تو اچانک سڑک پر پڑے ہوئے پتھر یکلخت غائب ہو گئے۔ پتھروں کو غائب ہوتے دیکھ کر جوزف کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔ اس نے کار کی رفتار یکدم بڑھا دی تھی۔

"گڈ شو"۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اسی لمحے اچانک سڑک پر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور جوزف نے سڑک کے درمیانی حصے کو غائب ہوتے دیکھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سڑک کا درمیانی حصہ ٹوٹ کر نیچے جا گرا ہو اور وہاں ایک بڑی اور گہری کھائی بن گئی

ہو۔

"کار مت روکنا آقا جوزف۔ کار کو سڑک کے درمیانی حصے میں رکھو"۔ پالما نے چیخ کر کہا تو جوزف نے جو اس کھائی کو نمودار ہوتے دیکھ کر ایک بار پھر بوکھلا گیا تھا کار کو سڑک کے عین درمیان میں لے آیا۔ اسی لمحے پالما نے ایک بار پھر ہاتھ جھٹکا تو اچانک اس کھائی پر سیاہ رنگ کا ایک پل سا بنتا چلا گیا جو اس کنارے سے ہوتا ہوا سڑک کے دوسرے کنارے سے جا کر مل گیا تھا۔ یہ پل اتنا چوڑا تھا کہ اس پر سے ایک کار آسانی سے گزر سکتی تھی۔ جوزف تیزی سے کار کو چلاتا ہوا اس پل پر آ گیا اور پھر کار انتہائی برق رفتاری سے اس پل کو کراس کر کے دوسری طرف آ گئی۔

"گڈ گاڈ۔ شاری نے بڑا خوفناک وار کیا تھا۔ اگر تم پل نہ بناتیں تو یقیناً کار اس کھائی میں گر جاتی"۔ جوزف نے سینے میں رکا ہوا سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔

"شاری تمہیں اور عمران کو ہلاک نہیں کرنا چاہتی آقا جوزف۔ وہ تمہیں صرف خوفزدہ کر رہی ہے تاکہ تم کار روک لو اور کسی طرح عمران کے جسم سے اپنے خنجر نکال لو"۔ پالما نے جوزف کو بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ خبیث بدروح اگر اسی طرح میرے پیچھے پڑی رہی تو کچھ بھی کر سکتی ہے۔ کیا تم کسی طرح اسے اس وقت تک روک نہیں سکتیں جب تک کہ میں باس کو لے کر رانا ہاؤس میں نہ پہنچ جاؤں

اور اسے آب سرخ پلا کر پوری طرح سے تندرست نہ کر دوں۔
جوزف نے پالما سے مخاطب ہو کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے مجھے شاری سے باقاعدہ مقابلہ کرنا پڑے گا آقا
جوزف۔ اس مقابلے میں میری جیت بھی ہو سکتی ہے اور ہار بھی۔
اگر میں جیت گئی تو شاری کو صرف کچھ دیر کے لئے مفلوج کر سکتی
ہوں جبکہ شاری کے پاس ایسی طاقتیں ہیں کہ وہ مجھے فنا بھی کر سکتی
ہے۔ اگر میں شاری کو مفلوج کرنے میں کامیاب ہو بھی گئی تو
شاری ایسا منتر پڑھ لے گا جس سے اس کا نہ صرف مفلوج پن ختم ہو
جائے گا بلکہ اس کی طاقتیں کئی گنا بڑھ جائیں گی اور پھر وہ مجھے فنا
کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔ ہاں اگر تم میری مدد
کرنے کا وعدہ کرو تو میں شاری کو ہمیشہ کے لئے مفلوج بنا سکتی
ہوں۔ پھر وہ کسی بھی طرح میرے خلاف کچھ نہیں کر سکے گی"۔ پالما
نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے کیا کرنا ہوگا"۔ جوزف نے جلدی سے پوچھا تو پالما
اسے تفصیل بتانے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کروں گا۔ تم شاری کو مفلوج حالت
میں رانا ہاؤس میں لے آؤ۔ پھر میں اسے خود ہی سنبھال لوں گا"۔
جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم یہاں سے نکل جاؤ"۔ پالما نے کہا اور اسی
لمحے وہ غائب ہو گئی اور جوزف نے کار کی رفتار یکلخت مزید بڑھا دی۔

جوزف عمران کو لے کر نہایت تیزی سے رانا ہاؤس پہنچا تھا۔
راستے میں اس نے عمران پر مسلسل نظر رکھی تھی جس کی حالت بے
حد بگڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ رانا ہاؤس میں آتے ہی جوزف نے کار
پورچ میں روکی اور جلدی سے عمران کو کار سے نکال کر کاندھوں پر ڈالا
اور دوڑتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ مختلف کمروں
سے گزر کر وہ ایک کمرے میں آ گیا۔ اس نے ایک الماری کھول کر
اس میں لگے ایک خفیہ بٹن کو دبایا تو شمالی دیوار پھٹ کر دو
حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی اور وہاں دروازہ نما خلا سا بن گیا جس
میں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ جوزف تیزی
سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا
جوزف نے دروازے کی سائیڈ پر لگے بٹن کو دبایا تو دروازہ خودکار
طریقے سے کھل گیا اور جوزف ایک بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔

کرہ ہال نما تھا اور کسی بڑے آپریشن روم کی طرز کا معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے وسط میں چند سٹریچر پڑے تھے۔ جوزف نے عمران کو ایک سٹریچر پر لٹا دیا اور پھر وہ عمران کی نبض چیک کرنے لگا۔ عمران کی نبض چل رہی تھی جسے محسوس کرتے ہی جوزف کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ پھر وہ تیزی سے کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے چند انجکشن اور خالی سرنجیں نکالیں اور انہیں لئے ہوئے تیزی سے عمران کے قریب آ گیا۔ اس نے خالی سرنجیں اور انجکشنز ایک میز پر رکھے اور اس میز کو عمران کے سٹریچر کے قریب کر دیا۔

فارغ اوقات میں جوزف عموماً عمران سے بہت کچھ سیکھتا رہتا تھا عمران نے اسے انجکشن لگانا اور چھوٹے موٹے زخموں کا علاج کرنے کے تمام جدید طریقے بتا دیئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے جوزف کو ادویات کا استعمال اور انجکشنوں کے بارے میں بھی پوری طرح سے بریف کر رکھا تھا کہ کسی مرض یا تکلیف میں اسے کون سی ادویات اور انجکشنز استعمال کرنے ہیں۔ جوزف نے الماری سے خون روکنے اور طاقت کے انجکشنز نکالے تھے اور پھر اس نے انجکشن سرنجوں میں بھر کر عمران کو لگانے شروع کر دیئے۔ انجکشن لگتے ہی عمران کے خون کا اخراج رک گیا تھا اور اس کے چہرے کی زردی بھی قدرے کم ہو گئی تھی۔ جوزف نے ایک بار پھر عمران کی نبض چیک کی۔

"گڈ گاڈ۔ باس بس کچھ دیر اور پھر تم پوری طرح ٹھیک ہو جاؤ گے"۔ جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ابھی شکاری کے ڈر سے عمران کے جسم سے خنجر نہیں نکالے تھے کہ مبادا شکاری پاملا کے ہاتھوں بچ کر وہاں آ جائے اور وہ عمران کو لے کر وہاں سے غائب ہو جائے۔ البتہ اس نے عمران کو ایک ایسا انجکشن ضرور لگا دیا تھا تاکہ خنجر زیادہ دیر عمران کے جسم میں رہنے کی وجہ سے اس کے جسم میں زہر پیدا نہ کر سکیں۔ چند لمحے جوزف عمران کو غور سے دیکھتا رہا پھر وہ مطمئن ہو کر عمران کو وہیں چھوڑ کر اس کمرے سے نکل آیا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کمرے میں آیا اور پھر باہر آ گیا۔ وہ بازار جا کر آب سرخ یعنی قندھاری انار لانا چاہتا تھا۔ عمران کی جان کو فی الحال کوئی خطرہ نہیں تھا اس لئے جوزف کار لے کر بازار نکل گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آ گیا۔ بازار میں اسے قندھاری سرخ انار تلاش کرنے میں وقت ضرور ہوئی تھی مگر بہر حال اسے اچھے خاصے انار مل گئے تھے جن کا وہ باہر سے ہی رس نکلوا کر ایک کین میں بھر کر لے آیا تھا۔ جیسے ہی اس نے کار پورچ میں روکی اور کار سے باہر نکلا اسی لمحے ایک تیز اور دل ہلا دینے والی چیخ گونجی اور پھر صحن میں ایک زوردار دھماکے سے سفید رنگ کی گٹھڑی نما کوئی چیز آ گری۔ جوزف نے چونک کر دیکھا تو وہ ایک بھیانک شکل والی بڑھیا تھی جس کا جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ بڑھیا بالکل بے حس و حرکت تھی۔ وہ جیسے اچانک آسمان سے نیچے آ گری تھی۔

جوزف تیز تیز چلتا ہوا اس بڑھیا کے قریب آگیا اور حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ بڑھیا کے وجود سے عجیب اور انتہائی ناگوار سرانڈ پھوٹ رہی تھی جس کی وجہ سے جوزف نے بے اختیار ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ اسی لمحے جوزف کے قریب پاملا نمودار ہوئی۔

"آقا جوزف۔ یہ شاری ہے"۔ پاملا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کی بات سن کر جوزف بے اختیار اچھل کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"شاری۔ تاریکیوں کی غلیظ بدروح"۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں۔ میں اسے تمہارے علم سے مفلوج کر کے لے آئی ہوں۔ اب جلدی سے اس کے گرد اپنے خون کا دائرہ بنا دو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا مفلوج پن ختم ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ میرے اور تمہارے لئے عذاب بن جائے گی"۔ پاملا نے کہا۔

"اوہ"۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر جلدی سے اپنی جیکٹ کی جیب سے اس نے ایک خنجر نکال لیا۔ یہ آخری خنجر تھا جو اس کی جیب میں رہ گیا تھا۔

"جلدی کرو جوزف آقا۔ شاری کے وجود میں حرکت شروع ہو گئی ہے"۔ پاملا نے چیختے ہوئے کہا تو جوزف فرش پر پڑی ہوئی بڑھیا کی جانب دیکھنے لگا جس کا وجود واقعی یوں لرز رہا تھا جیسے وہ جان کنی کے عالم میں ذبح کیا ہوا جانور لرزتا ہے۔ جوزف تیزی سے بڑھیا کے

قریب آیا اور اس نے خنجر سے اپنے دائیں بازو کی کلائی پر زخم لگا لیا۔ کلائی سے خون فوارے کی طرح پھوٹ نکلا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تکلیف سے جوزف کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا مگر اس نے تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ نیچے کیا اور جلدی سے بڑھیا کے گرد خون کا دائرہ بنانے لگا۔ جیسے ہی اس نے خون کا دائرہ مکمل کیا اسی لمحے بڑھیا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے حلق سے خوفناک پھنکاروں کی آوازیں نکلیں اور وہ یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے گرد خون کا حصار دیکھا تو وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر بری طرح سے چیخنے لگی اور دائرے میں زخمی ناگن کی طرح ادھر ادھر اچھلنے لگی۔ اسے اس طرح اچھلتے دیکھ کر جوزف بوکھلا کر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کی کلائی سے خون بدستور دھاروں کی طرح بہہ رہا تھا اور اس کی پینٹ تیزی سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔

"بس آقا جوزف۔ شاری اب قید ہو چکی ہے۔ اب یہ یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی۔ تم جا کر جلدی سے اپنے زخم کا علاج کرو۔ خون زیادہ بہہ گیا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے"۔ پاملا نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف کو جیسے اپنے زخم کا خیال آگیا۔ اس نے خنجر ایک طرف پھینکا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی زخمی کلائی پکڑی اور ایک بار پھر عمارت کے اندرونی حصے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ نیچے تہہ خانے میں آکر اس نے الماری سے بینڈیج کا سامان نکالا اور ڈریسنگ کرنا شروع کر دی۔ احتیاط کے طور پر اس نے پین کلر، خون روکنے اور طاقت بڑھانے

والے تین انجکشن بھی خود ہی لگانے تھے۔ ڈریسنگ مکمل کر کے اس نے عمران کی طرف دیکھا جو بدستور بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر عمران کو اٹھایا اور اسے لئے ہوئے کمرے سے نکلتا چلا گیا اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان تھا کیونکہ ایک تو پالا کی مدد سے اس نے شیطانی بدروح کو اپنے خون کے حصار میں قید کر لیا تھا دوسرے اس نے عمران کی زندگی بھی بچالی تھی۔ اب آب سرخ سے اس کو نہلانا اور اسے آب سرخ پلانا باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد عمران پوری طرح سے تندرست ہو کر ہوش میں آسکتا تھا اور یہ سب جوزف کی کاوشوں سے ہوا تھا ورنہ شاید اس پوزیشن میں عمران کا زندہ رہنا ناممکن ہی تھا۔

مہا پربھو کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح دھک رہی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ مجھے اس قدر شدید جھٹکا کیوں لگا ہے اس جھٹکے کا تو یہی مطلب ہے کہ میری کوئی بہت بڑی شکتی فنا ہو گئی ہے"۔ مہا پربھو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"پر تو میری کون سی شکتی فنا ہو سکتی ہے اور اس یوگ میں میری شکتیوں کو کون فنا کر سکتا ہے"۔ مہا پربھو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے پریشانی کے عالم میں سوچتا رہا پھر اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور آنکھیں بند کر لیں اور وہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔

"ساروگی حاضر ہو۔ ساروگی"۔ اس نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے

غار میں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک سرخ رنگ کی بندریا بھاگتی ہوئی اندر آئی۔ یہ بندریا عام بندریوں سے قدرے بڑی تھی اور اس کے جسم پر گھنے سرخ بال تھے اور اس کا چہرہ سیاہ تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر انسانی لڑکی کی شبیہہ تھی۔ اس بندریا نے جھک کر نہایت مؤدبانہ انداز میں مہاپربھو کو پرنام کیا۔ اسی لمحے اچانک اس کے گرد سرخ دھواں سا چھا گیا اور چند لمحوں بعد دھواں چھٹا تو وہاں بندریا کی بجائے ایک بدصورت اور انتہائی سیاہ رنگ کی لڑکی موجود تھی جس کا جسم البتہ اسی طرح گھنے سرخ بالوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔

"ساروگی حاضر ہے مہاپربھو"۔ اس خوفناک عورت نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ساروگی۔ ہم یہاں بیٹھے کالی دیوی کی پوجا کر رہے تھے کہ اچانک ہمارے جسم کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ہماری آتما کو تیز دھار آلے سے گھائل کر رہا ہو۔ ایسا صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کسی مہان گیانی کی مہان شکتیوں میں سے کوئی شکتی فنا ہو گئی ہو یا کر دی گئی ہو۔ تم ہماری مہان شکتیوں کی خبر رکھتی ہو۔ ہمیں بتاؤ ہمارے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے۔ ہماری کون سی شکتی فنا ہوئی ہے"۔ مہاپربھو نے خوفناک سرخ بالوں والی لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں مہاپربھو"۔ ساروگی نے کہا اور اس نے پرنام کرنے والے انداز میں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر لیں اور پھر اس نے وہیں کھڑے رہ کر چاروں طرف گھومنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات نظر آنے لگے تھے۔

"غضب ہو گیا مہاپربھو"۔ ساروگی نے خوف سے بری طرح لرزتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا ہوا"۔ اس کی گھبراہٹ دیکھ کر مہاپربھو نے کہا۔

"شاری کو فنا کر دیا گیا ہے مہاپربھو"۔ ساروگی نے اسی انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر مہاپربھو ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ حیرت اور خوف کی شدت سے بگڑتا چلا گیا تھا۔

"شاری کو فنا کر دیا گیا ہے۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ساروگی۔ تم ہوش میں ہو تو"۔ مہاپربھو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ساروگی نے سچ کہا ہے مہاپربھو۔ ساروگی نے جو دیکھا ہے وہی مہاپربھو کو بتا رہی ہے"۔ ساروگی نے کہا۔

"اوہ۔ پرنتو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شاری کو فنا کیسے کیا جا سکتا ہے"۔ مہاپربھو نے اسی انداز میں کہا۔

"ساروگی نے دیکھا ہے مہاپربھو۔ شاری کو دو ڈاکٹروں سے چھینتے ہوئے جوزف نے جو افریقہ کے پراسرار جنگلوں کے ماٹو قبیلے کا وحشی ہے اپنے خون کے حصار میں قید کر لیا تھا۔ پھر ایک دوسرے

منش نے شاری پر خون کے چھینٹے مار کر خوفناک عذاب دیا اور پھر اس
پر آب سرخ ڈال کر اسے ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا ہے"۔ سارو گی
نے کہا۔

"وچ ڈاکٹروں کا چہیتا بیٹا جوزف۔ کون ہے جوزف اور وہ شاری
جیسی مہان طاقت کو اپنے خون کے حصار میں کیسے قید کر سکتا ہے
اور وہ کون منش ہے جس نے شاری کو خون کے چھینٹے مار کر عذاب
دیا تھا اور اسے آب سرخ سے فنا کیا ہے"۔ مہا پربھو نے غضبناک
لہجے میں کہا تو سارو گی اسے شاری کے عمران کے پاس جانے، اسے
ذہنی طور پر اپنے قابو میں کرنے اور اس کے ساتھ خوفناک برتاؤ
کرنے کے ساتھ ساتھ جوزف اور جوزف کے ساتھ پالا کے بارے
میں ساری تفصیل بتاتی چلی گئی جسے سن کر مہا پربھو کا چہرہ حیرت اور
غصے سے سیاہ پڑ گیا اور اس کی آنکھوں سے غصے سے چنگاریاں سی
پھوٹنے لگی تھیں۔

"اوہ لیکن شاری نے اپنی مدد کے لئے وہاں جگاروں کو بھی بلایا
ہوا تھا"۔ مہا پربھو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مہا پربھو۔ وہ سب شاری عمران کو ڈرانے اور دھمکانے کے
لئے کر رہی تھی۔ شاری عمران کے دل و دماغ پر اپنی وحشت بٹھانا
چاہتی تھی۔ وہ چونکہ زبردستی عمران کو جوشکا جادو کے منتروں کی
کتاب کا آخری منتر نہیں پڑھا سکتی تھی اس لئے وہ چاہتی تھی کہ عمران
اپنی آنکھوں سے تباہی اور بربادی دیکھے اور جب شاری اس کے ذہن

کو آزاد کرے تو اسے یہی معلوم ہو کہ ان ساری ہلاکتوں اور تباہی
کے پیچھے عمران کا ہاتھ ہی ہے اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اس نے
خود ہی اپنے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے اور ایسا اس شیطانی منتر کی وجہ
سے ہوا ہے جو اس نے نادانستہ طور پر پڑھ لیا تھا تو وہ یقیناً دل
برداشتہ ہو جاتا۔ شاری اسے بار بار اور لگاتار ایسے جھٹکے دینا چاہتی
تھی تاکہ عمران کو اپنی زندگی بوجھ اور دوسروں کی ہلاکتوں کا سبب
لگنے لگے۔ وہ لامحالہ ایسی سخت اور خوفناک زندگی سے تنگ آ جاتا اور
پھر شاری اس کا کھانا پینا حرام کر دیتی۔ عمران کھانے کی جس چیز کو
ہاتھ لگاتا وہ اس کے ہاتھ لگتے ہی جل کر راکھ ہو جاتی۔ پانی بھی پینے کی
کوشش کرتا تو پانی بھی بھاپ بن کر اڑ جاتا جس سے عمران ذہنی
طور پر اس قدر پریشان ہو جاتا کہ وہ خودکشی پر آمادہ ہو جاتا۔ یہاں
تک کہ وہ اس عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے کتاب کا آخری منتر
پڑھنے کو تیار ہو جاتا۔ شاری نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا لیکن وہ یہ
نہیں جانتی تھی کہ عمران کا ایک ساتھی ہے جو افریقہ کے جنگلوں کا
باسی اور عظیم وچ ڈاکٹروں کا چہیتا ہے۔ خاص طور پر اسے ایک بہت
بڑے وچ ڈاکٹر نے اپنا بیٹا بنا رکھا ہے۔ ان تمام وچ ڈاکٹروں نے
جوزف پر اپنے سائے کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے اسے خاص طور پر
شیطانی بدروحوں اور سفلی اور شیطانی طاقتوں کی آمد کا فوراً علم ہو جاتا
ہے۔ وہ ان کی بو پالینے سے الرٹ ہو جاتا ہے اس لئے وہ ان
اشلوکوں کو نغمے کی صورت میں گاتا اور گنگناتا رہتا ہے۔ اس طرح

ایک خاص اشلوک کے گنگنانے کی وجہ سے جو وچ ڈاکٹر پاشولا اور اس کی پجارن پاملا کو بلانے اور اس سے مدد مانگنے کے لئے ایک اشلوک پڑھا جاتا ہے جس کی وجہ سے وچ ڈاکٹر پاشولا کا سایہ اور پاملا اس کے سامنے ظاہر ہو گئے۔ جوزف کو اس پجارن پاملا نے ہی شاری کے بارے میں بتایا تھا جس کی وجہ سے جوزف نے جو عمران کو اپنا داس کہتا ہے اس کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر جوزف نے ہی پاملا کو حکم دیا تھا کہ وہ شاری کو مفلوج کر کے اس کے قدموں میں لا پھینکے۔ پاملا اور شاری کا آپس میں بھیانک ٹکراؤ ہوا تھا۔ شاری پاملا کو فنا کرنا چاہتی تھی جبکہ پاملا شاری کو زندہ اور مفلوج حالت میں اپنے آقا جوزف کے پاس لے جانا چاہتی تھی۔ پاملا نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے شاری کو اس کے سر کے بالوں سے پکڑ لیا تھا اور پھر اس نے شاری کو دور دور سے زمین پر مار کر اس کی تمام طاقتوں کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد پاملا نے شاری کو اس کی ٹانگ سے پکڑ کر الٹا لٹکا دیا اور ہزار سال پرانے کنوئیں میں لے گئی۔ الٹا لٹکنے کی وجہ سے شاری پاملا کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھی۔ پاملا نے شاری کو ہزار سال پرانے کنوئیں کے پانی میں ڈبو دیا جس سے شاری مکمل طور پر بے بس اور مفلوج ہو گئی۔ تب پاملا نے اسے لے جا کر جوزف کے سامنے پھینک دیا اور جوزف نے شاری کے گرد اپنے خون کا حصار بنا دیا جس سے نکلنے کا شاری کے پاس کوئی راستہ نہ تھا۔ ساروگی نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ بہت غلط ہوا ہے۔ بہت غلط۔ شاری میری مہان شیطانی طاقتوں میں سے تھی۔ اس کے فنا ہونے سے میری ہزاروں طاقتیں ختم ہو گئی ہیں"۔ مہاپربھو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں مہاپربھو۔ شاری کے فنا ہونے کا مجھے بے حد افسوس ہے"۔ ساروگی نے کہا۔

"ہونہہ۔ اور تم نے یہ بھی کہا ہے کہ عمران جس نے جوشکا جادو کا منتر پڑھ کر کتاب کو اپنی ملکیت بنا لیا تھا اس کے دل و دماغ کو بھی دھو کر پاک کر دیا ہے۔ اب جوشکا جادو کے منتروں والی کتاب پر اس کا کیا اثر پڑے گا"۔ مہاپربھو نے ایک خیال کے تحت چونکتے ہوئے کہا۔

"پاملا نے ہی جوزف کو یہ راستہ دکھایا تھا مہاپربھو۔ پاملا نے کہا تھا کہ اگر عمران کے جسم پر سات گہرے زخم لگا کر اس کا بہت سا خون ضائع کر دیا جائے تو عمران پر سے جوشکا جادو کے منتر کا اثر ختم ہو جائے گا اور پھر عمران کے جسم پر آب سرخ ڈالا جائے اور وہی آب سرخ اسے پلا دیا جائے تو اس سے عمران کا دل و دماغ دھل جائے گا یعنی جوشکا جادو کے منتر کا اس پر سے اثر مکمل طور پر ختم ہو جائے گا اور عمران جس کے سر پر روشنی کی دنیا کے عظیم شاعروں کے ہاتھ ہیں وہ دوبارہ ان کے سائے میں آ جائے گا جو جوشکا جادو کے منتر پڑھنے کی وجہ سے عمران سے دور ہٹ گئے تھے اور عمران کے ذہن سے اس کی مقدس کلام اور نام مٹ گئے تھے۔ اسی وجہ سے شاری عمران جیسے

انسان پر حاوی ہو گئی تھی اور اس کے ذہن پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی ورنہ شاید وہ عمران کے قریب بھی نہ پھٹک سکتی تھی۔ اب عمران چلنے والا عمران بن گیا ہے جس کے قریب جانے سے پہلے شیطانی طاقتوں کو ہزاروں بار سوچنا پڑے گا۔ رہی بات ہوشکا جادو کے منتروں والی کتاب کی تو عمران پر سے اس کتاب کے منتروں کا اثر ختم ہو گیا ہے لیکن کتاب ابھی تک اس کی ملکیت میں ہے۔ وہ جب تک اس کتاب کے آخری منتر کو نہیں پڑھے گا کتاب سے پیچھا چھڑانا اس کے لئے ناممکن ہے"۔ ساروگی نے کہا۔

"پر نتو۔ شکاری نے جو طریقہ اختیار کیا تھا اس کا اثر تو عمران پر سے ختم ہو گیا ہے اور اسے ساری حقیقت کا بھی علم ہو گیا ہے پھر وہ اس کتاب کا آخری منتر پڑھنے پر کیوں مجبور ہو گا جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس منتر کے پڑھتے ہی اس کی مرتیو ہو جائے گی"۔ مہاپر بھو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران جیسے انسان کو توڑنے کے لئے شکاری کا منصوبہ درست تھا مہاپر بھو۔ عمران انسانوں اور انسانیت کی فلاح کے لئے کام کرتا ہے۔ بے گناہ اور معصوم لوگوں کی ہلاکت کو وہ بالکل پسند نہیں کرتا۔ آپ نوگاروں کی فوج کو اس شہر میں بھیج دیں جہاں عمران رہتا ہے۔ نوگارے وہاں عمران کے روپ میں تباہی اور بربادی پھیلائیں گے اور جب بے پناہ بے گناہ انسانوں کی ہلاکت کریں گے تو عمران بری طرح بوکھلا جائے گا اور اسے جب معلوم ہو گا کہ تمام

تباہیاں اور ہلاکتیں اس کی وجہ سے ہو رہی ہیں تو وہ ان تباہیوں اور ہلاکتوں کو یقیناً روکنے کی کوشش کرے گا اور ان تباہیوں اور بربادیوں سے شہر اور شہر کے لوگوں کو بچانے کے لئے اسے لامحالہ کتاب کا آخری منتر پڑھ کر اپنی مرتیو کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہو گا"۔ ساروگی نے مہاپر بھو کو تجویز دیتے ہوئے کہا۔

"نوگارے۔ اوہ۔ نوگارے تو پاتال کی بھوکی بد روحیں ہیں جو بھیڑیوں اور خونخوار درندوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ وہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کو آناً فاناً ختم کر دیں گے"۔ مہاپر بھو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں مہاپر بھو۔ نوگاروں کے سوا آپ کسی بھی شیطانی طاقت کو وہاں نہیں بھیج سکتے۔ وہاں جوزف اور اس کی کنیز پاملا ہے جو تمام شیطانی طاقتوں کو فنا کرنے کے راز جانتے ہیں لیکن نوگارے ایسی طاقتیں ہیں جن کو نہ کسی طرح سے روکا جا سکتا ہے نہ قید کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں فنا کیا جا سکتا ہے بلکہ نوگارے جوزف اور پاملا کو بھی نگل جائیں گے اور جوزف اور پاملا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے"۔ ساروگی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ساروگی۔ مجھے وہاں نوگارے ہی بھیجنے ہوں گے۔ پر نتو۔ نوگاروں کو پاتال سے بلانے اور انہیں شہہ کرنے میں میرا بڑا سے برباد ہو جائے گا اور پھر وہ پاتال سے باہر آکر بھینٹ بھی تو مانگیں گے۔ وہ کیا بھینٹ مانگیں گے یہ تو میں بھی

نہیں جانتا"۔ مہا پربھو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"بہرحال مہا پربھو۔ ان نوگاروں کے سوا آپ کے پاس اب ایسی کوئی طاقت نہیں ہے جو کہ جوزف اور پالما کی موجودگی میں اس علاقے میں جا سکے"۔ ساروگی نے کہا تو مہا پربھو گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو ایسے ہی سہی۔ میں نوگاروں کو ہی پاتال سے بلانے کا انتظام کرتا ہوں"۔ چند لمحے سوچنے کے بعد مہا پربھو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے غار میں ایک تیز اور انتہائی کریہہ چیخ بلند ہوئی اور اچانک مہا پربھو کے سامنے ایک عجیب اور بھیانک شکل والی عورت نمودار ہوئی۔ اس عورت کا چہرہ شکاری اور ساروگی سے کہیں زیادہ بھیانک اور ہیبت ناک تھا اس کے جسم پر سفید رنگ کا لبادہ تھا جو اس کی گردن سے لے کر پیروں تک جا رہا تھا۔ اس سیاہ بدروح کے سر پر بیلوں کی طرح دو مڑے ہوئے اور نوکیلے سینگ بھی تھے۔

"مہا گنی"۔ سینگوں والی بدروح کو دیکھ کر مہا پربھو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"مہا گنی مہا پربھو کو پرنام کرتی ہے"۔ سینگوں والی بدروح نے تیز اور چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو مہا گنی۔ کیا کام ہے مجھ سے"۔ مہا پربھو نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مہا پربھو کی جے ہو۔ عظیم مہا پربھو۔ ایک منش آیا ہے۔ وہ اپنا نام عمران بتاتا ہے اور اس کے پاس جوشکا جادو کی مہان کتاب بھی ہے اور وہ آپ سے ملنے کی اجازت چاہتا ہے"۔ مہا گنی نے اسی طرح چیختے ہوئے مگر بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران کا نام سن کر مہا پربھو بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کی حیرت جیسے منجمد سی ہو کر رہ گئی تھی اور وہ مہا گنی کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے مہا گنی کی دماغی پر شک ہو رہا ہو۔

عمران کے ذہن میں سنسناہٹ سی ہوئی اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی انتہائی گہرے اور اندھے کنویں میں ڈوب کر ابھر رہا ہو۔ اس کے ذہن میں چھائی ہوئی تاریکی چھٹتی جا رہی تھی۔ پھر کچھ ہی دیر بعد اس کے ذہن سے تاریکی یوں چھٹ گئی جیسے رات کے گھپ اندھیرے کے بعد دن نکل آتا ہے۔

پہلے تو عمران خالی الذہنی کی کیفیت میں زمین پر لیٹا کھلے آسمان کو گھورتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کے شعور کی دھندلی پرچھائیاں اس کے لاشعور پر چھاتی چلی گئیں۔ اس نے چونک کر اپنے قریب کھڑے جوزف کی طرف مڑ کر دیکھا جو اس کے قریب کھڑا مسرت بھرے جذبات سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر عمران جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اے شب دیجور کے آخری ستارے۔ اس کھلی قبر میں منکر نکیر کی

جگہ تم کیوں کھڑے ہو"۔ عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر اپنے مخصوص موڈ میں کہا تو جوزف کے چہرے پر جیسے پھلجھڑیاں سی بکھرتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ باس آپ کو ہوش آگیا۔ نہ صرف ہوش آگیا بلکہ آپ پہلے جیسی پوزیشن میں بھی آگئے ہیں"۔ جوزف نے فرط مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اسے اچانک یاد آگیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کیا ہوتا رہا تھا۔ ایک خبیث بدروح نے کس طرح اسے پریشان کر رکھا تھا۔ سارے منظر عمران کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھوم گئے تھے۔ پھر عمران کو آخری منظر یاد آیا جب شاری کے کہنے پر وہ اماں بی اور ثریا سے ملنے کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ کوٹھی کی طرف مڑتے ہی اچانک ٹیکسی ڈرائیور نے بریک لگا دیئے تھے کیونکہ سڑک پر جوزف کسی کالے دیو کی طرح ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ اس نے سنا تھا کہ جوزف اسے ٹیکسی سے باہر آنے کے لئے کہہ رہا تھا مگر پھر اچانک اس کے دماغ میں تیز چبھن کا احساس ہوا جس کی وجہ سے عمران کو اس وقت یہی محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی تاریک ہو گیا ہو۔ اس دوران کیا ہوا تھا اور وہ کیا کرتا رہا تھا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اتنی دیر گہری نیند سویا رہا ہو اور اس کے بعد اب اس نیند سے جاگا ہو۔ اسے اپنا سارا جسم سرخ خون میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔ خون کے ساتھ ساتھ اس کا لباس اور جسم

عجیب سے چپچپاہٹ آمیز مادے سے تھڑا ہوا تھا۔

"یہ سب کیا ہے جوزف"۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں یکلخت بے پناہ سنجیدگی آ گئی تھی۔

"میں نے آپ کے دل و دماغ کو پاک کیا ہے اور کچھ نہیں کیا"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"دل و دماغ کو پاک کیا ہے۔ کیا مطلب"۔ عمران نے چونک کر کہا تو جوزف جلدی جلدی اسے ساری حقیقت بتاتا چلا گیا جسے سن کر عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"باس۔ میں نے پالما کے کہنے پر آپ کو کھلے آسمان تلے لٹا دیا تھا پھر میں نے آپ کے جسم سے خنجر نکالے اور آپ پر آب سرخ ڈال دیا اس کے بعد میں نے آب سرخ آپ کو پلا بھی دیا تھا۔ پالما نے آب سرخ میں عظیم ویچ ڈاکٹر پاگورا کے تالاب سے مقدس پانی بھی لا کر ملا دیا تھا جس کی وجہ سے آپ کے جسم پر موجود تمام زخم بھی غائب ہو گئے"۔ جوزف نے کہا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں اس قدر عجیب و غریب اور پراسرار حالات سے گزرتا رہا ہوں اور مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ اس بار تو میں سفلی طاقتوں کے شکنجے میں بری طرح جکڑا گیا تھا۔ اگر تم اور پالما یہ سب کچھ نہ کرتے تو میں شاید واقعی اس مرتبہ اس شیطانی طاقتوں سے مار کھا گیا تھا"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں باس۔ اس بار تو واقعی آپ کی قسمت نے ہی آپ کا ساتھ دیا ہے ورنہ آپ کے سر پر جس طرح سے شتاری جیسی ہیبت ناک بدروح سوار ہو گئی تھی وہ آپ کو یقیناً اس حالت میں لے آتی کہ آپ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتے"۔ جوزف نے کہا۔

"مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہوا ہے جوزف۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ہے جو میں اس قدر خوفناک مرحلوں سے گزرنے کے باوجود زندہ سلامت کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ واقعی مسبب الاسباب ہے۔ ادھر ایک شیطانی بدروح کا مجھ پر حاوی ہونا اور ادھر تمہارے ذریعے پالما جیسی بدروح کا مدد کرنا"۔ عمران نے عجز و انکساری سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"باس۔ اب آپ غسل کر لیں تاکہ آپ کا جسم بھی آپ کے دل و دماغ کی طرح پاک ہو جائے۔ اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ نے کیا کرنا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"ضرور۔ لیکن پالما اور شتاری کہاں ہیں۔ کیا وہ مجھے نظر نہیں آ رہیں"۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اسے وہاں نہ پالما دکھائی دے رہی تھی اور نہ ہی شتاری جو کہ جوزف کے کہنے کے مطابق وہیں موجود تھیں۔ البتہ عمران کو ایک جگہ خون کا سرخ دائرہ ضرور دکھائی دے رہا تھا جو یقیناً جوزف کا ہی خون تھا اور اس خون کے حصار میں اس نے شتاری جیسی شیطانی بدروح کو قید کر رکھا تھا۔

"اس لئے تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ غسل کر لیں ۔ پھر
آپ کو شاری بھی دکھائی دے گی اور پاملا بھی"۔ جوزف نے کہا تو
عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ غسل کرنے اور لباس وغیرہ
تبدیل کرنے کے لئے اندرونی کمرے کی طرف چلا گیا۔ تقریباً آدھے
گھنٹے بعد عمران واپس آیا تو وہ کافی فریش تھا۔ جوزف بدستور صحن
میں موجود کھڑا تھا اور کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران کی نظریں اس
خون کے دائرے پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اسے اس
دائرے میں سفید بالوں والی بڑھیا صاف دکھائی دے رہی تھی ۔ یہ
وہی بڑھیا تھی جو عمران کے سامنے کسی سارتی کے روپ میں آئی تھی
اور عمران نے اس پر ایکٹرا ریڈ ریز فائر کی تو سارتی کا روپ جل کر
راکھ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ ہیبت ناک اور سفید بالوں والی بڑھیا
عمران کے سامنے ظاہر ہو گئی تھی۔ شاری خون کے دائرے میں بری
طرح ناچتی اور چیختی چلاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی ۔ یوں لگ رہا
تھا جیسے اسے شیشے کے بڑے ستون میں قید کر دیا گیا ہو اور وہ اس
ستون سے نکلنے کے لئے بری طرح سے ہاتھ پیر مار رہی ہو ۔ اس کا چہرہ
پہلے سے زیادہ بھیانک اور بگڑا ہوا تھا۔

"ہونہہ ۔ تو یہ ہے وہ بدبخت شیطانی بدروح"۔ عمران نے بڑھیا
کی جانب غصیلی اور نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس ۔ یہ بے حد طاقتور اور خوفناک بدروح تھی ۔ اگر پاملا
میری مدد نہ کرتی تو میں بھی شاید اس سے آپ کو نہ بچا سکتا"۔ جوزف

نے کہا۔

"شاری تو مجھے دکھائی دے رہی ہے لیکن پاملا کہاں ہے"۔
عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے ابھی آپ کے سامنے آنے کا حکم دیتا ہوں"۔ جوزف
نے کہا اور پھر اس نے دائیں طرف دیکھ کر عجیب سی زبان میں کچھ کہا
تو اچانک عمران کو وہاں ایک سیاہ فام دبلی پتلی لڑکی دکھائی دینے لگی
جس کے جسم پر رنگ برنگے پرندوں کے پر تھے ۔ اس کے سر پر بھی
رنگ برنگے پرندوں کا تاج تھا اور وہ واقعی جوزف کے ہی قبیلے کی
معلوم ہو رہی تھی۔

"گڈ شو ۔ اسے کہتے ہیں بلیک بیوٹی ۔ بالکل تمہاری جوڑی دار
معلوم ہو رہی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف دانت
نکالنے لگا۔

"ارے ۔ یہ ابھی تم نے اسے ظاہر ہونے کے لئے کون سی زبان
بولی تھی"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"یہ قدیم زمانے کی بدروحوں کی زبان ہے باس ۔ اسے گاڈا کہتے
ہیں ۔ گاڈا زبان مجھے خاص طور پر میرے عظیم ورچ ڈاکٹر نے بدروحوں
سے باتیں کرنے کے لئے سکھائی تھی"۔ جوزف نے فاخرانہ لہجے میں
کہا۔

"کیا اس کی زبان میں نہیں سمجھ سکتا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس ۔ فوری طور پر تو میں آپ کو یہ زبان نہیں سکھا سکتا

ہاں بعد میں آپ کو یہ زبان ضرور سکھا دوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

"خوب۔ اس کا مطلب ہے بدروحوں کی زبان سیکھنے کے لئے مجھے تم جیسی بدروح سے باقاعدہ ٹیوشن لینا پڑے گی"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو جوزف بھی ہنس دیا۔ اسی لمحے پاملا نے اپنی زبان میں جوزف سے کچھ کہا تو جوزف چونک کر اس کی بات سننے لگا۔

"کیا کہہ رہی ہے یہ"۔ عمران نے پاملا کے خاموش ہونے پر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پاملا کہہ رہی ہے کہ شاری کو جلد سے جلد فنا کر دیا جائے۔ اگر اس کے آقا مہا پربھو کو اس کے قید ہونے کا علم ہو گیا تو وہ اس کی آزادی کے لئے کسی اور شیطانی ذریت کو یہاں بھیج سکتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ پاملا سے پوچھو کہ اس خبیث بدروح کو فنا کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہو گا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں باس۔ آپ آب سرخ جس میں عظیم وچ ڈاکٹر پاگوا کے مقدس تالاب کا پانی ملا ہوا ہے اسے آپ اس شاری پر ڈال دیں تو یہ ابھی فنا ہو جائے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ میں اسے اس قدر آسانی سے فنا نہیں کرنا چاہتا۔ اس نے مجھے جس قدر ذہنی عذاب سے گزارا ہے میں بھی اسے اسی قدر اذیت ناک انداز میں تڑپا تڑپا کر فنا کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے نفرت بھری نظروں سے شاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جوزف

نے ایک لمحے کے لئے عمران کی طرف دیکھا اور پھر وہ مڑ کر پاملا سے اس کی زبان میں باتیں کرنے لگا۔

"باس۔ اگر تم اس بدروح کو تڑپانا اور اذیت دینا چاہتے ہو تو اس پر خون کے کوڑے مارو۔ تمہارے خون کے کوڑے اس کے لئے کسی بھی طرح خوفناک عذاب سے کم نہ ہوں گے"۔ جوزف نے پاملا سے بات کرنے کے بعد عمران سے کہا۔

"خون کے کوڑے۔ یہ خون کے کوڑے کیا ہوتے ہیں"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"تم اپنی انگلی پر زخم لگاؤ اور خون کے چھینٹے اس بدروح پر پھینکو تمہارے خون کے چھینٹے اس پر کوڑوں کی طرح برسیں گے اور یہ انتہائی شدید اور خوفناک عذاب میں مبتلا ہو جائے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"لاؤ خنجر۔ میں اس رذیل بدروح کو اس خوفناک عذاب سے ضرور دوچار کروں گا"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو جوزف نے آگے بڑھ کر گرا ہوا وہ خنجر اٹھایا جس سے اس نے اپنی کلائی زخمی کر کے شاری کے گرد خون کا حصار باندھا تھا اور اس خنجر کو وہیں پھینک دیا تھا۔ عمران کو اس خبیث بدروح پر واقعی شدید غصہ آ رہا تھا جس نے اس کے ہاتھوں اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے اسباب پیدا کر دیئے تھے اور انہیں یقینی ہلاکت کے قریب کر دیا تھا۔ عمران نے جوزف سے خنجر لیا اور پھر اس نے اپنی شہادت کی انگلی پر

ایک کٹ لگایا جس سے اس کی انگلی پر خون کے قطرے ابھر آئے تھے
پھر وہ خون کے حصار کے قریب آگیا۔ شاری اسے اپنے قریب آتے
دیکھ کر ٹھٹھک گئی اور اس کی جانب خوفزدہ اور گھبرائی ہوئی نظروں
سے دیکھ رہی تھی۔

"ن۔ نہیں۔ نہیں۔ میرے قریب مت آؤ۔ رک جاؤ۔ وہیں
رک جاؤ"۔ شاری نے عمران کی جانب خوف اور دہشت بھری
نظروں سے دیکھتے ہوئے بری طرح چیخ کر کہا۔

"کیوں۔ اب مجھ سے تم اس قدر کیوں ڈر رہی ہو۔ پہلے تو تم
میرے سر پر سوار تھی اور اب چیخ رہی ہو"۔ عمران نے دائرے کے
قریب جا کر اس کی طرف نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"م۔ میں خود نہیں آئی تھی عمران۔ مجھے میرے آقا نے بھیجا تھا۔
میں اس کے حکم پر مجبور تھی۔ مجھے شما کر دو۔ جانے دو مجھے یہاں سے
میں یہاں سے ہمیشہ کے لئے تاریکیوں میں غائب ہو جاؤں گی اور پھر
کبھی بھول کر بھی یہاں نہیں آؤں گی۔ شما کر دو مہاراج عمران۔
شما کر دو"۔ شاری نے بری طرح سے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں رذیل بدروح۔ میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔ میں تم
جیسی خبیث بد روح کو تڑپا تڑپا کر اور سسکا سسکا کر فنا کرنا چاہتا
ہوں"۔ عمران نے غضبناک لہجے میں کہا تو شاری بری طرح چیخنے لگی
وہ عمران کو طرح طرح سے لالچ دے رہی تھی۔ اسے ڈرانے کی
کوشش کر رہی تھی لیکن اب عمران پوری طرح نارمل ہو چکا تھا۔ وہ

بھلا اس کی باتوں میں کیسے آ سکتا تھا۔ عمران نے انگلی کو جھٹکا تو
خون کے چھینٹے شاری پر جا گرے۔ شاری نے خون کے چھینٹوں
سے بچنے کی کوشش کی تھی لیکن خون کا حصار زیادہ بڑا نہیں تھا اس
لئے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی تھی۔ جیسے ہی خون کے چھینٹے
شاری پر پڑے اس کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی اور وہ نیچے
گر کر اس بری طرح تڑپنے اور چیخنے لگی کہ اس کی خوفناک چیخوں سے
در و دیوار ہلنے لگے تھے۔ اس کا وجود خون کے حصار میں کٹے ہوئے
مرغ کی طرح پھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔

"جوزف"۔ عمران نے شاری کو بھیانک انداز میں چیختے دیکھ کر
جوزف کو پکارا۔

"یس باس"۔ جوزف نے کہا اور تیزی سے عمران کے قریب آگیا
وہ فرش پر پڑا ہوا آب سرخ کا کین اٹھا لایا تھا جس میں ابھی سرخ پانی
موجود تھا جو شاید اس نے تھوڑا سا بچا لیا تھا۔

"یہ بھیانک انداز میں چیخ رہی ہے۔ پاملا سے پوچھو کہ کس طرح
اس کی چیخوں کا گلا گھونٹا جا سکتا ہے"۔ عمران نے پریشان ہوتے
ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آپ شاید اس بات سے پریشان ہو رہے ہیں کہ اس
کی خوفناک چیخوں سے ارد گرد کے رہنے والے لوگ نہ ڈر جائیں"۔
جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہاں گنجان آبادی ہے۔ جس طرح یہ بدبخت چیخ رہی ہے

لوگ خوفزدہ ہو کر سڑک پر آجائیں گے اور پھر اس کی بھیانک چیخیں
سن کر کمزور دل افراد اور بچے ڈر بھی سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔ اس
کے لہجے میں تشویش تھی۔ اس کی بات سن کر جوزف بے اختیار ہنسنے
لگا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ تم ہنس کیوں رہے ہو"۔ عمران نے اس کے
ہنسنے کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ بدروح ہے۔ اس کی چیخیں صرف میں اور آپ ہی سن
سکتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق ہم سے ہے۔ اگر یہاں کوئی آ بھی جائے تو
نہ ہی وہ ان بدروحوں کو دیکھ سکے گا اور نہ ان کی آوازیں سن سکے
گا"۔ جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاری اسی طرح پڑی ہولناک انداز میں چیخ اور تڑپ رہی تھی۔
عمران اس پر خون کے چھینٹے گراتا رہا جس سے شاری کی چیخوں میں
ہزاروں گنا اضافہ ہو گیا تھا اور وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی
تھی۔ اس کے جسم کے جس حصے پر عمران کے خون کا قطرہ گرتا تھا
وہاں سے نیلے رنگ کا دھواں سا اٹھتا اور شاری کو جیسے اپنے وجود
میں آگ سی بھڑکتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے
لگتی۔ وہ زمین سے کئی کئی فٹ اونچا اچھل رہی تھی لیکن ہر بار وہ اس
دائرے کے اندر ہی گرتی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی عمران
اسے کسی فولادی کانٹوں والے کوڑوں سے مار رہا ہو جس کی ہر ضرب
سے اس بدروح کا وجود ادھڑ رہا ہو۔

"بس۔ لاؤ یہ کین مجھے دو۔ میں اس کا قصہ تو پاک کروں"۔
عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے اسے آب سرخ کا
کین دے دیا۔ کین کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں
سے کین کو پکڑا اور کین میں موجود آب سرخ کو اس نے شاری پر
الٹ دیا۔ جیسے ہی آب سرخ شاری پر گرا ایک زور دار کڑاکا ہوا اور
زور سے زمین کانپی اور پھر اچانک ایک دھماکے سے شاری کا وجود
سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ دھواں ہوا
میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

"بس کم جہاں پاک"۔ عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور
خالی کین ایک طرف اچھال دیا۔

"جوزف۔ اس خبیث بدروح کو تو میں نے فنا کر دیا اور تم نے
میرے دل و دماغ کو بھی پاک کر دیا ہے اور مجھ پر سے شیطانی کتاب
کے شیطانی منتر کا اثر بھی ختم ہو گیا ہے لیکن میں اس شیطانی کتاب کا
کیا کروں۔ وہ تو بدستور میرے پاس ہے۔ میں نے اس کتاب کو
جلانے اور اسے خود سے دور کرنے کی بے حد کوشش کی تھی مگر
کتاب ہر بار میرے پاس آجاتی ہے۔ میں نے جب غسل کر کے
لباس تبدیل کیا تو پرانے لباس کی جیب سے کتاب نکل کر میرے
اس لباس کی جیب میں آگئی جو اب بھی میرے پاس ہے"۔ عمران
نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ اس کتاب سے اگر آپ پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں تو آپ کو

شاری کی طرح اس شیطانی کتاب کو بھی فنا کرنا ہو گا"۔ جوزف نے
عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو بتاؤ مجھے اس کتاب کو ختم کرنے کے لئے کیا کرنا ہو گا"۔
عمران نے پوچھا۔
"اس کتاب کو آپ اس صورت میں ختم کر سکتے ہیں جب آپ اس
کتاب پر شیطان مہاپر بھو ہری چند کا خون ڈالیں گے۔ مہاپر بھو کے
خون کی وجہ سے کتاب پر لکھے ہوئے الفاظ مٹ جائیں گے اور پھر اس
کتاب کو آپ کے لئے جلانا کچھ مشکل نہیں ہو گا"۔ جوزف نے کہا۔
"ہونہہ۔ مہاپر بھو تو کافرستان کے نہ جانے کن غیر آباد اور ویران
جنگلوں میں ہو گا۔ میں اس کو تلاش کرنے کہاں جاؤں گا"۔ عمران
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"آپ کہیں تو میں پالما سے بات کرتا ہوں"۔ جوزف نے عمران
کی پریشانی بھانپ کر کہا اور پھر وہ پالما سے مخاطب ہو کر بات کرنے لگا۔
چند لمحے وہ پالما سے باتیں کرتا رہا جس کا پالما بھی جواب دے رہی
تھی۔ پھر جوزف عمران کی طرف مڑا۔
"کیا کہتی ہے پالما"۔ عمران نے جوزف کی جانب اشتیاق بھری
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"پالما کہہ رہی ہے کہ وہ آپ کو اس علاقے میں پہنچا دے گی جہاں
مہاپر بھو موجود ہے مگر ایک تو وہ علاقہ انتہائی دشوار گزار اور خوفناک
ہے۔ وہاں ہر طرف گہری کھائیاں ہیں اور خاص طور پر وہاں ہر

طرف زہریلے سانپ اور بچھو پھیلے ہوئے ہیں جن کا کاٹا پانی بھی
نہیں مانگتا۔ اس کے علاوہ ان علاقوں میں مہاپر بھو ہری چند نے بے
شمار شیطانی ذریات کو بھی پھیلا رکھا ہے جو اس کی حفاظت کرتی
ہیں"۔ جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"تو پھر"۔ عمران نے کہا۔
"پالما آپ کو زیادہ سے زیادہ اس علاقے کی سرحد تک پہنچا سکتی
ہے۔ اس سے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ اس سے آگے جانا اس
کے لئے عذاب بن سکتا ہے۔ مہاپر بھو اپنی شیطانی طاقتوں سے اسے
بھی اپنے پاس قید کر سکتا ہے۔ آپ کو راستہ بنا کر خود ہی آگے جانا
ہو گا۔ مہاپر بھو ان پہاڑی علاقوں کے کس غار میں موجود ہے یہ بھی
آپ کو خود ہی دیکھنا ہو گا"۔ جوزف نے کہا تو عمران سوچ میں ڈوب
گیا۔ اس بار واقعی وہ ان عجیب و غریب اور پراسرار چکروں میں اس
بری طرح الجھ گیا تھا کہ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی بالکل ہی ماؤف ہو
کر رہ گئی تھی۔ شاری جیسی شیطانی بد روح کو تو اس نے فنا کر دیا تھا
مگر اس کے لئے اس شیطانی کتاب جوشکا جادو کے منتروں سے بھی پیچھا
چھڑانا ضروری تھا۔ وہ اس کتاب کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنے پاس
نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ ہر معاملے میں جوزف اور پالما اس کی مدد کرتے
آئے تھے مگر اب مہاپر بھو ہری چند تک پہنچنے اور اسے تلاش کرنے اور
ہلاک کرنے کے سلسلے میں وہ اس کا ساتھ دینے سے معذوری ظاہر کر
رہے تھے۔ عمران کافی دیر سوچتا رہا پھر اچانک جیسے اس کے ذہن میں

کوندا سا لپکا اور وہ بری طرح سے چونک پڑا اور اس کی آنکھیں بے اختیار پھٹنے لگی تھیں۔

"کیا ہوا باس"۔ جوزف نے عمران کو اس بری طرح سے چونکتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونا کیا ہے۔ بلی نے انڈا دے دیا ہے اور چوہے اس انڈے کو سینکنے کے لئے ناچتے پھر رہے ہیں"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو جوزف کے چہرے پر اور زیادہ حیرت پھیل گئی۔ وہ عمران کی جانب یوں دیکھنے لگا جیسے شاری جیسی کسی اور خبیث بدروح نے ایک بار پھر عمران کے دماغ پر قبضہ کر لیا ہو جس کی وجہ سے عمران اس قدر عجیب اور احمقانہ بات کر رہا تھا۔

"اے شب دیجور کے دم دار ستارے۔ میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہا ہے۔ اپنی بلیک بیوٹی کی طرف دیکھ جو حیرت بھری نظروں سے تیری طرف دیکھ رہی ہے کہ تو کب اس سے شادی کرے گا اور کب اس کے بچوں کا باپ بنے گا"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو جوزف کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ وہ بوکھلوں کی طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ عمران کا دماغ ایک بار پھر خراب ہو گیا ہے۔ اس کی شکل دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی عمران ہنس پڑا تھا۔

"باس۔ فار گاڈ سیک۔ باس تم ٹھیک تو ہو ناں"۔ جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر ٹھیک ہوتا تو اس طرح دو دو بدروحوں کے سامنے نہ کھڑا ہوتا۔ کسی جنگل میں جنگلیوں کے ساتھ رمبا سمبا رقص کر رہا ہوتا اور تیرے گنجے سر پر طبلہ بجا رہا ہوتا"۔ عمران نے جوزف کی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا تو جوزف کی شکل واقعی رونے والی بن گئی جسے دیکھ کر عمران قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا تھا تو جوزف کے چہرے پر اطمینان آ گیا تھا۔

"گڈ گاڈ۔ باس میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ شاری نے ایک بار پھر زندہ ہو کر تمہارے دماغ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس بار تم شاری کے کہنے پر مجھے کسی بھی صورت زندہ نہیں چھوڑو گے"۔ جوزف نے کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا۔ اب اپنی بلیک بیوٹی سے پوچھو کہ وہ میرے چند سوالوں کا جواب دے سکتی ہے"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے پالما سے یہی بات پوچھی تو پالما نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پوچھو باس۔ تم پالما سے کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ جوزف نے پالما کی بات سن کر مطمئن لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلے پالما سے یہ پوچھو کہ یہ مجھے کتنے وقت میں یہاں پر جوہری چند کے شیطانی علاقے میں پہنچا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے پالما سے پوچھا۔

"پالما کہہ رہی ہے کہ یہ آپ کو پلک جھپکنے سے بھی کم وقفے میں وہاں پہنچا دے گی"۔ جوزف نے پالما کا جواب سن کر عمران کو بتایا۔

"اگر میں وہاں جا کر کسی طرح مہاپربھو کو ہلاک کر دوں تو کیا یہ اسی طرح مجھے وہاں سے واپس بھی لا سکتی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں واپس لا سکتی ہے"۔ جوزف نے پاملا سے پوچھ کر جواب دیا۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ میرے علاوہ شکاری نے جن افراد کے ذہنوں پر قبضہ کیا تھا کیا وہ شکاری کے سحر سے آزاد ہو گئے ہیں یا انہیں بھی زخمی کر کے آب سرخ سے غسل دینا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ پاملا کہہ رہی ہے کہ شکاری کے فنا ہوتے ہی ان سب کے ذہنوں سے شکاری کا سحر ختم ہو چکا ہے جو آپ کے دشمن بنا دیئے گئے تھے۔ ان میں طاہر صاحب بھی شامل ہیں اور سیکرٹ سروس کے ممبران بھی"۔ جوزف نے کہا۔

"گڈ۔ گویا میں اس پراسرار اور سفلی معاملے کے خاتمے کے بعد اپنے ساتھیوں کو منہ دکھا سکتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ ہاں۔ ایک اہم بات تو میں پوچھنا بھول ہی گیا تھا"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"پوچھو باس۔ پاملا تمہاری ہر بات کا جواب دے سکتی ہے"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"جوزف۔ جوشکا جادو کی شیطانی کتاب فارن ایجنٹ کے پارسل تبدیل ہونے کی وجہ سے مجھ تک پہنچی تھی۔ جوشکا جادو کے شیطانی

الفاظ انتہائی قدیم اور عجیب سی زبان میں تحریر تھے پھر میں نے وہ الفاظ کیسے پڑھ لئے تھے۔ میرا مطلب ہے اس قدر قدیم زبان میری سمجھ میں کیسے آ گئی تھی"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے پاملا سے پوچھا تو پاملا اس کے سوال کا جواب دینے لگی۔

"باس۔ پاملا کا کہنا ہے کہ جب کتاب آپ کے پاس آئی تھی تو اس وقت آپ سو کر اٹھے تھے۔ آپ نے اس وقت نہ غسل کیا تھا اور نہ ہاتھ منہ دھویا تھا۔ سونے کی وجہ سے انسان کسی بھی صورت میں مکمل طور پر پاک نہیں رہ سکتا اس لئے شیطانی کتاب کو جب آپ نے کھولا اور اس کے الفاظ پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی تو پہلے تو آپ کو ان الفاظ کی سمجھ نہیں آئی پھر آپ نے کتاب کو الٹا اور پھر سیدھا کیا اور پھر جب آپ کی نظر ان الفاظ پر پڑی تو آپ کو وہ لفظ صاف نظر آنے لگے جو آپ نے اس وقت پڑھے تھے۔ اصل میں جوشکا جادو کی کتاب کے منتروں کو اسی صورت میں پڑھا جا سکتا ہے جب اس کتاب کو ایک بار الٹا اور پھر سیدھا کیا جائے۔ چاہے وہ الفاظ کسی کی سمجھ میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں۔ ایسا اس مہاپربھو نے کیا تھا جس نے اس کتاب کو لکھا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے بعد کی نسلوں کو اس کتاب کے الفاظ پڑھنے میں دقت نہ ہو۔ ان لفظوں یا منتروں کو کتاب کے الٹا اور پھر سیدھا کرنے سے آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے"۔

جوزف نے پاملا کی بتائی ہوئی باتیں عمران کو بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے ذہن کی ہر خلش دور ہو گئی۔ پھر اس نے جوزف کے

ذریعے پالما سے چند اور باتیں پوچھیں جن کے جواب سے عمران پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔

"جوزف۔ خنجر میرے پاس ہے۔ مجھے ایک لائٹر لا دو اور پھر پالما سے کہو کہ وہ مجھے مہاپربھو ہری چند کے علاقے میں پہنچا دے تاکہ میں اس کا خاتمہ کر سکوں"۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے عمارت کے اندرونی حصے میں جا کر عمران کو ایک لائٹر لا دیا۔ عمران نے خنجر اور لائٹر جیب میں رکھ لیا۔

"اب اپنی بلیک بیوٹی سے کہو کہ وہ مجھے اس علاقے میں پہنچا دے جہاں مہاپربھو موجود ہے"۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے پالما سے کہا تو جواب میں پالما اس سے کچھ کہنے لگی۔

"باس۔ آپ زمین پر لیٹ جائیں"۔ جوزف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"لیٹ جاؤں۔ کیوں۔ کیا لیٹنے سے میں خود بخود تیرتا ہوا پہنچ جاؤں گا"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں باس۔ آپ لیٹیں گے تو پالما آپ کے سر پر ہاتھ رکھ دے گی جس سے آپ گہری نیند سو جائیں گے۔ پھر جب آپ جاگیں گے تو آپ مہاپربھو کے علاقے میں ہوں گے"۔ جوزف نے کہا۔ عمران چند لمحے تو حیرت سے جوزف اور پالما کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ زمین پر لیٹ گیا۔

"حیرت ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میں طلسم ہوشربا کے زمانے میں پہنچ گیا ہوں۔ جہاں ایسے عجیب و غریب اور ناقابل یقین واقعات وقوع پذیر ہوتے تھے۔ لگتا ہے مجھے اب اپنا نام عمران سے بدل کر عمرو عیار رکھنا پڑے گا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آنکھیں بند کر لیں باس"۔ جوزف نے کہا تو عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے پالما آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی اور اس نے جھک کر اپنا دایاں ہاتھ عمران کی پیشانی پر رکھ دیا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پیشانی پر برف رکھ دی گئی ہو پالما کا ہاتھ برف کی طرح سرد تھا۔ اسی لمحے عمران پر غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ اس نے کچھ سوچ کر اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کرنا چاہا مگر بے سود اور پھر اس کے ذہن میں جیسے تاریکی سی بھرتی چلی گئی۔ چند لمحوں تک اس کے ذہن میں اسی طرح تاریکی سی چھائی رہی اور پھر اچانک اس کے ذہن سے تاریکی چھٹنے لگی اور عمران پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور پھر خود کو رانا ہاؤس کے فرش کی بجائے ویران اور سنسان پہاڑی علاقے میں دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ وہ اس وقت ایک سطح چٹان پر تھا اور اس کے سامنے تاحد نگاہ پہاڑیاں اور ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ ہر طرف گہری اور پراسرار خاموشی مسلط تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس علاقے میں دور دور تک کسی ذی روح کا وجود تک نہ ہو۔ عمران ابھی حیرت سے ان پہاڑیوں اور چٹانی علاقے کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک

اسے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور اس کے سامنے کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان پر ایک لمبی اور انتہائی بدشکل اور ہیبت ناک عورت نمودار ہوئی جس کے بال سفید اور بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے سر پر باقاعدہ سینگ بھی تھے جو بیلوں کے سینگوں کی طرح مڑے ہوئے اور نوکیلے تھے۔ اس عورت نے سفید رنگ کا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا جس میں اس کے پیر تک چھپ گئے تھے۔ عورت کا چہرہ سیاہ تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں۔

"کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو"۔ اس عورت نے سرخ سرخ آنکھوں سے عمران کو خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"میرا نام عمرو عیار ہے۔ م۔ میرا مطلب ہے عیار زماں ہے۔ اوہ نہیں۔ عمران ہے۔ میں یہاں ہری چند سے ملنے آیا ہوں۔ مہا پربھو ہری چند سے"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں ملنے آئے ہو تم مہا پربھو سے"۔ اس خوفناک عورت نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"میرے پاس جوشکا جادو کے منتروں والی کتاب ہے۔ میں وہ کتاب مہا پربھو تک پہنچانا چاہتا ہوں"۔ عمران نے بے تکلفی سے کہا اور جیب سے سیاہ کتاب نکال کر اس بدصورت عورت کی طرف کر دی جسے دیکھ کر بڑھیا بری طرح چونک پڑی۔

"جوشکا جادو کے منتروں کی کتاب۔ اوہ۔ تم یہیں رکو میں مہا

پربھو کو خبر کرتی ہوں"۔ بڑھیا نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ کہتا وہ اچانک چٹان سے غائب ہو گئی۔ اسے چٹان سے غائب ہوتے دیکھ کر عمران نے جیب سے چھوٹا مگر تیز دھار خنجر نکال کر اپنے بائیں بازو کی آستین میں چھپا لیا تھا تاکہ وہ اسے بروقت کام میں لا سکے۔

عمران یہاں ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت آیا تھا۔ اس کا ذہن اب چونکہ شکاری کے سحر سے آزاد ہو چکا تھا اور شیطانی الفاظ کی جو پراگندگی اس کے دل و دماغ میں چھائی ہوئی تھی وہ بھی چھٹ چکی تھی اس لئے اب وہ دل میں مسلسل اسم اعظم اور مقدس کلام پڑھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک اس کے پاس سیاہ کتاب ہے کوئی شیطانی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اس کے باوجود وہ کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے وہ مقدس اور پاک کلام کا دل میں مسلسل ورد کر رہا تھا اور وہ ہر طرح سے ہوشیار اور پوری طرح چوکنا تھا۔ سفید لبادے والی ہیبت ناک عورت چند ہی لمحوں میں دوبارہ نمودار ہوئی تھی۔

"آؤ میرے ساتھ۔ مہا پربھو تمہیں درشن دینے کو تیار ہو گئے ہیں وہ کالی گپھا میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں"۔ بدصورت بڑھیا نے اپنی مخصوص چیختی ہوئی آواز میں کہا اور اپنا سیاہ ہاتھ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا ہاتھ کسی پرندے کے پنجوں سے مشابہ تھا اور انتہائی سیاہ تھا۔ اس کی انگلیوں کے ناخن بھی بے حد لمبے، گول اور نوکیلے تھے

جنہیں دیکھ کر عمران کو کراہت محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ یہاں جس مقصد کے لئے آیا تھا اسے بہر حال وہ پورا کرنا تھا اس لئے وہ چٹانیں پھلانگتا ہوا اس چٹان پر آ گیا جہاں بدصورت بڑھیا کھڑی تھی۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے بدصورت بڑھیا کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"مہا گنی۔ مہا گنی نام ہے میرا"۔ بڑھیا نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے مہا گنی کا پنجے نما ہاتھ پکڑ لیا مہا گنی کا ہاتھ بھی پانلا کے ہاتھ کی طرح انتہائی سرد تھا۔ جیسے ہی عمران نے مہا گنی کا ہاتھ پکڑا اس کے سارے جسم میں سردی کی لہریں سرایت کرتی چلی گئی اور پھر اچانک جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

"ارے میری آنکھیں۔ مہا گنی۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا کیوں چھا گیا ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔ یہاں ہر طرف منشوں کے شترو بکھرے ہوئے ہیں۔ میں تمہیں ان سے بچا کر مہا پربھو کے پاس لے جا رہی ہوں۔ اگر تم بولے تو وہ شترو تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں گے اور تم ان شتروؤں کی بھینٹ چڑھ جاؤ گے"۔ مہا گنی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہونٹ چبانے لگا۔ پھر مہا گنی نے اس کا ہاتھ کھینچا تو وہ اس کے ساتھ چلنے لگا۔ عمران نے دیکھا تھا وہ چٹانی اور پہاڑی علاقے میں موجود تھا جہاں ہر طرف اونچی نیچی اور چھوٹی بڑی چٹانیں اور پتھر بکھرے ہوئے تھے جن پر چلنا آسان نہیں تھا لیکن اس وقت مہا گنی کے ساتھ چلتے ہوئے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مسطح فرش پر چل رہا ہو۔ سیاہ کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں موجود تھی۔

مہاپربھو نہایت بے چینی اور اضطراری کے عالم میں غار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مہاگنی کو عمران کو وہیں لانے کا حکم دے دیا تھا جو مہاپربھو کا حکم سن کر اسی وقت اسے پرنام کرتی ہوئی غائب ہو گئی تھی۔ البتہ سرخ بالوں والی سارو گی اس کے سامنے بدستور انتہائی مؤدبانہ انداز میں کھڑی تھی اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"سارو گی"۔ مہاپربھو نے سارو گی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حکم مہاپربھو"۔ سارو گی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے مہاگنی کو بھیج تو دیا ہے کہ وہ عمران کو یہاں لے آئے پر نتو مجھے من میں اشانتی کیوں محسوس ہو رہی ہے۔ میرا من بیاکل ہو رہا ہے کہ عمران کا یہاں آنا اچھا فال نہیں ہے"۔ مہاپربھو نے پریشان اور انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا من اشانت اور بیاکل ہو رہا ہے۔ پرنتو کیوں مہاپربھو"۔

سارو گی نے چونک کر کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ کیا تم معلوم کر سکتی ہو کہ عمران یہاں خاص طور پر مجھ سے کیوں ملنے آ رہا ہے"۔ مہاپربھو نے اسی انداز میں کہا۔

"شما چاہتی ہوں مہاپربھو۔ میں عمران کے من کا بھید نہیں جان سکتی"۔ سارو گی نے کہا تو مہاپربھو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے آثار ابھر آئے تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو سارو گی۔ تم منشوں کے من کا بھید جاننے کے لئے ان کے منوں میں گھس جانے کی شکتی رکھتی ہو اور تم کہہ رہی ہو کہ تم عمران کے من کا بھید نہیں جان سکتی۔ کیوں۔ تم عمران کے من کا بھید کیوں نہیں جان سکتی"۔ مہاپربھو نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مہاپربھو۔ عمران کی آمد کے بارے میں جب مہاگنی نے آ کر بتایا تھا تو میں نے اس کے دل میں جھانکنے کی کوشش کی تھی۔ پرنتو عمران کا دل روشنی سے بھرا ہوا تھا اور اس کا ذہن بھی مکمل طور پر روشنی سے منور تھا اس لئے میں اپنی کوشش میں ناکام ہو گئی۔ اس کے علاوہ عمران کے ہاتھ میں جو شکتا جادو کی مہا کتاب ہے اس لئے میں مجبور ہوں مہاپربھو۔ میں تو کیا اس وقت کوئی بھی شیطانی شکتی عمران کے دماغ اور دل میں جھانکنے کی کوشش نہیں کر سکتی"۔ سارو گی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو میں نے عمران کو یہاں بلا کر بہت بڑی بھول کی ہے

مجھے اسے یہاں نہیں بلانا چاہئے تھا۔ نجانے اس کے دل میں کیا ہے"۔ مہا پربھو نے بدستور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آپ بیاکل نہ ہوں مہا پربھو۔ اگر آپ کو چنتا ہے کہ عمران آپ کو یہاں کسی نقصان پہنچانے کے ارادے سے آرہا ہے تو آپ پاتال کے اندھے کنویں سے اپنی رکھشا کے لئے سنگال کو بلالیں۔ سنگال سائے کی طرح عمران کے ساتھ لگا رہے گا۔ اگر عمران نے آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ ایک لمحے میں عمران کو اٹھا کر اس علاقے سے دور پھینک دے گا جہاں سے عمران دوبارہ یہاں نہیں آسکے گا"۔ ساروگی نے مہا پربھو کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"سنگال۔ اوہ ہاں۔ سنگال واقعی بجلی کی سی تیزی سے حرکت کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ عمران مجھ پر کوئی وار کرے وہ اسے اچانک یہاں سے غائب کر دے گا"۔ مہا پربھو نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس نے جلدی سے آنکھیں بند کیں اور دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جوڑ کر اپنے چہرے کے سامنے کر لئے اور پھر دائیں بائیں سر مارتا ہوا کچھ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور ساروگی کے قریب ایک سیاہ رنگ کا لمبا سا سایہ آکر کھڑا ہو گیا۔ سائے کا نہ کوئی جسم تھا اور نہ اس کے خدوخال نظر آرہے تھے۔ وہ بالکل روشنی میں نظر آنے والے انسانی سائے سے مشابہ تھا لیکن وہ انسانوں کی طرح زمین پر کھڑا تھا۔

"سنگال مہا پربھو کو پرنام کرتا ہے"۔ سائے نے جھک کر کہا

پربھو کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔

"سنگال۔ یہاں ایک منش آرہا ہے جس کا نام عمران ہے۔ وہ جیسے ہی یہاں آئے تم اس پر گہری نظر رکھنا۔ اگر اس کے من میں ہمارے خلاف کوئی منشا ہو اور وہ ہم پر کسی بھی قسم کا حملہ کرنے کا وچار کرے تو تم اسے اٹھا کر مارچنگ کے علاقے سے دور پھینک دینا"۔ مہا پربھو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سنگال مہا پربھو کی آگیا کا پالن کرے گا۔ پر نتو۔ مہا پربھو اس منش کو مارچنگ سے دور پھینکنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ کی آگیا ہو تو میں اسے مارچنگ کی کسی گہری کھائی میں پھینک دوں جہاں گرتے ہی اس کی ہڈیوں کا سرمہ بن جائے گا"۔ سنگال نے خوددارانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہیں ہم نے جو حکم دیا ہے تم اسی حکم کا پالن کرو گے سنگال۔ عمران کو ہلاک کرنے کا پاپ ہم نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے پاس جوشکا جادو کی مہان کتاب ہے"۔ مہا پربھو نے کڑک دار لہجے میں کہا۔

"جو آگیا ہو مہا پربھو"۔ سنگال نے سہم کر کہا۔ اسی لمحے غار میں انسانی قدموں کی چاپ سنائی دی اور مہا پربھو چونک کر غار میں آنے والے راستے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر [illegible] سنسنی سی طاری ہو گئی تھی۔

عمران مہاگنی کا ہاتھ پکڑے مسلسل چل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں
کے سامنے گہری تاریکی تھی۔ مہاگنی اسے لئے ہوئے نہ جانے کن کن
راستوں سے گزر رہی تھی۔ اس کا عمران کو کوئی اندازہ نہیں ہو رہا
تھا کیونکہ اسے یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کھلے اور انتہائی صاف
ستھرے فرش پر چل رہا ہو۔ اسے اپنے پیروں کے نیچے کسی معمولی سے
کنکر کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ پھر عمران کی ناک
سے تیز بدبو کے بھبکے سے ٹکرائے۔ بدبو اور سڑاند محسوس کر کے
اس کے چہرے پر شدید بیزاری اور نفرت کے آثار پھیل گئے تھے۔
مہاگنی اسے لئے ہوئے ایک جگہ آکر رک گئی اور پھر اس نے اچانک
عمران کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ جیسے ہی مہاگنی نے عمران کا ہاتھ چھوڑا اسی
لمحے عمران کی آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا چھٹ گیا اور پھر وہ خود
کو ایک روشن اور ہیبت ناک غار میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

یہ ایک بڑا سا گول کمرہ تھا جس کی چھت اور دیواریں انتہائی سیاہ
تھیں اور ان دیواروں اور چھت پر ہیبت ناک اور انتہائی بھیانک
شیطانی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر دو بڑی بڑی مشعلیں جل
رہی تھیں جن سے وہ جگہ خاصی روشن ہو گئی تھی۔ وہاں پھیلی ہوئی
سڑاند شاید انہی مشعلوں میں جلنے والی جانوروں کی چربی کی تھی کیونکہ
وہاں ہر طرف ہلکا ہلکا دھواں بھی پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کمرے کے
وسط میں ایک چبوترہ نما بڑی سی چٹان تھا جس پر ایک لمبا تڑنگا
بدہیبت بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ بوڑھے کی شکل بھی بھیانک تھی۔ وہ
بھی ایک رذیل ترین شیطان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور
اس کی سفید داڑھی اور مونچھیں جھاڑ جھنکار کی طرح بڑھی ہوئی تھیں
اس کے جسم پر زرد رنگ کا لنگوٹ تھا اور وہ سرخ سرخ آنکھوں سے
عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس بوڑھے کو دیکھتے ہی عمران کے
چہرے پر سنجیدگی کے آثار واضح ہو گئے تھے اور وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی
بوڑھا مہا پربھو ہری چند ہے۔ بوڑھا عمران کے ہاتھ میں موجود سیاہ
کتاب کو حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"آؤ بالک۔ ہم تمہاری ہی پرتکشا کر رہے تھے۔" بوڑھے نے
عمران کی جانب انگارہ برساتی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بڑے
دبنگ لہجے میں کہا۔

"تم مہا پربھو ہری چند ہو۔" عمران نے اس کی طرف غور سے
دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالک — میں ہی مہاپربھو ہری چند ہوں۔ کیوں تمہیں کوئی آشنکھا ہے کہ میں مہاپربھو نہیں ہوں"۔ بوڑھے نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آشنکھا وا شنکھا کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ میرے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ تم مہاپربھو ہری چند ہو یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں تمہیں بتا رہا ہوں ناں بالک کہ میں ہی مہاپربھو ہری چند ہوں۔ تم میری بات کا وشواس کیوں نہیں کر رہے"۔ مہاپربھو نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر تم مہاپربھو ہو تو مجھے ایک سو اکیاسی کا الٹا پہاڑہ سناؤ"۔ عمران نے کہا تو مہاپربھو بے اختیار چونک پڑا۔ عمران کی ذہنی رو یکدم بہک گئی تھی۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے بالک"۔ مہاپربھو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک سو اکیاسی کا الٹا پہاڑہ سننے کے بعد مجھے یقین آ جائے گا کہ تم ہی اصلی مہاپربھو ہری چند ہو جس سے ملنے کے لئے میں سوتا جاگتا، اٹھتا بیٹھتا، پیتا اور ناچتا گاتا یہاں تک پہنچا ہوں"۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو مہاپربھو کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

"تم ہوش میں تو ہو بالک۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہماری بدھی میں تمہاری باتیں نہیں آ رہیں"۔ مہاپربھو نے ہونٹ چباتے ہوئے

کہا۔

"پھر تو تم بالکل ہی بدھو بلکہ بدھوؤں کے سردار معلوم ہوتے ہیں جو میری باتیں تمہاری بدھی میں نہیں آ رہیں"۔ عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ غیر محسوس انداز میں اس چبوترہ نما چٹان کی طرف بڑھتا جا رہا تھا جس پر مہاپربھو بیٹھا تھا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے تمہاری بدھی بھرشٹ ہو گئی ہے اس لئے تم مجھ سے بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ ان باتوں کو چھوڑو اور مجھے اپنے یہاں آنے کا کارن بتاؤ۔ کیوں آئے ہو یہاں"۔ اس بار مہاپربھو نے ترش لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے مہاپربھو۔ تم خود کو بڑے گیانی مہانی مانتے ہو۔ پھر تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ میرے یہاں آنے کا کارن کیا ہے"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے من میں روشنی ہے اور تمہارے پاس مہان ہوشکا جادو کی کتاب ہے جس کے کارن ہم تمہارے دل کا راز نہیں جان سکتے"۔ مہاپربھو نے سر جھٹک کر کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے یہ اعتقاد باتیں بھی جاننے کے لئے کی تھیں کہ وہ یہ جان سکے کہ مہاپربھو یا اس کی کسی شیطانی طاقت کو یہ معلوم تو نہیں ہو گیا کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے اور وہ یہاں کیا کرنا چاہتا ہے۔ مہاپربھو کے جواب سے اس پر واضح ہو گیا تھا کہ وہ بدی اس کے دل و دماغ میں جھانک سکتا ہے اور نہ اسے یہ پتہ

چل سکا ہے کہ اس نے بائیں بازو کی آستین میں خنجر چھپا رکھا ہے۔

"ٹھیک ہے مہاپربھو۔ اگر تم نہیں جانتے تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بتاؤ۔ کیا کہنا ہے تمہیں"۔ مہاپربھو نے کہا۔

"مہاپربھو۔ میں تمہیں جوشنکا جادو کی کتاب لوٹانے کے لئے آیا ہوں جس کو حاصل کرنے کے لئے تم نے میرے پاس شیطان بدروح شکاری کو بھیجا تھا۔ اس بدروح نے میرا جینا حرام کر دیا تھا۔ اس نے مجھے ایسے ایسے ذہنی عذاب سے دوچار کیا تھا جس کی وجہ سے میں پوری طرح سے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔ اس بدروح نے مجھے بے پناہ اذیتیں دی تھیں۔ یہی نہیں اس بدروح نے میرے ہی ہاتھوں میرے جانثار اور وفادار ساتھیوں کو بھی ہلاک کرانے کی کوشش کی تھی۔ وہ ہلاک تو نہیں ہوئے مگر میرے ہاتھوں وہ اس قدر شدید زخمی ہو گئے تھے کہ وہ ابھی تک اسپتال میں پڑے سسک رہے ہیں۔ تمہاری بھیجی ہوئی بدروح شکاری کی وجہ سے میرے ساتھی مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ اب میں اپنی زندگی کو بوجھ سمجھنے لگا ہوں مہاپربھو اس لئے میں نے خود کو اس بے معنی اور ذلت آمیز زندگی سے آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں خودکشی کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں لیکن مرنے سے پہلے میں یہ شیطانی کتاب تم تک پہنچانا چاہتا تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے خودکشی کر لی تو مرنے کے بعد بھی یہ شیطانی کتاب میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی اور

مرنے کے بعد بھی میری روح خوفناک عذاب کا شکار بنی رہے گی اس لئے تم یہ کتاب مجھ سے لے لو۔ زندگی میں تو میں اس کتاب سے اپنی جان نہیں چھڑا سکا کم از کم مرنے کے بعد میری روح تو اس کتاب سے چھٹکارا حاصل کر لے گی"۔ عمران نے انتہائی پریشانی، غم اور دکھ بھرے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو مہاپربھو حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے پر اس قدر افسردگی، دکھ اور سنجیدگی تھی کہ مہاپربھو کو اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ عمران سچ کہہ رہا ہے یا اس سے مذاق کر رہا ہے۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو بالک۔ کیا تم واقعی اس کتاب سے مکت ہونا چاہتے ہو"۔ مہاپربھو نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں مہاپربھو۔ مجھے اس کتاب سے نجات دلا دو۔ جیسے بھی ہو"۔ عمران نے لہجے میں اور زیادہ دکھ پیدا کرتے ہوئے کہا جیسے وہ مہاپربھو سے التجا کر رہا ہو۔ مہاپربھو چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا مگر عمران کے چہرے پر سوائے غم، افسردگی اور کرب کے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"میں تمہارے ان خیالات سے بے حد پرسند ہوا ہوں بالک۔ تم واقعی بڑے اونچے وچار کے مالک ہو۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ جوشنکا جادو کی کتاب تمہاری مرتیو کے بعد بھی تمہارا پیچھا نہ چھوڑتی اور تمہاری آتما پر مسلسل قہر ڈھاتی رہتی اور تمہاری آتما کو کسی پل شانتی نہ مل

سکتی تھی"۔ مہا پر بھو نے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اس شیطانی کتاب سے میری روح کو بھی نجات دلا دو"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اس کتاب سے مکت ہونے کا ایک ہی اوپائے ہے بالک"۔ مہا پر بھو نے کہا۔

"وہ کیا"۔ عمران نے پوچھا۔

"تمہیں اس کتاب کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے اس کے پنے کا آخری منتر پڑھنا ہوگا۔ جیسے ہی تم آخری پنے کا آخری منتر پڑھو گے تمہیں اس کتاب سے ہمیشہ کے لئے مکتی مل جائے گی۔ تمہارے شریر سے تمہاری آتما نکل کر پرلوک سدھار جائے گی اور تم سیدھے دھنوان بن کر سورگ میں پہنچ جاؤ گے جہاں تمہاری آتما اور من کو شانتی ہی شانتی مل جائے گی"۔ مہا پر بھو نے کہا۔

"دھن ہو مہا پر بھو۔ اب آپ کرپا کریں اور یہ کتاب مجھ سے لیں تاکہ میں اس کا آخری منتر پڑھ کر اس شیطانی کتاب سے ہمیشہ کے لئے مکتی حاصل کر لوں"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں اس قدر زہر تھا جسے مہا پر بھو محسوس نہ کر پایا تھا۔

"اوش بالک۔ ہم تمہاری یہ اچھا ضرور سویکار کریں گے۔ رکو۔ ہم تمہارے پاس آتے ہیں"۔ مہا پر بھو نے کہا۔

"نہیں مہا پر بھو۔ آپ وہیں بیٹھے رہیں۔ آپ مہا پر بھو ہیں۔ آپ یہ کتاب کھولیں میں آخری منتر پڑھوں گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس منتر

کے پڑھنے میں مجھ سے کوئی غلطی نہ ہو جائے اور یہ کتاب پھر میرے لئے کوئی نیا عذاب کھڑا کر دے"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو مہا پر بھو جو اٹھنے لگا تھا واپس بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہے بالک۔ اگر تمہاری یہی اچھا ہے تو آ جاؤ ہمارے پاس"۔ مہا پر بھو نے خوشی سے لرزتے ہوئے کہا۔ عمران اطمینان سے چبوترے پر چڑھا اور مہا پر بھو کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے کتاب مہا پر بھو کے حوالے کر دی تو مہا پر بھو کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے کتاب کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر اسے کھولا اور اس کا آخری پتر دیکھنے لگا۔

"ایک منٹ مہا پر بھو۔ میں ایک نظر اس منتر پر ڈال لوں"۔ عمران نے مہا پر بھو کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بایاں بازو زور سے جھٹکا تو اس کی آستین میں چھپا ہوا خنجر یکلخت عمران کے ہاتھ میں آ گیا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مہا پر بھو کی گردن کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مہا پر بھو کی شہ رگ کاٹ دی تھی۔ جیسے ہی مہا پر بھو کی شہ رگ کٹی یکلخت دو باتیں ایک ساتھ وقوع پذیر ہوئیں۔ ایک تو مہا پر بھو کی گردن سے خون کا سیلاب سا بہہ نکلا تھا دوسرے اسی لمحے اچانک ایک سیاہ سایہ عمران پر جھپٹا اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کسی ان دیکھی طاقت نے پکڑ کر پوری قوت سے اچھال کر پھینک دیا ہو۔ دوسرے ہی لمحے عمران

کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی انتہائی گہری اور اندھی کھائی میں
گرتا چلا جا رہا ہو۔ پھر اس کے تمام احساسات ختم ہوتے چلے گئے اور
اس کا ذہن اندھیرے کی لپیٹ میں آ گیا۔

عمران کو جب ہوش آیا تو کچھ دیر وہ خالی الذہنی کی سی کیفیت میں
کمرے کی چھت کو گھورتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور لاشعور کی
کیفیت سے باہر آیا تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ اس وقت رانا
ہاؤس کے ایک کمرے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے قریب
جوزف ایک کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ عمران کو یاد آ گیا تھا کہ اس
نے کس طرح مہاپربھو کو چکر دے کر اس کے نزدیک پہنچنے کی
کوشش کی تھی۔ شیطانی جادو کی کتاب اس نے مہاپربھو کے ہاتھوں
میں دے کر اس کی شہ رگ کو خنجر سے کاٹ دیا تھا۔ مہاپربھو کی شہ
رگ سے خون فوارے کی طرح بہہ نکلا تھا جو لامحالہ اس کے ہاتھوں
میں موجود جوشکا جادو کی کتاب پر گرا تھا لیکن اس وقت عمران نے
خود پر ایک سائے کو جھپٹتے دیکھا تھا جس نے آن ہی آن میں اسے
اچھال پھینکا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ کسی اندھی

اور انتہائی عمیق کھائی میں گرتا جا رہا ہو۔

اب جب اسے ہوش آیا تو وہ رانا ہاؤس میں تھا۔ عمران یہ تو سمجھ گیا تھا کہ مہا پربھو ہری چند ہلاک ہو گیا ہو گا اور پاملا اسے اس شیطانی علاقے سے فوراً نکال لائی ہو گی مگر عمران یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ جوشنکا جادو کی شیطانی کتاب کو وہاں سے لانے اور اسے جلانے میں ناکام رہ گیا تھا۔ شاید وہ سیاہ سایہ پاملا ہی کا تھا جس نے اسے مہا پربھو کے خون سے بھری ہوئی جوشنکا جادو کی شیطانی کتاب بھی اٹھانے کا موقع نہ دیا تھا اور آناً فاناً وہ اسے وہاں سے اٹھا لائی تھی۔

"جوزف۔ جوزف"۔ عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد آخر کار جوزف کو آواز دیتے ہوئے کہا تو جوزف ہڑبڑا کر جاگ اٹھا اور پھر عمران کو ہوش میں دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ خوشی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کو ہوش آ گیا باس۔ گڈ۔ ویری گڈ"۔ جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوش کے بچے۔ تمہاری بلیک بیوٹی پاملا کہاں ہے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"پاملا۔ وہ تو چلی گئی ہے باس"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"چلی گئی ہے۔ کہاں چلی گئی ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ واپس افریقہ کے کھنڈروں میں چلی گئی ہے۔ اس کا کام ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ میرے پاس نہیں رکی۔ باس آپ کو زندہ سلامت

یہاں پہنچا کر وہ اسی وقت غائب ہو گئی تھی"۔ جوزف نے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ پاملا جب تمہارے ستر کام پورے نہ کر دے وہ واپس نہیں جا سکتی۔ پھر وہ ایسے کیسے چلی گئی"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے میرے ستر کام پورے کر دیئے ہیں باس۔ اسی لئے تو وہ واپس چلی گئی ہے ورنہ وہ بھلا کہاں آسانی سے میرا پیچھا چھوڑنے والی تھی"۔ جوزف نے کہا۔

"ستر کام پورے کر دیئے ہیں۔ کیا کام پورے کرائے تھے تم نے اس سے۔ دنیا کے گرد چکر لگوانے کے علاوہ"۔ عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ تو میں نے اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہا تھا۔ اس نے میرے کہنے سے آپ کے لئے جو کام کئے تھے یا میرے اور آپ کے سوالوں کے جواب دیئے تھے وہ سب میرے ہی کاموں کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس کا آخری کام آپ کو مہا پربھو کے شیطانی علاقے سے بچا کر لانا تھا سو اس نے وہ کام بھی پورا کر دیا"۔ جوزف نے کہا۔

"ہونہہ۔ تب تو بہت گڑبڑ ہو گئی ہے پیارے"۔ جوزف کی بات سن کر عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گڑبڑ۔ کیسی گڑبڑ"۔ جوزف نے چونک کر کہا۔

"تمہاری بلیک بیوٹی بدروح نے مجھے اس شیطانی علاقے سے عین اس وقت نکال لیا تھا جب میں نے مہا پربھو کی شہ رگ خنجر سے

کاٹی تھی۔ اس نے مجھے اس شیطانی کتاب کو مہاپر بھو کے خون سے رنگنے اور اس سے واپس لینے کا موقع ہی نہیں دیا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں باس۔ جب آپ نے مہاپر بھو کی گردن کاٹی تھی اس وقت آپ کو پالا نے نہیں بلکہ مہاپر بھو کی ایک شیطانی طاقت نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا جسے مہاپر بھو نے ایک سائے کے روپ میں وہاں بلا رکھا تھا۔ اس شیطانی طاقت کا نام سنگال تھا۔ سنگال نے واقعی آپ کو اٹھا کر ایک انتہائی گہری اور خوفناک کھائی میں پھینک دیا تھا۔ اس کھائی کی تہہ میں جانے سے پہلے ہی پالا آپ کو کھائی سے نکال لائی اور اسی نے آپ کی جان بچائی ورنہ اس گہری کھائی میں گرنے سے آپ کی ہڈیوں تک کا سرمہ بن جاتا"۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن جوشکا جادو کی شیطانی کتاب تو وہیں رہ گئی ہے۔ اب اس کا کیا ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ آپ کے یہاں آتے ہی شیطانی کتاب بھی یہاں آ گئی تھی۔ میں نے اس کتاب کو اسی وقت جلا کر گٹر میں بہا دیا تھا۔ اس کتاب کے جلنے سے جوشکا جادو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے یہ سب آپ کی کاوشوں سے ہوا ہے باس جس کے لئے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں"۔ جوزف نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تم نے واقعی جوشکا جادو کی کتاب جلا دی ہے"۔ عمران نے اس کی طرف یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔ جوزف دی گریٹ آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرات کیسے کر سکتا ہے"۔ جوزف نے کہا تو عمران یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے ہی لمحے وہ جوزف سے لپٹ گیا تھا۔

"ارے۔ ارے باس۔ لک۔ کیا کر رہے ہو"۔ جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو جوزف۔ ریئلی تھینک یو۔ یہ بتا کر کہ تم نے جوشکا جادو کی شیطانی کتاب کو جلا کر راکھ کر دیا ہے مجھے حقیقتاً خوش کر دیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ تمہیں چومنا شروع کر دوں"۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ باس۔ یہ نہ کرنا"۔ جوزف نے بوکھلا کر عمران کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"میں شرما جاؤں گا باس۔ کسی نے آپ کو مجھے چومتے ہوئے دیکھ لیا تو"۔ جوزف نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ پھر عمران اور جوزف کافی دیر تک شیطاری، پالا اور مہاپر بھو کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ پھر عمران جوزف کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی خبر گیری کے لئے فاروقی اسپتال چلا گیا جہاں اس کے ساتھی

پٹیوں میں لپٹے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں دشمن سمجھ کر واقعی اس بری طرح سے زخمی کر دیا تھا کہ وہ ہسپتال کے بستروں کے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ سب ہوش میں تھے۔ صفدر بھی انہی کے ساتھ تھا جس کی حالت اب کافی سنبھل چکی تھی۔ عمران کو وہاں آتے دیکھ کر ان سب کے چہروں پر عمران کے لئے غصہ آ گیا تھا۔ جولیا تو جیسے عمران پر پھٹ پڑی تھی۔ عمران خاموشی سے ان کی بے بھاؤ کی سنتا رہا۔ پھر آخر جوزف نے انہیں ساری حقیقت بتائی تو وہ سب ششدر رہ گئے۔ حیرت کی زیادتی سے ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔

"کیا جوزف واقعی سچ کہہ رہا ہے۔ تم اس بار بدروحوں کے معاملے میں الجھ گئے تھے اور جو تم نے کیا تھا اس کے بارے میں تم قطعی لاعلم تھے"۔ جولیا نے عمران کی جانب یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ باقی ممبران بھی عمران کی جانب ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں جوزف کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔ اس بار تو اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم اور رحمت ہوئی ہے جو میں اس بھیانک اور خوفناک بدروح کے چنگل سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہوں ورنہ نہ جانے کیا ہو جاتا۔ اس بار اماں بی کے پیر و مرشد اور ان نیک بزرگوں کے ہاتھ بھی میرے سر سے ہٹ گئے تھے جو ان معاملات میں میرا ساتھ دیتے تھے"۔ عمران

نے کہا۔

"حیرت ہے۔ ہم خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ بدروحیں اس انداز میں بھی کام کر سکتی ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"بہرحال اس بار آپ نے اور جوزف نے بالا ہی بالا میدان مار لیا ہے عمران صاحب۔ ہم تو بس آپ سے مار کھا کر اسی ہسپتال کے ہی ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس بار تو ہم نے کچھ بھی نہیں کیا"۔ نعمانی نے کہا۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم پر کوئی بدروح حاوی ہے اور تم مجسم شیطان ہو تو میں"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو تم کیا کر لیتے۔ میرے خیال میں ان سب سے زیادہ تم ہی میرے ہاتھوں پٹے ہو۔ اسی لئے تمہارے جسم پر زیادہ پٹیاں نظر آ رہی ہیں۔ پھر بھی ایسی باتیں کر رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کچھ نہیں تو میں اس وقت لاحول ولا قوۃ ہی پڑھ لیتا۔ تم ہم دونوں کی آواز گی سے تو بھاگ جاتے"۔ تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر بے ساختہ کہا تو اس کی بات سن کر سب ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایکشن سے بھرپور ایڈونچر ناول

ریڈ ماسٹرز

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

سرداور — جنہیں اسرائیلی ایجنٹوں نے نہایت چالاکی اور عیاری سے ہلاک کر دیا تھا۔

سرداور — جنہیں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

عمران — جس نے سرداور کو ہلاک کرنے والے قاتلوں کو عبرتناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

عمران — جسے سرداور کی ہلاکت پر شک تھا اس نے سرداور کی قبر اوپن کرانے کا فیصلہ کر لیا۔

ریڈ ماسٹرز — اسرائیل کی ایک پاورفل ایجنسی جس کے دو چیف تھے۔

ریڈ ماسٹرز — جو آٹھ جزیروں پر حکمرانی کرتے تھے۔

ریڈ کمانڈوز — جو ریڈ ماسٹرز کے ماتحت تھے۔

ریڈ کمانڈوز — جن کی تعداد اسرائیل کی ملٹری سے کہیں زیادہ تھی اور وہ آٹھوں جزیروں اور سمندر میں پھیلے ہوئے تھے۔

ایسٹروگن جزیرہ — جہاں اسرائیل کی ایک خفیہ لیبارٹری تھی اور اس لیبارٹری کی تمام تر حفاظت کی ذمہ داری ریڈ ماسٹرز اور ریڈ کمانڈوز کے سپرد تھی۔

ایسٹروگن جزیرہ — جہاں ہر قسم کی حفاظتی انتظامات کے ساتھ ساتھ خونخوار گرو مگرمچھوں سے بھی جزیرے کی حفاظت کا کام لیا جاتا تھا۔

ایسٹروگن جزیرہ — جہاں سات مسلم ممالک کے خلاف کام کیا جا رہا تھا۔

ایسٹروگن جزیرہ — جہاں جانے کا بظاہر کوئی راستہ نہیں تھا۔

عمران — جو اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے ایسٹروگن جزیرے پر جانے کی بجائے ایکریمیا کی ایک ریاست ٹوسٹن پہنچ گیا۔

عمران — جس نے ٹوسٹن میں رہ کر ریڈ کمانڈوز کے خلاف ایکشن لینے کا پروگرام بنایا تھا مگر ——؟

وہ لمحہ — جب کیپٹن حمزہ اور خاور کو چاروں طرف سے خوفناک مگرمچھوں نے گھیر لیا۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو سمندر میں میزائل مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

کیا — عمران اور اس کے ساتھی واقعی ہلاک ہو گئے تھے۔ یا وہ ایسٹروگن جزیرے پر جانے میں ناکام رہے۔ یا ——؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی سات مسلم ممالک کے خلاف ہونے والی سازش کا شیرازہ بکھیرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یا ——؟

انتہائی تیز ایکشن دینے والا ایکشن —— سسپنس اور خون منجمد کر دینے والے واقعات جنہیں پڑھ کر آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

ایک زبردست ایکشن —— سسپنس اور موت کا طوفان لئے مخصوص ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

عمران کے متوالوں کے لئے سنسناتا ہوا سسپنس لئے ایک یادگار ناول

کراسٹی

مصنف
ظہیر احمد

مکمل ناول

پاکیشیا اور شوگران کے درمیان اسلحے اور ایک جنگی فارمولے کا معاہدہ ہوا جسے حاصل کرنے کے لئے کافرستانی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم ریڈ تھری پاکیشیا پہنچ گئی۔

صفدر — جس نے مجرموں کی گفتگو سن کر عمران کو بھی مدد کے لئے بلایا مگر —— ؟

صفدر — جو عمران کو ایک مجرم کی رہائش گاہ میں لے جانا چاہتا تھا لیکن عمران صفدر کی شادی کرانے کے لئے ایک انتہائی موٹی عورت کی کوٹھی میں گھس گیا۔ ایک قہقہہ بردار سچویشن۔

ریڈ تھری — جس کا چیف کرنل شکارا تھا جو انتہائی عیار، شاطر اور خطرناک انسان تھا۔

ریڈ تھری — جس نے سر داور کی کوٹھی سے ایک اہم فائل آسانی سے حاصل کر لی۔

کراسٹی — ایک خطرناک، چالاک اور خوفناک مجرمہ، جو پاکیشیا میں شوگران سے ملنے والے اسلحے کو تباہ کرنے کا مشن لے کر آئی تھی۔

کراسٹی — جس نے انتہائی برق رفتاری سے کامیابیاں تو حاصل کر لیں مگر —— ؟

کراسٹی — جو موت کی طرح دہشت ناک، آندھی کی طرح تیز اور طوفان کی طرح ہولناک تھی۔

ایس کے تھری — ایک ایسی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے کراسٹی اور ریڈ تھری تنظیم کے ارکان پاگلوں کی طرح بھاگتے دوڑتے پھر رہے تھے۔

ایس کے تھری — ایک ایسی رپورٹ جسے کرنل شکارا نے حاصل کر لیا تھا۔

جزیرہ ملوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کے حوالے کیا جانا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران کو کافرستان کے پرائم منسٹر سے [illegible] بات کرنا پڑی۔

وہ لمحہ — جب کافرستانی پرائم منسٹر نے خود ہی عمران کو آپریشن سپاٹ بتا دیا۔ کیوں؟

عمران — جس پر اچانک اور انتہائی خوفناک جان لیوا حملے شروع کر دیئے گئے۔ کیوں؟

عمران — جسے ہلاک کرنے کے لئے کافرستان کی ملٹری ٹیکنیکل حرکت میں آ گئی۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا جبکہ اس طرف کے ساتھی جزیرہ ملوڈیا خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جس پر سائی ٹان آئی لینڈ پر نہایت تیزی سے کام کیا جا رہا تھا۔

جزیرہ ملوڈیا — جہاں حکومت ملوڈیا کے خلاف ایک انتہائی جاوکن کھیل کھیلا جا رہا تھا۔

جزیرہ ملوڈیا اور جزیرہ جاوا کے درمیان ہونے والی کشمکش اس قدر خوفناک صورتحال اختیار کر گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی بری طرح اس میں پھنس کر مشن سائی ٹان کو بھول گئے تھے۔

کیا — عمران ٹاپ میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر ہونے سے روک سکا —— ؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی سائی ٹان آئی لینڈ پہنچ سکے —— ؟

کافرستان اکیڈیمیا اور میزائل — اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے یا —— ؟

ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے قدم قدم پر موت نے پھندے پھیلا رکھے تھے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

نامہ شوق
میرے نام

محترم قارئین۔ السلام وعلیکم۔

خطوط کا یہ سلسلہ آپ کے پرزور اصرار پر "نامہ شوق میرے نام" کے عنوان سے شروع کیا جا رہا ہے۔ آپ کے نامہ شوق اسی طرح ہر ماہ میرے ناولوں کی زینت بن کر ناولوں کی شان بڑھاتے رہیں گے۔

"پہلا نامہ شوق محسن رضا صاحب نے منڈیا نوالہ ضلع شیخوپورہ سے لکھا ہے۔" لکھتے ہیں آپ کا ناول "پاکیشیا مشن" پڑھا۔ آپ کا ناول واقعی بے مثل ہے۔ آپ نے عمران اور مجرموں کے درمیان جو آنکھ مچولی کا انوکھا اور حیرت انگیز کھیل کھلایا ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے۔ خصوصاً مجرم نے جس طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کے دماغوں پر قبضہ کر کے انہیں ایکسٹو کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا، انتہائی حد تک سسپنس سے بھرپور تھا۔ ناول میں تیز رفتار ایکشن، مزاح اور سسپنس کا ایسا امتزاج تھا جس نے واقعی ہمارے دل موہ لئے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور زور قلم دے اور آپ اسی طرح ہمارے لئے انوکھے اور دلچسپ ناول تحریر کرتے رہیں۔

محترم محسن رضا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول "پاکیشیا مشن" کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ آپ کے لئے عام موضوع اور ڈگر سے ہٹ کر ناول لکھوں۔ جو آپ کی دلچسپی اور مزاج کے عین مطابق ہوں۔ مجھے آپ جیسے قارئین کی دعاؤں، پرخلوص مشوروں اور تعاون کی بے حد ضرورت ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح خط لکھتے رہیں گے۔

حافظ مسرور احمد لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے لکھتے ہیں۔ "آپ کی عمران سیریز پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے بھی آخرکار جاسوسی ادب کے میدان میں قدم رکھ دیا ہے۔ آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں۔ جو واقعی ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ اس قدر زبردست ناول لکھنے پر میری اور میرے دوستوں کی طرف سے مبارکباد قبول کریں"۔

محترم حافظ مسرور احمد صاحب خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میں آپ کے ان تمام دوستوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میرے ناول پڑھے ہیں اور مجھے مبارکباد دی ہے۔ آپ جیسے قارئین ہی میرے لئے سرمایہ ہیں۔ میں آپ کی اسی طرح محبت اور پرخلوص نامہ شوق حاصل کرنے کے لئے عمدہ اور اچھوتے ناول تحریر کرتا رہوں گا۔ امید ہے آپ بھی اسی طرح نامہ شوق بھیجتے رہیں گے۔

عباد صاحب اور ان کے دوست ولید، خرم، اسد، حماد، شیب، آصف، شفیق عثمانی اور توصیف بھیرہ ضلع سرگودھا سے لکھتے ہیں۔ "سب سے پہلے تو آپ ہم سب دوستوں اور ہمارے شہر کے لائبریرین صوفی غلام قادر صاحب کی طرف سے اس قدر خوبصورت اور دلچسپ ناول لکھنے اور ان کی کامیابی پر مبارکباد وصول کریں۔ ہم نے عمران

سیریز کے بے شمار ناول پڑھے ہیں۔ مگر آپ کا پہلا ناول "کرسٹل بلٹ" اور اس کے بعد باقی تمام ناول پڑھ کر محسوس ہوا کہ آپ میں واقعی بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور بڑوں کے ناولوں کی طرح آپ عمران سیریز میں بھی اپنا منفرد مقام بنا سکتے ہیں۔ آپ کے ناول عام ڈگر سے ہٹ کر ہیں اور ان میں وہ تمام لوازمات موجود ہیں جو ہمیں پسند ہیں۔ ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آپ کے ناولوں میں فرقہ واریت، سیاست اور خاص طور پر فحاشی کا معمولی سا پہلو بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم بے دھڑک ان ناولوں کو پڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال میرے تمام دوستوں نے آپ کی اس شاندار کوششوں کو بے پناہ سراہا ہے اور ہمیشہ سراہتے رہیں گے"۔

محترم عباد صاحب میں آپ اور صوفی غلام قادر صاحب کے ساتھ ساتھ ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ میں اپنی کوششوں میں اللہ تعالیٰ کے کرم اور آپ جیسے عظیم قارئین کے تعاون کی وجہ سے اس قدر کامیابیوں سے ہمکنار ہوا ہوں۔ جس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر بجا لاؤں کم ہے اور میں آپ کی محبت اور آپ کے پرخلوص جذبات کی قدر کرتے ہوئے آپ سب کا بھی بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے آپ جیسے قارئین کی پرخلوص محبت اور ایسے ہی نامہ شوق کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے آپ مجھے اپنی دعاؤں میں اسی طرح یاد رکھیں گے۔

محمد ظہیر قادری سانگلاں ضلع مظفر گڑھ سے لکھتے ہیں۔ "الف لفظ میں آپ کے پہلے ناول "کرسٹل بلٹ" سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں اور آپ کے اب تک کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ آپ کا انداز تحریر بہت خوبصورت ہے۔ نئے اور انوکھے طرز کے ناول پڑھ کر آپ نے سچ مچ ہمارے دل موہ لئے ہیں۔ میں نے اور میرے دوستوں نے پندرہویں شعبان کو آپ کے لئے خصوصی طور پر دعا کی تھی۔ تاکہ آپ ہمارے لئے اسی طرح دلچسپ اور خوب سے خوب تر ناول تحریر کرتے رہیں اور آپ کی ہم نے درازی عمر کی بھی دعا کی تھی"۔

محترم محمد ظہیر قادری صاحب خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے اور آپ کے دوستوں نے میرے لئے جس خلوص اور محبت سے پندرہویں شعبان کو دعا کی تھی۔ اس کے لئے میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا مشکور ہوں۔ درحقیقت مجھے آپ جیسے پرخلوص اور اس قدر محبت کرنے والے دوستوں کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے آپ سب اسی طرح مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور اسی طرح "نامہ شوق میرے نام" کرتے رہیں گے۔

ماسٹر رانا سرور میانوالی سے خط لکھتے ہوئے مجھے عظیم مصنف کا خطاب دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ "میں نے آپ کو عظیم مصنف ہونے کا خطاب اس لئے دیا ہے کہ میں نے آج تک بے شمار مصنفین کی عمران سیریز پڑھی ہیں۔ مگر ان کتب میں وہ چاشنی وہ وصف نہیں ملا جو آپ کے ناولوں میں ہمیں نظر آیا ہے۔ آپ کی پہلی کاوش "کرسٹل بلٹ" نے ہی ہمیں آپ کے ناولوں کا گرویدہ بنا دیا تھا اور اب تک

شائع ہونے والے آپ کے تمام ناول نہ صرف خود پڑھ چکا ہوں بلکہ اپنے دوست واحباب کو بھی پڑھوا چکا ہوں اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ واقعی عظیم مصنف ہیں۔ آپ جیسے مصنف صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کی کامیابیوں اور درازی عمر کے لئے دل سے دعا گو ہیں"۔

محترم ماسٹر رانا سرور صاحب۔ آپ نے مجھے عظیم مصنف ہونے کا خطاب دیا ہے۔ میری نظر میں آپ اور آپ جیسے وہ تمام قارئین عظیم ہیں جنہوں نے مجھے ایک نیا مصنف ہونے کے باوجود اس قدر پذیرائی بخشی ہے۔ آپ جیسے عظیم قارئین ہی میرے لئے عظیم سرمایہ ہیں۔ جس کے لئے میں آپ سب کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہوگا۔ امید ہے آپ اسی طرح خط لکھتے رہیں گے۔

عبدالعلیم عارف کھنیان ضلع حیدرآباد سے لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "سپیشل ٹکرز" پڑھا۔ ابھی ناول شروع ہی کیا تھا کہ ختم بھی ہو گیا۔ اتنے چھوٹے ناول نہ لکھا کریں۔ بہر حال یہ ایک زبردست ناول تھا جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آپ کا انداز بیاں بہت سلیس اور صاف ستھرا ہے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ آپ پرانے کرداروں، سنگ ہی اور تھریسیا کو نئے روپ میں ہمارے سامنے لائے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ کرنل فریدی اور میجر پرمود پر بھی ایک خصوصی ناول لکھیں۔ ایک ایسا ناول جو واقعی لاثانی اور یادگار حیثیت کا حامل ہو"۔

محترم عبدالعلیم صاحب۔ آپ کے یکے بعد دیگرے دو نامہ شوق موصول ہوتے ہیں۔ سنگ ہی اور تھریسیا کے کرداروں کے نئے پن اور نئے انداز میں سامنے آنے پر سینکڑوں قارئین نے بے پناہ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور میری اس کاوش کو بے حد سراہا ہے اور مجھے ان کرداروں پر زیادہ سے زیادہ لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ میں انشاء اللہ ان کرداروں پر مزید لکھتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ آپ کرنل فریدی، میجر پرمود اور عمران کے مشترکہ ناول بھی پڑھیں گے مگر اس کے لئے آپ کو تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح نامہ شوق بھیجتے رہیں گے۔

اللہ نور علاقہ خوڑگی ضلع بنوں سرحد سے لکھتے ہیں۔ "یہ میرا کسی بھی مصنف کو لکھا ہوا پہلا خط ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں عمران سیریز کے ایک نئے مگر عظیم مصنف کو خط لکھنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کے تمام ناول بے حد شوق اور لگن سے پڑھے ہیں۔ معیاری اور انتہائی دلچسپ اور دلوں کو موہ لینے والے ناول لکھنے پر میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آپ جیسے عظیم مصنف ہی ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں۔ اسی لئے میں آپ کو دعا دیتا ہوں کہ آپ کا زور قلم زیادہ اور درازی عمر ہو اور آپ ہمیشہ اسی طرح خوب سے خوب تر ناول لکھ کر ہم سے داد تحسین حاصل کرتے رہیں"۔

محترم اللہ نور صاحب۔ نامہ شوق میرے نام کرنے اور ناولوں کو

اس قدر پسند کرنے کا شکریہ اگر آپ مجھے عظیم مصنف بنا کر اور نامہ شوق میرے نام کرنے پر فخر محسوس کر رہے ہیں تو میں بھی آپ جیسے عظیم اور پرخلوص قاری کا نامہ شوق پڑھ کر بے پناہ خوشی اور فخر محسوس کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا رہا ہوں۔ جس نے مجھے اس قدر کامیابیوں سے ہمکنار کیا اور آپ جیسے قارئین سے سرفراز کیا۔ یہ اسی ذات کریم کا کرم ہے کہ میں آپ کے دلوں میں اپنے لئے جگہ بنانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ ایک بار پھر اس پرخلوص محبت کا شکریہ۔ امید ہے آئندہ بھی آپ نامہ شوق میرے نام کرتے رہیں گے۔

محمد شاکر عزیز منصور آباد فیصل آباد سے تحریر کرتے ہیں۔ کسی بھی مصنف کے لئے خط لکھنے کا یہ میرا پہلا موقع ہے۔ آپ کا پہلا اور اچھوتا ناول "کرسٹل بلٹ" اور پھر دوسرے تمام ناول پڑھے اور بے پناہ خوشی ہوئی کہ عرصہ دراز کے بعد عمران سیریز میں ہمیں اس قدر منفرد خوبصورت اور بہترین ناول پڑھنے کو ملے۔ آپ کے ناولوں کا پلاٹ تیز رفتار ایکشن، مزاح، سسپنس اور کہانی بیان کرنے کا انداز منفرد اور انتہائی زبردست ہے۔ امید ہے آپ اپنی اس کوشش کو اسی طرح جاری و ساری رکھیں گے۔ شاکر عزیز صاحب مزید لکھتے ہیں کہ مصنف کی اصل طاقت اس کے قارئین ہوتے ہیں۔ اگر قارئین سے براہ راست رابطے کے ذرائع استعمال میں لائے جائیں تو مصنف کی طاقت ہزاروں گنا بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے خط کے علاوہ مجھے جدید دور کی ٹیکنالوجی بھی استعمال میں لانی چاہئے اور قارئین سے بذریعہ میل، ای میل رابطہ قائم رکھنا چاہئے۔

محترم محمد شاکر عزیز صاحب۔ پہلے تو میں آپ کے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے درست کہا ہے کہ ہر مصنف کی اصل طاقت اس کے قارئین ہوتے ہیں۔ جن سے رابطہ رکھنا بے حد ضروری ہیں۔ اس سلسلے میں پیش رفت کے طور پر آپ کے "نامہ شوق میرے نام" ناولوں میں شائع کرنے اور ان کے جوابات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ رہی بات میل اور ای میل کی تو اس کے لئے عرض کر دوں کہ اگر میں انٹرنیٹ اور ای میلز پڑھنے اور ان کے جوابات دینے کے لئے بیٹھ گیا تو آپ قارئین کی محبت میں بس وہیں بیٹھا رہ جاؤں گا اور پھر وقت پر ناول شائع نہ ہو سکیں گے۔ اس لئے سوچ لیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح "نامہ شوق میرے نام" کر کے مجھ سے رابطہ استوار رکھیں گے۔

خالد حسین کھیڑا محمود کوٹ ملتان سے لکھتے ہیں۔ "آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں اور ان تمام ناولوں کو ایک سے بڑھ کر ایک پایا ہے۔ ہر ناول کا پلاٹ مختلف اور انتہائی منفرد ہے۔ امید ہے آپ ان ناولوں سے بڑھ کر ہمارے لئے مختلف موضوعات پر منفرد انداز میں لکھتے رہیں گے۔ آپ کے نئے ناولوں کا شدت سے انتظار رہے گا۔"

محترم خالد حسین کھیڑا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری شروع سے ہی یہی کوشش رہی ہے اور رہے گی

کہ میں آپ کے لئے نئے، انوکھے اور دلچسپ موضوعات پر لکھ سکوں۔ ایسے موضوعات جو نہ صرف انوکھے، حیرت انگیز اور دلچسپ ہوں بلکہ نئے اور انتہائی حد تک منفرد ہوں۔ مجھے آپ اور آپ جیسے قارئین کے تعاون اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس لئے امید کرتا ہوں آپ اسی طرح نامہ شوق میرے نام کرتے رہیں گے۔

والسلام

آپکے نامہ شوق کا منتظر

ظہیر احمد

عمران سیریز

بلیک جیک

ظہیر احمد